۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یاصاحب الزماں ادرکنی

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL USE

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

عباس بک ایجنسی

تربیتِ اولاد

مجموعہ مجالس

مولانا جان علی شاہ کاظمی پاکستان

ناشر

عباس بک ایجنسی
درگاہ حضرت عباس رستم نگر

لکھنؤ ۳

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : تربیت اولاد

مؤلف : مولانا سید جان علی شاہ کاظمی (پاکستان)

زیر اہتمام : سید علی عباس طباطبائی

سنہ طباعت : دوسرا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۹۳

تعداد : ایک ہزار (۱۰۰۰)

مطبوعہ : نظامی پریس لکھنؤ

ناشر : عباس بک ایجنسی
رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ
لکھنؤ، (انڈیا)

قیمت ۲۵ روپئے

"یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات"۔

ترجمہ:- خدا صاحبانِ ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے، ان کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے۔

(قرآن مجید: المجادلہ ۱۱)

فہرست

عرض ناشر ۵

اسلام میں تربیت کا انداز ۶

اسلام میں بچوں کی تربیت ۲۳

پہلی مجلس ۴۸

حیات ابدی ۴۸

اصل وجہ ۵۱

عشق رسول کے خلاف ۵۳

ہدایت زندگی ہے ۵۵

گمراہی موت ہے ۵۶

تربیت اولاد ایک اہم فریضہ ۵۶

تربیت اولاد میں شادی کا پہلو اور اس کی اہمیت ۵۹

نکاح ابتدائی منزل ۵۹

امام حسینؑ کی قربانی کا مقصد ہماری اصلاح ہے ۶۱

ہماری بدنصیبی ۶۲

خون حسینؑ سے وفاداری کا ثبوت دیں ۶۲

شادی پر گناہوں اور جہیز کے غلط اثرات ۶۳

دوسری مجلس ۶۷

رسول اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازشیں ۶۷

یہودیوں کا سب سے بڑا ہتھیار پروپیگنڈہ ۶۹

اپنی اور اپنے گھر کی حفاظت کریں ۷۲

شادی کو کیسے اچھا بنائیں ۷۵

تربیت اولاد کی منزلیں ۷۶

پہلی منزل۔ غذا حرام نہ ہو ۷۷

جماع صحبت ۷۸

دوسری منزل۔ وقت مباشرت ذکر الٰہی کی اہمیت ۷۹

تیسری منزل ۸۰

حمل اور تربیت اولاد ۸۰

زمانۂ حمل میں غذائے حرام کا بچے پر اثر ۸۱

تیسری مجلس ۸۴

ہدایت زندگی ہے ۸۵

مرکز ہدایت ذات پیغمبر اکرمؐ ہے ۸۵

Presented by www.ziaraat.com

ہادی امت کے خلاف سازشوں کا جال ۸۶
حقیقی نقصان ۸۹
رسول اسلام کا ایک نورانی جملہ ۹۱
بچہ کی عزت کی جائے ۹۳
قرآن کا انداز نصیحت ۹۵
چوتھی مجلس ۱۰۳
فساد کیا ہے؟ ۱۰۵
غیبت کا گناہ ۱۰۶
عقیدت کی تباہی معاشرے کی تباہی ہے ۱۰۷
دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے ۱۱۲
قرآن کا انداز نصیحت ۱۱۳
غصہ برائیوں کی چابی ہے ۱۱۴
احسان جتانے کا انجام ۱۱۶
عملی تربیت زیادہ موثر ہے ۱۱۸
اسلامی تربیت کے سیاسی فوائد ۱۲۱
ظالم کا ساتھ دینے والا اس کے ظلم میں برابر کا شریک ہے ۱۲۲
پانچویں مجلس ۱۲۵
قرآن ہدایت ہے ۱۲۵
یہودیوں کی قوم پرستی ۱۲۶
خطرناک سازش ۱۳۰
سارا جھگڑا انانیت اور شہرت کا ہے ۱۳۱
اولاد میں بُری صفات پیدا نہ ہونے دیں۔ ۱۳۳
بری صفات دور کرنے کا طریقہ ۱۳۵
صفات ایثار ۱۳۶
صفت ایثار کا صلہ ۱۳۶
صفت تواضع ۱۳۸
خواتین کا جہاد ۱۳۹
عظیم عورت ۱۳۹
امام خمینی کا پیغام ۱۴۳

عرض ناشر

"تربیت اولاد" مولانا سید جان علی شاہ کاظمی (پاکستان) کے مجالس خمسہ کا مجموعہ، نومبر ۱۹۹۲ء میں عباسؑ بک ایجنسی کے توسل سے اشاعت پذیر ہو کر مقبولیت کی اس منزل سے دوچار ہوا کہ بحمد اللہ ایک سال کے اندر ہی دوسرا ایڈیشن مزید ۴۲ صفحات کے اضافہ کے ساتھ طبع ہو رہا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آج کے اس دور میں جہاں اخلاقی اقدار مائل بہ انحطاط ہیں، اسلام دشمن طاقتیں ہر ممکن طریقہ سے گمراہی پھیلانے میں کوشاں ہیں، ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مسلم گھرانہ اسلام کے لیے ایک آہنی قلعہ بن جائے تاکہ اس کے حصار میں پرورش پانے والے حق پرست بچے اسلامی سپاہی اور مجاہد بن کر اسلام کی خدمت کر سکیں۔

تربیت اولاد کے دوسرے ایڈیشن میں "اسلام میں تربیت کا انداز" اور "اسلام میں بچوں کی تربیت" کے عنوان سے جو اضافہ کیا گیا ہے وہ جناب محمد صحفی کی کتاب "اسلام دین معرفت" کا مرہون منت ہے اور موصوف کی یہ کتاب جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان، سے اشاعت پذیر ہو چکی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ اضافہ یقیناً قوم اور قوم کے بچوں کے لیے انتہائی افادیت کا حامل ثابت ہوگا۔

والسلام

سید علی عبّاس طباطبائی

عباسؑ بک ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ

Presented by www.ziaraat.com

اسلام میں تربیت کا انداز

کُونُوا دُعَاۃَ النَّاسِ اِلَی اللہِ بِغَیْرِ اَلْسِنَتِکُمْ

امام جعفر صادق علیہ السلام

"لوگوں کے معلّم اور ہدایت کنندہ بنو، زبان سے نہیں بلکہ اپنے اعمال، رفتار اور کردار سے"

افراد کی مُثبت صلاحیتوں کی تقویّت اور ان کی مُضر اور ناجائز خواہشات کی سرکوبی کے لیے لازم ہے کہ انھیں قابل معلّم میسّر ہوں اور وہ خود بھی اپنے کردار کی تعمیر پر بھرپور توجّہ دیں تاکہ انھیں حقیقی نیک بختی اور انسانی کمال حاصل ہو۔

تعلیم و تربیّت کے بغیر کوئی شخص انسانیّت کے شایانِ شان کمال کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اندرونی مثبت صلاحیتیں بارآور اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتیں۔

انسانی صلاحیتوں کی نشوونما فقط بولنے، سُننے اور پڑھنے سے ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے ایسے افراد ہوتے ہیں جو نیک کاموں کو پہچانتے ہیں لیکن خود نیک نہیں ہوتے اور برائیوں کی سُوجھ بُوجھ بھی رکھتے ہیں لیکن خود بُرے ہوتے ہیں۔

باغبان پھولوں اور درختوں کا ہر لحظہ خیال رکھتا ہے اور ان کی صحیح پرداخت کے لیے جو وسائل میسّر ہوں اُنھیں استعمال میں لاتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ بڑھی ہوئی شاخوں اور کانٹوں کو کاٹ ڈالتا ہے، کبھی کبھی چھوٹے پودوں کے لیے پناہ گاہ تیار کرتا ہے

اور ان کی نشوونما کے لیے ہر ممکن وسیلے سے کام لیتا ہے۔

تعلیم و تربیّت کے ذمّے دار باصلاحیت افراد کو چاہیے کہ لوگوں کی تربیت کے لیے عملی اقدامات کریں۔ انھیں قدم بقدم ساتھ لے کر چلیں اور خوش بختی اور فضیلت کے راستوں کی جانب ان کی رہنمائی کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے کردار کی تعمیر کے لیے فقط زبانی وعظ کرنا اور اچھے کاموں کی تعریف و توصیف کرنا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ خود اپنے اعمال سے مثال پیش کی جائے اور دوسروں سے اس کی مشق کرائی جائے۔

سبھی جانتے ہیں کہ بائیسکل پر سواری کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس کا ہینڈل دونوں ہاتھوں سے پکڑے، گدی پر بیٹھے اور پیڈلوں کو پاؤں کے ذریعے حرکت دے اور دائیں یا بائیں جانب کے لیے ہینڈل کو اسی جانب گھمائے لیکن فقط یہ باتیں جاننے سے کوئی شخص بائیسکل کی ٹھیک ٹھیک سواری نہیں کرسکتا بلکہ ایک مدّت تک مشق ضروری ہے تاکہ وہ اس سادہ اور معمولی سواری سے مستفید ہوسکے۔

زندگی کے مسائل میں بھی معلّمین کی رہنمائی اور انسان کی اپنی ریاضت ضروری ہے تاکہ لوگ ہر صورت میں اپنی ذمّے داریوں سے خود بخود عہدہ برآ ہوسکیں۔

ہماری تربیت کی سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ والدین، اساتذہ، واعظین، علماء اور دوسرے تمام لوگ جو کسی نہ کسی قسم کی تعلیم دیتے ہیں اپنی دانش تو ہماری تحویل میں دے دیتے ہیں اور ہمیں ہماری ذمّے داریوں سے بھی آگاہ کردیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ہمیں بروقت یہ بتلائے کہ جو کچھ میں تمھیں بتاچکا ہوں اس کے کرنے کا موقع یہ ہے۔

لوگوں کی تربیت کے سلسلے میں مرحوم آیت اللہ حاج شیخ جعفر کاشف الغطا جس طریقے پر عمل کرتے تھے وہ بڑا مؤثر اور قابلِ تقلید ہے۔ مثلاً ان کی خواہش تھی کہ اپنے جوان بیٹے کو سحر خیزی اور نمازِ تہجّد پڑھنے کی جانب اس انداز سے مائل کریں کہ وہ دلی

Presented by www.ziaraat.com

شوق کے ساتھ اس عادت پر ساری عمر کاربند رہے۔

ایک دن وہ اذانِ صبح سے پہلے بیٹے کے بستر کے پاس گئے اور اسے جگا کر کہا کہ اُٹھو تاکہ ہم جا کر امیر المومنین امام علی علیہ السّلام کے حرمِ مطہر کی زیارت سے مشرف ہوں جوان بیٹے نے اپنی خواب آلود آنکھیں مَلیں اور کہا:

"و بسر و چشم! آپ چلیں میں بھی آتا ہوں"

باپ نے کہا: "نہیں۔ میں یہیں کھڑا ہوں تاکہ ہم دونوں ساتھ ساتھ چلیں"۔

بیٹا اُٹھا، وضو کیا اور باپ کے ہمراہ حرمِ مطہر کی جانب روانہ ہوگیا۔

حرم میں سامنے ہی ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے دستِ سوال لوگوں کی جانب دراز کر رکھا تھا۔ باپ نے بیٹے سے پوچھا:

"بیٹا! یہ شخص یہاں کیوں بیٹھا ہے؟"

اس نے جواب دیا: "بھیک مانگنے اور لوگوں سے مدد حاصل کرنے کے لیے"۔

پھر باپ نے سوال کیا:

"تمھارا کیا خیال ہے۔ یہ کتنی رقم جمع کرے گا؟"

بیٹے نے کہا: ممکن ہے چند درہم کمالے"۔

باپ نے کہا:

"کیا اسے اتنی رقم یقیناً ہاتھ آجائے گی؟"

بیٹا بولا: "قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ اسے کچھ رقم حاصل ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے خالی ہاتھ گھر لوٹنا پڑے"۔

جب باپ نے دیکھا کہ جو کچھ وہ کہنا چاہتا ہے اس کے لیے میدان ہموار ہو گیا ہے تو یوں گویا ہوا:

"دیکھو میرے بیٹے! یہ فقیر ایک مشکوک دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لیے

جس کے بارے میں اسے خود بھی یقین نہیں ہے رات کو اس وقت یہاں آیا ہے اور اس نے دستِ سوال دراز کیا ہے۔ اگر تمھیں واقعی اس ثواب کے متعلق یقین ہے جو اللہ تعالیٰ نے سحر کے وقت جاگنے اور نمازِ تہجد ادا کرنے کے لیے مقرر فرمایا ہے اور تم ائمۂ طاہرین علیہم السلام کے اقوال کو بھی درست مانتے ہو تو پھر اس کام کے انجام دینے میں سُستی کیوں برتتے ہو؟"

اس اقدام کا یہ نتیجہ نکلا کہ بیٹے نے تمام عمر سحر خیزی، اور نمازِ شب کی ادائیگی ترک نہ کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس لائق معلّم اور دانشمند باپ نے ایسا میدانِ عمل پیدا کر دیا جس کی یاد بیٹے کے ذہن میں ہمیشہ تازہ رہی اور جس نے اسے یہ نیک کام انجام دینے پر آمادہ کر دیا۔

لائق معلّم کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو بار بار نیک کام کرنے کی جانب راغب کریں تاکہ انھیں عادت پڑ جائے اور وہ خود بخود اور بغیر کوئی تکلیف محسوس کیے یہ کام انجام دینے لگیں۔

امام علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اَلْعَادَۃُ طَبْعٌ ثَانٍ [1]

"عادت انسان کے لیے دوسری طبیعت کا حکم رکھتی ہے"۔

زندگی کے مختلف شعبوں میں عادات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مشق اور تکرار کی بدولت لوگوں کو بہت سے سخت اور طاقت فرسا کاموں کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ انھیں بڑی آسانی سے انجام دے دیتے ہیں۔

اگر معاشرے کے سرپرست اور رہنما لوگوں کو صحیح تربیت دے کر ان میں نیک کام کرنے کی عادت ڈالیں اور مسلسل توجہ سے انھیں اچھے کاموں کا خوگر بنائیں تو رفتہ رفتہ

---

[1] غرر الحکم۔ صفحہ ۲۶

Presented by www.ziaraat.com

معاشرے کو ایک تازہ رونق اور نئی زندگی حاصل ہوجائے گی اور اس کے افراد شعوری یا غیر شعوری طور پر نیکیوں کی جانب مائل ہوجائیں گے۔

ظاہر ہے کہ معلمین، لوگوں کو صحیح تربیت دینے میں اُسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب وہ جو کچھ کہیں اس پر خود بھی عمل کریں اور درحقیقت ان کا اپنا کردار دُوسروں کے لیے ایک مثال ہو کیونکہ اگر وہ فقط زبان اور قلم سے لوگوں کو انسانیت اور نیک صفات کی دعوت دیں لیکن ان کا عمل ان کے قول سے ہم آہنگ نہ ہو تو ایسی نصیحتوں کا نتیجہ بالکل برعکس برآمد ہوگا۔

امام علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں تربیت کنندگان کی اس پرورش پر پُرزور تنقید کی ہے اور ان پر لعنت بھیجی ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْآمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ التَّارِكِيْنَ لَهُ وَ النَّاهِيْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الْعَامِلِيْنَ بِهِ

"ان اشخاص پر اللہ کی لعنت ہے جو لوگوں کو اچھے اور پسندیدہ کاموں کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود انھیں انجام نہیں دیتے اور ان اشخاص پر اللہ کی نفرین ہے جو دوسروں کو بُرے کاموں پر ٹوکتے ہیں لیکن خود ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔"

افراد کی تربیت میں جو چیز باقی سب چیزوں سے زیادہ مؤثر ہے وہ اچھی مثالوں کا مشاہدہ کرنا ہے یعنی جب نوجوان یا دوسرے لوگ خود اپنی آنکھوں سے اپنے معلمین اور سرپرستوں کی پسندیدہ اور مخلصانہ روش دیکھتے ہیں تو بے اختیار اچھائیوں کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اور جن پسندیدہ صفات کا نمونہ ان میں پاتے ہیں خود بھی انہی سے متصف ہوجاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رہبرانِ اسلام نے تاکید فرمائی ہے کہ مسلمان اپنی صحیح اور

معقول روش کے ذریعے دوسروں کو پاکیزگی اور فضیلت کی دعوت دیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

كُوْنُوْا دُعَاةَ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ بِغَيْرِ أَلْسِنَتِكُمْ

"لوگوں کے معلم اور ہدایت کنندہ بنو۔ زبان سے نہیں بلکہ اپنے اعمال، رفتار اور کردار سے۔"

جو پند و نصیحت کانوں کے راستے انسان کے قلب تک پہنچے وہ یقیناً مؤثر ہوتی ہے لیکن اس کا اثر محدود اور وقتی ہوتا ہے لہٰذا اگر وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی مثال نہ ہو جس کی بدولت لوگ عملاً اس وعظ و نصیحت پر عملدرآمد ہوتا دیکھیں اور اس کی پیروی کریں تو فقط وعظ کافی نہیں ہے۔ وہ مثال ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے مجسم ہو، ان کے قلب اور رُوح کو حرکت میں لائے اور ان کے سوئے ہوئے احساسات کو بیدار کردے۔ ایسی ہی عمدہ اور مؤثر مثال دل پر گہرا اثر کرتی ہے اور اس کا شمار عظیم ترین تربیتی محرکات میں ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے صریح طور پر فرمایا ہے رسولِ اکرمؐ کو پہلی ذمّے داری یہ سونپی گئی تھی کہ آپ لوگوں کے نفوس کا برائیوں سے تزکیہ کریں اور انھیں علم و حکمت کی تعلیم دیں:

"اللہ نے باایمان لوگوں پر احسان کیا کہ خود ان میں سے ایک رسول مبعوث کیا تاکہ وہ اللہ کی آیتیں انھیں پڑھ کر سنائے، انھیں برائیوں سے پاک کرے اور ان کو علم اور حکمت سکھائے۔"[1]

مندرجہ بالا آیت اور اسی جیسی دوسری آیات میں اللہ تعالیٰ نے تربیت کے مسئلے کو تعلیم کے مقابلے میں اوّلیت دی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ خوش بختی کی جانب

[1] سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۶۴

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں کا پہلا قدم ان کے نفوس کا تزکیہ اور تربیت ہے اور تعلیم کا نمبر بعد میں آتا ہے۔

دینی تربیت اور رُوحانی بنیادوں کے استحکام کے بغیر علم و دانش "تیغ دادن درکفِ زنگی مست"، کے مترادف ہے اور تجربہ بھی اس حقیقت کی تائید کرتا ہے۔

موجودہ دَور کی نام نہاد متمدّن دُنیا علم و دانش اور صنعت و حرفت کے اسلحہ سے لیس ہے لیکن روحانی تربیت سے بے بہرہ ہے۔ آئے دن کی کشمکش، لڑائیاں، بمباریاں، ویرانیاں، جرائم اور سینکڑوں دوسری بُرائیاں روحانی تربیت کے اسی فقدان کا نتیجہ ہیں جو لوگ اس علم و دانش اور صنعت و حرفت سے بہرہ مند ہیں اگر وہ کریم النفس ہوتے اور ایمان اور روحانیت کے مالک ہوتے تو وہ تخریب کاری اور فساد کی بجائے بنی نوعِ انسان کی بہتری کے بارے میں سوچتے اور ان عظیم مصارف کو پسماندہ اقوام کے مصائب دُور کرنے اور ان کی ترقی کے لیے وقف کر دیتے تاکہ انسانیت کو بیماری اور بھوک سے نجات مل جاتی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں لائق رہنماؤں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہر چیز سے پہلے لوگوں کی تربیت کی کوشش کریں اور قبل اس کے کہ وہ سائنس اور مشینی پیداوار سے لیس ہوں انھیں ایمان اور روحانیت کی قوت سے آراستہ کریں۔

اپنی آسمانی ماموریت کی بنا پر اسلام کے جلیل القدر رسولؐ نے لوگوں کی صحیح اور جامع تربیت کا بیڑا اٹھایا اور اس سلسلے میں ہر ممکن کوشش فرمائی۔ آپ نے اپنے کردار سے لوگوں کو عظیم ترین تربیتی درس دیا۔ آپ نے تواضع کو عملاً رواج دیا۔ آپ سبھی کو سلام کہتے تھے اور لوگوں سے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے تھے۔

آنحضرتؐ لوگوں سے بڑی خندہ پیشانی سے اور ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ ملتے تھے۔ ان کی باتیں پوری توجہ سے سنتے تھے۔ نو وارد لوگوں کا احترام کرتے تھے۔ ان کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنی جگہ انھیں دے دیتے تھے۔ ضعیف اور نادار لوگوں

کے ساتھ مل کر بیٹھتے اور اپنے آپ کو ان کے دُکھ سُکھ میں شریک کرتے تھے۔ لوگوں کی تکالیف میں ان سے ہمدردی کرتے تھے۔ دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے تھے۔

امام علی علیہ السلام جو رسولِ اکرمؐ کے مکتب کے تربیت یافتہ اور خود بھی بنی نوعِ انسان کے عظیم معلم ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے لوگوں کو کسی نیک کام کی دعوت نہیں دی ماسوا اس کے کہ ان سے پہلے میں نے وہ کام خود انجام دیا۔"

اگر آپ عدالت کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ خود عادل تھے اور اپنے عادلانہ طور طریقوں سے لوگوں کو عدل و انصاف کا سبق دیتے تھے۔ آپ پُوری قوت سے ظالموں اور سرکشوں کی سرکوبی کرتے اور مظلوموں کو ایک مہربان باپ کی طرح پناہ دیتے تھے۔

آپ مسلمانوں کے مابین ہر معنی میں مساوات ملحوظ رکھتے تھے۔ کمزور لوگوں کا حق انھیں دلواتے اور طاقتور اشخاص کی زیادتیوں کا پُوری شدت سے سدِباب فرماتے تھے۔ آپ لوگوں کو دنیا پرستی سے منع کرتے تھے اور خود زُہد اور روحانیت کا مجسمہ تھے۔ آپ لوگوں کو کام اور محنت کی ترغیب دیتے تھے اور خود بھی بارآور اور مفید کاموں کے سلسلے میں بڑی سنجیدگی سے کوشش فرماتے تھے۔

آپ لوگوں کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے تھے۔ آپ کے مکتب کے شاگردوں نے بھی یہ عملی اسباق اپنے پیشوا اور بزرگوار استاد سے سیکھ لیے تھے اور ہمیشہ ان کے مطابق عمل کرتے تھے۔

حضرت مالک اشتر جو ایک قوی اور توانا شخص تھے امام علیؑ کے مکتب کے تربیت یافتہ تھے۔ ایک دن کوفہ کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک غیر تربیت یافتہ کاروباری شخص نے جو اُن کی ذات، قوت اور رُتبے سے ناواقف تھا تمسخر اور تحقیر کے طور پر

Presented by www.ziaraat.com

کچھ کوڑا کرکٹ ان پر پھینک دیا۔

اُس شخص کے ہمسائے نے اُس سے پُوچھا:

"جس شخص پر تم نے کوڑا کرکٹ پھینکا ہے کیا تم اسے جانتے ہو؟"

اُس نے جواب دیا: "نہیں! یہ تو کوئی بے نوا اور نادار مسافر تھا۔"

دوسرے نے کہا:

"تم پر خدا کی مار! یہ سپہ سالارِ اسلام حضرت مالکِ اشتر تھے۔"

حضرت مالک کا نام سُن کر وہ شخص بے حد مضطرب اور پریشان ہوا اور اس کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا۔ چنانچہ اپنی غلطی کی تلافی کے لیے اُس نے حضرت مالک کی تلاش میں دوڑنا بھاگنا شروع کر دیا۔

پُوچھتے پُوچھتے وہ مسجدِ کوفہ میں پہنچا جہاں اس کی ملاقات حضرت مالکِ اشتر سے ہوگئی۔ وہ اُن کے قدموں پر گر پڑا اور معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے واقف نہ تھا۔ آپ مجھے بخش دیں اور میری خطا سے درگزر فرمائیں۔

حضرت مالک نے کمال کریم النفسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے مُشفقانہ سلوک کیا اور کہا:

"میں نے تمھاری غلطی معاف کر دی تھی اور مسجد میں چلا آیا تھا تاکہ نماز پڑھوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں کہ وہ بھی تمھارے گناہ سے درگزر فرمائے اور تمھیں بخش دے۔"

یہ کام ایک عملی تربیت تھی اور ایک ناقابلِ فراموش سبق تھا جو حضرت مالکِ اشتر نے اس شخص کو دیا اور اُسے ہمیشہ کے لیے ایسی غلطیوں سے متنبّہ کر دیا۔

مکتبِ اسلام کے تربیت یافتہ بزرگوں میں اس قسم کے عملی درس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں اور عالمِ بشریت کے بزرگ ترین معلّم نے بنی نوعِ انسان کی جو درخشاں

خدمات انجام دی ہیں ان میں سے ایک اس مکتب کا قیام اور ان تعلیمات کا پیش کرنا ہے۔

اپنے گرانقدر دینی لائحۂ عمل کے ذریعے رسولِ اکرمؐ نے اپنے زیرِ سایہ تربیت پلنے والوں کی تمام ناپسندیدہ صفات کا قلع قمع کر دیا اور ان کی بجائے پسندیدہ صفات اور انسانی عادات ان میں پیدا کر دیں۔ آپ نے انھیں تکبّر، خود غرضی، کینہ، بدخوئی، بدکرداری، حقارت اور ذلّت سے پاک کر دیا اور ان خامیوں کی بجائے انھیں تواضع، انسان دوستی، مودّت، خُوش خُوئی، پاکیزگی، عزّتِ نفس اور دلاوری کی خوبیوں سے مالامال کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اسلامی تعلیمات کو موجبِ زندگی قرار دیا ہے اور اہلِ عالم کو سفارش کی ہے کہ وہ ان احکام کی جانب توجّہ دیں اور حقیقی زندگی کے حصُول کی خاطر ان پر پُوری پُوری پابندی سے عمل کریں۔

"اے ایمان والو! اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ تمھیں جن حیات بخش تعلیمات کی دعوت دیتا ہے ان کا مثبت جواب دو اور انھیں دل و جان سے سنو اور ان پر عمل کرو۔" [1]

اس نکتے پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ کوئی تربیت دینی تربیت کی مانند مؤثر اور قابلِ اطمینان نہیں ہے۔

ڈاکٹر مہدی کی نیا اپنی کتاب "علوم جنائی" میں کہتے ہیں:

"یونانی فلسفی نے درست کہا ہے کہ "تربیت سے بڑھ کر اور کوئی فن الہامی نہیں ہے"۔ کیونکہ صحیح تربیت کے زیرِ سایہ انسانیت کا بلند مقام حاصل کیا جا سکتا ہے اور جہالت، ناداری اور غلامی کی قید سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ انقلابِ فرانس کی عظیم شخصیت جارج جیکس ڈانٹن [2]

---

[1] سورۃ الانفال - آیت ۲۴ [2] (Georges Jacques Danton)

Presented by www.ziaraat.com

نے غلط نہیں کہا تھا کہ " روٹی کے بعد تعلیم و تربیت قوم کی پہلی ضرورت ہے"۔ "صحیح تربیت کے بغیر اجتماعی زندگی میسر نہیں آسکتی"۔

دینی تربیت سے بڑھ کر کوئی تربیت انسان کو گھٹیا صفات کے شر سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ نورِ ایمان یعنی وہ حقیقی اعتقاد جو علم و دانش کی بنیاد پر استوار ہو ایک قوم کی رہنمائی راہِ راست کی جانب کر سکتا ہے۔ ایمان واقعی تمام اخلاقی دکھوں کی دوا ہے۔ اگر آپ اپنی قوم کو بری خصلتوں سے پیدا ہونے والے مصائب سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں قوتِ ایمان کو مضبوط کیجیے۔ ایمان انسان کے دل کو امید کے نور سے منور کرتا ہے اور زندگی کا بنیادی رکن امید ہی ہے۔

زندگی میں درپیش آنے والی مشکلات پر فقط ایمان کے زیرِ سایہ اور عقل کی رہنمائی میں آہنی ارادے کے ذریعے ہی قابو پایا جاسکتا ہے۔

فرانسیسی فلسفی اور مصنف ہنری برگساں (Henry Bergson) کہتا ہے:

"انسان کی بہتری خدا کی جانب لوٹ جانے میں ہے"۔

جو شخص ہمیشہ خالقِ حقیقی کی جانب متوجہ ہو وہ سختیاں برداشت کرنے کے لیے دخترِ رز کا محتاج نہیں ہوتا اور جو ایمان کے نشے میں سرشار ہو اُسے شراب کے مصنوعی اور عارضی سرور کی ضرورت نہیں پڑتی لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ وہ شراب خانے میں جا کر ڈیرہ جمائے اور اپنے آپ کو زوالِ عقل میں گرفتار کرا دے۔

مشہور امریکی مصنف ڈیل کارنیگی جس کی متعدد تصانیف نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا ہے کہتا ہے:

"جو لوگ روحانی عذاب میں مبتلا ہیں اور پاگل خانوں میں نالہ و فریاد کر رہے ہیں ان میں ہزاروں افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ زندگی کی جنگ میں تنہا رہ جانے کی بجائے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں دستِ دعا بلند کرتے

تو ممکن تھا کہ نجات پا جاتے"۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر انھیں شروع ہی سے ایسی تربیت ملتی اور ان کے سینے ایمان کی شمع سے منور ہوتے تو ان کے دلوں میں توہمات اور روحانی عذاب کے اثر و نفوذ کا امکان ہی باقی نہ رہتا۔ انسان کو اپنے روحانی علاج کی تاثیر سے غافل نہیں رہنا چاہیے جب کبھی قلب کی تیرگی اور افسردگی کا علاج کرنا مقصود ہو اس کی مؤثر ترین دوا خالقِ حقیقی کی جانب رجوع کرنا ہے۔

ایمان کا چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کرو کیونکہ تمام معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کے خلاف جنگ کے لیے ایمان مؤثر ترین حربہ ہے۔

"اسلام اوہام، خرافات، ظلم، جہالت، ناداری اور غلامی کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ اس نے انسانوں کو آزادی اور حریت سے روشناس کرایا۔ یہ ایک حقیقی آزادی تھی جو آسائش، فیاضی، شجاعت، عفت، کریم النفسی، سلامتی اور خوشی سے پیوست تھی۔ یہ آزادی ان معنوں میں تھی کہ اندرونی بتوں یعنی شہوت، غضب، ہوا و ہوس اور ہر اُس چیز کی غلامی ترک کر دی جائے جو بغیر کسی استحقاق کے انسان سے اپنی تعظیم کرانا چاہتی ہو"۔ [1]

بعض مفکرین خیال کرتے ہیں کہ تربیت مذہب کے سہارے کے بغیر انسان کو اخلاقی اور اجتماعی بدبختیوں سے نجات دلا سکتی ہے اور معاشرے کی خوش نصیبی کی ضمانت دے سکتی ہے حالانکہ تجربے کا فیصلہ اس کے خلاف ہے۔

مغرب کے صنعتی اور متمدن ممالک میں پرائمری اسکول سے یونیورسٹی کی سطح تک لوگوں کو تربیت کے اصول تجربے کار معلمین کے ذریعے سکھائے جاتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے اجتماعی اور انفرادی مصائب اور بدبختیوں میں دن بدن اضافہ ہو

---

[1] علومِ جنائی۔ ڈاکٹر کی نیا۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۰۳۷

Presented by www.ziaraat.com

رہا ہے اور صورت یہ ہے کہ ان کی اصلاح حکومتوں کے اختیار سے بھی باہر ہے۔

جان کینیڈی (Kennedy) نے ۱۹۶۲ء میں اعلان کیا تھا:

"امریکہ کا مستقبل ہولناک ہے کیونکہ نوجوان بلا روک ٹوک شہوانی خواہشات میں غرق ہیں جو ذِمّے داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں انھیں بخوبی انجام دینے پر آمادہ نہیں۔ مثلاً اگر سات نوجوانوں کا انتخاب عسکری خدمت کے لیے کیا جائے تو ان میں سے چھ نالائق اور سُست ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ شہوت رانی کی بنا پر ان کی جسمانی اور روحانی استعداد میں کمی آجاتی ہے۔"

کینیڈی کی طرح خروشیف (Khrouchtehev) نے بھی ۱۹۶۲ء میں یوں اظہارِ خیال کیا:

"سوویت یونین کا مستقبل خطرے میں ہے اور نوجوانوں کا آنے والا دَور قطعاً اُمید افزا نہیں کیونکہ وہ نفسانی خواہشات میں گرفتار ہو گئے ہیں۔"

پولیس کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۶۷ء میں دس ہزار سے زیادہ افراد نے مغربی جرمنی میں خودکشی کرلی۔ علاوہ ازیں اسی سال جرمنی کے چھ ہزار سے زیادہ مَردوں اور سات ہزار سے زیادہ عورتوں نے خودکشی کرنے کی کوشش کی لیکن انھیں بچا لیا گیا۔

امریکی نوجوانوں میں مُسکِّن دواؤں کا استعمال وحشتناک حد تک بڑھ گیا ہے ماضی قریب میں نیویارک کی پولیس نے ۳۸ ایسے جوانوں کی لاشیں برآمد کی ہیں جن کی عمریں ۱۶ اور ۳۵ سال کے درمیان تھیں اور جو مُسکِّن مواد کے استعمال کے زیرِ اثر ہلاک ہو گئے۔ اس مواد کا شکار ہونے والوں میں سے بعض کو تو اتنا وقت بھی نہ مل سکا کہ اپنے بازوؤں سے سرنج بھی نکال لیں۔ مُسکِّن دواؤں کے عادی اشخاص میں ہیروئن استعمال کرنے والے پہلے نمبر پر آتے ہیں۔ موجودہ وقت میں فقط نیویارک میں ایک لاکھ اشخاص

ہیروئن کے عادی ہیں اور ہر آٹھ افراد میں سے ایک شخص مارفیا استعمال کرتا ہے۔

دولت مند طبقے میں ان دواؤں کے استعمال کا رجحان زیادہ ہے اور ان میں آرٹسٹ (اداکار وغیرہ) پہلے نمبر پر ہیں نیویارک کے ایک طبیب کا کہنا ہے کہ ایک معروف امریکی آرٹسٹ ۲۴ گھنٹوں میں دس مرتبہ مُسکِّن دواؤں کے انجکشن لگواتا ہے اور ہر انجکشن کی قیمت ساٹھ ڈالر ہوتی ہے۔ اس طبیب نے مزید کہا ہے کہ بہت سے معروف لوگ جن کے بارے میں رسمی طور پر کہا جاتا ہے کہ ان کی موت حرکتِ قلب بند ہو جانے سے واقع ہوئی ہے دراصل مُسکِّن دواؤں کی وجہ سے انتقال کر جاتے ہیں۔

خدا اور مذہب کے تصور سے عاری مادّی تعلیم نے اُن لوگوں کی زندگی اجیرن اور ناقابلِ برداشت کر دی ہے جو زندگی کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہیں اور تکنیک اور پیداوار کے لحاظ سے دُنیا کے میرِ میدان بنے ہوئے ہیں۔ خانگی زندگی کی رونق اور چہل پہل ختم ہو گئی ہے اور طلاقوں کی روز افزوں تعداد خاندانوں کا شیرازہ بکھیر رہی ہے۔ والدین اور اولاد تک کے مابین محبت کے جذبات ناپید ہو چکے ہیں اور جرائم میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ قلب اور روح کا سکون جو انسان کی خوش بختی کی اہم ترین بنیاد ہے موجودہ دَور کے لوگوں کو بہت کم میسّر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکون فقط ایمان اور مذہب کی روشنی میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی تربیت اس بنیاد پر استوار ہے کہ تمام قوتوں، جبلتوں اور جذبات کو صیقل کیا جائے اور ان میں سے ہر ایک سے حسبِ ضرورت استفادہ کیا جائے۔

اسلام انسان کی سرکش خواہشات اور میلانات کو مختلف طریقوں سے قابو میں رکھتا ہے تاکہ مبادا وہ انسانی عقل پر حاوی ہو جائیں اور زمامِ اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کامیابی اور جبلتوں سے بہرہ ور ہونے کے ایک معقول اور قابلِ قدر حصّے کو لوگوں کے لیے جائز قرار دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اسلام انسان کو مادے کی چار دیواری میں قید نہیں کرتا اور اس کا مشاہدہ فقط اقتصادی نقطۂ نظر سے نہیں کرتا بلکہ اس نے اس کی تمام فطری ضرورتوں کا لحاظ رکھا ہے اور اپنے تربیتی لائحۂ کار کو معنوی، روحانی اور اخلاقی اصولوں پر استوار کیا ہے جو انسانیت کی بنیاد ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انسان کے مادّی اور اقتصادی مسائل سے بھی غفلت نہیں برتتا اور اسے صحیح جستجو اور معقول ترقی کا شوق دلاتا ہے۔

امام علی علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس کا مضمون یہ ہے:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ بِغَیْرِ آدَابِکُمْ فَاِنَّھُمْ خُلِقُوْا لِغَیْرِ زَمَانِکُمْ

"اپنی اولاد کی تربیت اپنے زمانے کے طور طریقوں کے مطابق نہیں بلکہ جدید دَور کے تقاضوں کے مطابق کرو کیونکہ وہ تمھارے زمانے سے مختلف زمانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔"

امام ؑ کا مقصد یہ ہے کہ اپنے فرزندوں کو ان کے اپنے زمانے کے علم و دانش اور آداب کی تربیت دو تاکہ وہ زمانے کے ساتھ قدم ملا کر آگے بڑھیں یعنی اگر ایک باپ اپنے زمانے میں قلعی گر یا لوہار ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے فرزند کو میکینک، ویلڈر اور ٹرنر بنائے اور اگر باپ کجاوے اور اونٹ کے ذریعے مسافروں کو اِدھر اُدھر لے جاتا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے فرزند کو موجودہ وسائلِ حمل و نقل کی ڈرائیوری اور ہوائی جہاز کا پائلٹ بننے کی ترغیب دے۔

کچھ نام نہاد روشن خیال اشخاص اس روایت سے غلط استفادہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام کا یہ مقصد ہے کہ اگر زمانہ رقص اور بدچلنی اور فساد کا ہو تو تم بھی اپنی اولاد کو زمانے کے مطابق تربیت دو۔ حالانکہ امام علی علیہ السلام سے ایسی باتوں کا منسوب کرنا گناہ اور بے ضمیری ہے۔

رسول اکرم ؐ کیا گفتار میں اور کیا کردار میں لوگوں کو ہر میدانِ عمل میں محنت کرنے

کی ترغیب دیتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ یہ کوشش بھی فرماتے تھے کہ لوگ بیجا اور تباہ کن افراط و تفریط کا شکار نہ ہو جائیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ دولت و رتبے کا شوق ان پر غالب آجائے۔ کہیں وہ ہوس رانی اور عیاشی میں نہ ڈوب جائیں۔ کہیں وہ روحانیت اور اخلاق کو مادّی مقاصد کی بھینٹ نہ چڑھا دیں۔

عملی تربیت کا یہ طریقہ تمام رہبرانِ اسلام کے ذریعے جاری رہا اور تاریخ شاہد ہے کہ معاشرے میں اس کے بڑے تسلّی بخش نتائج دیکھنے میں آئے۔ جب مسلمان اپنے بزرگوں کے انسانی اور آسمانی طور طریقوں کا ملاحظہ خود اپنی آنکھوں سے کرتے تھے تو خود بخود اسی روش کی جانب کھِنچے چلے آتے تھے۔

جب لوگ دیکھتے تھے کہ گو امام علی علیہ السلام خلیفہ اور سربراہِ مملکت ہیں اور تمام اختیارات ان کی ذات میں مرتکز ہیں پھر بھی وہ اپنے قاتل تک پر زیادتی اور ظلم نہیں کرتے بلکہ اپنے فرزندوں کو اُسے آرام اور آسائش مہیا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں تو وہ قطعی طور پر عدالت اور انسانیت کی جانب راغب ہو جاتے تھے اور یہ تربیت دینے کا بہترین طریقہ ہے جو فقط انبیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے مکتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سنہ ۶۳ ہجری میں مدینے کے لوگوں نے یزید کی خلافت اور اس کی ظالمانہ روش کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہوئے ایک عظیم شورش برپا کر دی۔ انھوں نے مدینہ کے گورنر کو نکال دیا اور بنی امیّہ کے خاندان کے لوگوں پر سخت دباؤ ڈالا۔ مروان بن حکم جو بنی امیّہ کے اکابر میں سے تھا اور ہمیشہ سے اہلبیتِ رسول ؐ کا دشمن رہا تھا اپنے بیوی بچّوں سمیت انقلابیوں کی سختی کا نشانہ بن گیا۔ ہر طرف سے خطرہ اس کے سر پر منڈلا رہا تھا اور وہ بے حد پریشانی کے عالم میں کسی جائے پناہ کی تلاش میں تھا تاکہ اپنے گھر والوں کو انقلابیوں کے خطرے سے محفوظ رکھ سکے۔ اس مقصد کے لیے اس نے تمام سابقہ دوستوں سے رابطہ قائم کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیں لیکن

Presented by www.ziaraat.com

کسی نے بھی حامی نہ بھری۔ وہ عبداللہ بن عمر بن خطاب کے پاس یہی درخواست لے کر گیا لیکن وہ بھی اُسے پناہ دینے پر راضی نہ ہوئے۔

بالآخر وہ امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ رسولِ اکرمؐ کے خاندان سے اُس نے جو ناقابلِ معافی زیادتیاں کی تھیں ان کی بنا پر اُسے امام علیہ السلام سے کسی مدد کی توقع نہ تھی اور یہ محض مجبوری تھی جو اُسے آپ کے دروازے پر لے آئی۔

تاہم اس کی توقع کے برعکس امام علیہ السلام نے اس کی پزیرائی بڑی خندہ پیشانی اور محبت سے کی اور اس کی درخواست کا خاطر خواہ جواب دیا۔ آپ نے مروان کے لواحقین کو اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ طائف میں واقع اپنے ایک مکان میں بھیج دیا۔ چنانچہ انقلابِ مدینہ کے خاتمے تک ان لوگوں نے اپنے دن امام علیہ السلام کی پناہ میں بسر کیے اور ہر خطرے سے محفوظ رہے۔ [1]

بلاشبہ یہ بے نظیر تربیتی سبق انسان کے دل پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور اسے اسی راستے پر گامزن ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ کردار کے ذریعے پھیلایا گیا ہے۔

جو کچھ اوپر بیان کیا گیا اس سے مندرجہ ذیل نتائج دستیاب ہوتے ہیں:۔

- صحیح تربیت کے بغیر انسان اپنے شایانِ شان کمال کو نہیں پہنچتا۔
- شائستہ تربیت کنندگان کو چاہیے کہ زبانی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اس کا عملی نمونہ ہوں۔
- صرف اسی تربیت کو اصلی اور قابلِ اطمینان سمجھا جا سکتا ہے جس کی بنیاد مذہب اور اعتقاد پر ہو۔
- مغربی طرز کی تربیت معاشرے کے دکھوں کا علاج نہیں کر سکی اور اسلام کے پیشواؤں نے اپنی آسمانی تعلیمات اور ملکوتی کردار کی بدولت لوگوں کو بہترین سبق دیے اور وہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ معاشرہ وجود میں لائے۔

---

[1] کامل ابنِ اثیر

اسلام میں بچوں کی تربیت

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (سورۃ التحریم آیت: ۶)

"اے ایمان دارو! اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔"

صحیح معنوں میں خوش بخت معاشرہ اس معاشرے کو سمجھا جا سکتا ہے جس کی تشکیل صالح، لائق، فرض شناس اور باایمان اشخاص سے ہوئی ہو۔

ایسے معاشرے کی تیاری اور ایسے افراد کی دستیابی کے لیے بچوں کی تربیت اور پرورش پر ریاضت کرنا اور انھیں مستقبل کے لیے تیار کرنا ضروری ہے۔

عموماً لوگ بچوں کو سطحی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی صحیح تربیت سے غفلت برتتے ہیں حالانکہ صورت یہ ہے کہ آج کے مَرد گزشتہ کل کے بچے ہیں اور آج کے بچے آئندہ کل کے مَرد ہیں۔

جو بچہ نوعمری میں صحیح تربیت سے بہرہ مند نہ ہوا ہو اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کل ایک صالح مَرد بنے گا اور اپنے معاشرے کے لیے سود مند اور مفید ثابت ہوگا۔

دنیا کے موجودہ دَور میں بچوں کی تربیت کے مسئلے کی اہمیت کی جانب بہت توجہ دی گئی ہے اور دانشمندوں اور محققین نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں اور دقیق مطالعات

Presented by www.ziaraat.com

سکیے ہیں۔

فنِ تربیت کے ماہرین کے نظریے کے مطابق تربیت کا کام بچّے کی ولادت سے ہی شروع ہو جانا چاہیے اور مسلسل جاری رہنا چاہیے تاکہ بچہ کمال کے زینے تک جا پہنچے۔

اسلام نے مَرد اور عورت کے ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے کا ارادہ کرنے کے وقت کو بچّے کی تربیت کا نقطۂ آغاز قرار دیا ہے اور ہونے والے ماں باپ کو اس کام کی پیش بینی کرنے کا ذمّے دار ٹھہرایا ہے۔

شاید آپ تعجب کریں کہ بچّے کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کی تربیت شروع کر دینے کا کیا مطلب ہے؟ لیکن تھوڑا سا غور کرنے پر اس حکم کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

قانونِ توارث کے مطابق جسے دانشمند قبول کرتے ہیں بہت سی جسمانی اور روحانی خصوصیات والدین سے اولاد کو منتقل ہو جاتی ہیں اور یہی چیز بچّے کے اچھے یا بُرے مستقبل کے لیے میدان ہموار کرتی ہے

چونکہ بچہ رِحم میں ماں کے ایک عضو کی مانند ہوتا ہے اس لیے ماں کے تمام جسمانی اور روحانی حالات اسے متاثر کرتے ہیں۔ جس طرح ماں کے جسمانی حالات بچّے پر اثر کرتے ہیں اسی طرح اس کے افکار اور اخلاق بھی اس کے جسم اور روح میں تاثیر کرتے ہیں اور بعض اوقات بچہ ماں کے مقابلے میں زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ماں ایامِ حمل میں شدید خوفزدہ ہو جائے تو اس روحانی حالت کا جو اثر اس کے بدن پر ہوتا ہے وہ چہرے کا رنگ اُڑ جاتا ہے لیکن بچّے کو پیٹ میں اس واقعے سے زیادہ صدمہ پہنچتا ہے۔

اگر حمل کے دوران میں ماں اس قدر خوفزدہ ہو جائے کہ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو جائے اور اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے تو نوزائیدہ بچّے کے بدن پر داغ دیکھنے میں آتے ہیں۔

ماں کا غم و غصّہ، اس کی غضبناکی اور گھبراہٹ، اس کی خفگی اور ہیجان، اس کی بدبینی اور بدخواہی، مختصراً اس کی ہر ناپسندیدہ صفت اور اسی طرح ماں کا ایمان اور تقویٰ، اس کی پاک دلی اور پاک بینی، اس کا صدق و صفا اور محبت، اس کی خیر خواہی اور انسان دوستی، اس کا سکونِ قلب اور اطمینان، اس کی شجاعت اور دلاوری غرضیکہ اس کی تمام کی تمام اخلاقی صفات بچّے پر اچھا یا بُرا اثر کرتی ہیں اور اس کی خوش بختی اور بدبختی کی بنیاد ماں کے رحم میں ہی رکھ دی جاتی ہے اور جیسا کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے:

اَلشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ [1]

"لوگوں کی سعادت اور شقاوت کی جڑیں ان کی ماؤں کے رحموں میں تلاش کرنی چاہئیں۔" [2]

نفسیاتی امراض کے ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ ان امراض میں مبتلا ۶۶ فی صد بچّے یہ بیماریاں اپنی ماؤں سے ورثے میں پاتے ہیں اور اگر مائیں صحت مند اور صحیح و سالم ہوں تو بچّوں کا اعصابی نظام بھی درست ہوتا ہے اور ان میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے:

اِخْتَارُوْا لِنُطَفِکُمْ [3]

"اپنے نطفوں کے لیے مناسب مقام کا انتخاب کرو۔"

انتخاب کے معنی یہ ہیں کہ مطالعے اور مشاہدے کے بعد بہت سے افراد میں سے جو بہترین معلوم ہو اُسے چُن لیا جائے۔ اس جُملے میں آنحضرتؐ نے وضاحت فرمائی ہے کہ ہر عورت کا رِحم تمھارے بچّوں کی پرورش کی اہلیّت نہیں رکھتا۔ تحقیق، مطالعہ اور

---

[1] بحار الانوار۔ جلد سوّم۔ صفحہ ۴۴ [2] کودک از نظر وراثت و تربیت۔ جلد دوّم

[3] الزواج فی الاسلام

Presented by www.ziaraat.com

چھان بین کر دتاکہ اس اہم اور نازک کام کے لیے ایک مناسب ترین اور شائستہ ترین عورت کاانتخاب کرو۔

ایک اور مقام پر حضورؐ نے فرمایا ہے:

اِیَّاکُمْ وَخَضْرَآءَ الدِّمَنِ ، قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خَضْرَآءُ الدِّمَنِ؟ قَالَ: اَلْمَرْءَۃُ الْحَسْنَآءُ فِیْ مَنْبِتِ السُّوْءِ [1]

"جو سبزیاں کوڑے کے ڈھیر کے پاس اُگیں اُن سے دُور رہو۔"

لوگوں نے پوچھا: "یارسولؐ اللہ کوڑے کے ڈھیر کے پاس اُگنے والی سبزیوں سے کیامراد ہے؟"

آپ نے فرمایا: "وہ خوش شکل عورت جس نے پست اور رذیل خاندان میں پرورش پائی ہو۔"

اسلام نے مسلمانوں کے فاسد نسلوں میں مبتلا ہونے اور غیر صالح اولاد پیدا کرنے سے بچاؤ کے لیے شادی بیاہ کے معاملے میں تمام ضروری حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں اور مرد اور عورت کے تمام روحانی، جسمانی اور اخلاقی پہلوؤں کی جانب توجہ دی ہے۔

اسلام نے لوگوں کو دیوانوں، احمقوں اور شرابیوں سے رشتۂ ازدواج قائم کرنے سے خبردار کیا ہے۔

قرآنِ مجید نے عورت کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے:

نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ [2]

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب انسان کوئی بیج بوئے تو اس سے اسی وقت معقول نفع حاصل کر سکتا ہے جب وہ بیج ایک موافق اور مناسب زمین میں چھڑکا جائے

[1] الزواج فی الاسلام [2] سورۃ البقرۃ - آیت ۲۲۳

کیونکہ شور زمین سے سنبل کا اُگنا ممکن نہیں۔

دُنیا میں حیاتیات کے ایک مستقل سائنس کے طور پر نمودار ہونے سے صدیوں پہلے رسولِ اکرمؐ نے فرمایا تھا:

اِیَّاکُمْ وَتَزْوِیْجَ الْحَمْقَآءِ فَاِنَّ صُحْبَتَھَا بَلَاءٌ وَوَلَدَھَا ضِیَاعٌ [1]

"کُند ذہن اور احمق عورتوں سے شادی کرنے سے اجتناب برتو کیونکہ ایسی عورتوں کی ہم نشینی رنج اور مصیبت ہے اور اگر وہ کوئی بچّہ پیدا کریں تو وہ بچّہ ناکارہ ہوگا۔"

بچّہ پیدا ہونے کے بعد جو دودھ پیتا ہے اس کے بارے میں رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے:

تَوَقَّوْا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ مِنْ لَبَنِ الْبَغِیَّۃِ وَالْمَجْنُوْنَۃِ فَاِنَّ اللَّبَنَ یُعْدِیْ [2]

"اس بات کی اجازت نہ دو کہ تمھارے فرزند بدکار اور فاسد اور اسی طرح پاگل عورتوں کی چھاتیوں سے دودھ پئیں کیونکہ دودھ پلانے والی کے خیالات، اخلاق اور حالات بچّے کو منتقل ہوجاتے ہیں۔"

اسلام کے ان احکام سے پتا چلتا ہے کہ بچّوں کی تربیت کے بارے میں شادی سے پہلے ہی پیش بینی کرلینی چاہیے تاکہ تربیت کے اہل فرزند پیدا ہوں اور جو دودھ وہ غذا کے طور پر پئیں اس کے متعلق بھی خوب غور وخوض کرنا چاہیے تاکہ ان میں ترقی اور سربلندی کا مادہ پیدا ہو اور وہ تربیت کا زیادہ سے زیادہ اثر قبول کریں۔

جو فرزند صحت مند اور صالح ماں باپ کے ذریعے دنیا میں قدم رکھتا ہے اس

[1] مستدرک الوسائل - کتاب نکاح [2] مکارم الاخلاق - صفحہ ۲۵۶

Presented by www.ziaraat.com

میں تربیت قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔

زندگی کی صحیح راہ اختیار کرنے کے لیے بچپن کا زمانہ بہترین ہے کیونکہ بچوں میں تقلید اور اکتساب کی قوت اور بڑوں کی باتوں کو قبول کرنے کی حس بہت شدید ہوتی ہے اور بچہ اپنے معلم کے تمام اعمال، اقوال اور طور طریقے بہترین طریقے سے اپنے ذہن میں محفوظ کر سکتا ہے۔

امام علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

وَاِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْاَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا اُلْقِيَ فِيْهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَيَشْتَغِلَ لُبُّكَ [1]

"ایک نوعمر بچے کا دل ایک ایسی زمین کی مانند ہے جو بیج اور گھاس سے خالی ہو۔ اس میں جو بیج بھی بویا جائے وہ اُسے قبول کر کے اس کی پرورش کرتی ہے۔ اے میرے عزیز فرزند! میں نے تیرے بچپن کے زمانے سے فائدہ اُٹھایا اور قبل اس سے کہ تیرا تربیت پذیر دل سخت ہو جائے اور تیری عقل دوسرے مسائل میں مشغول ہو جائے میں تیری تربیت میں لگ گیا۔"

تربیت کنندگان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ بچے کی جسمانی صحت کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح اس کی روح اور احساسات کی درستی کو بھی اہمیت دیں اور کوشش کریں کہ اس کا جسم اور روح ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کمال کی جانب رواں دواں ہوں۔

انھیں چاہیے کہ زندگی کے اسی نقطۂ آغاز سے بچے کو سچائی، ادب، فرض شناسی، مہربانی، احساسِ ذمے داری اور دوسری پسندیدہ صفات سکھائیں اور اپنے صحیح طور طریقوں کے ذریعے بچے کے لیے عملی اور مؤثر مثال بنیں۔

---

[1] نہج البلاغہ۔ صفحہ ۹۱۲

والدین بچوں کی تربیت کے لیے عظیم روایات کا سرچشمہ بن سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماں کو خصوصی حیثیت حاصل ہے کیونکہ بچے کے جسم، روح، احساسات اور اخلاقیات کی پرورش بڑی حد تک اسی کی ذمے داری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کے دامن کو تعلیم و تربیت کا پہلا مکتب قرار دیا گیا ہے۔

اگر اس مکتب اور اس زمانے میں بچے کو صحیح تربیت حاصل ہو جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ زندگی کے آخری لمحوں تک خوش نصیب رہے گا۔ وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جو ابتدا ہی سے اپنی ماؤں سے صحیح تربیت حاصل کریں اور اپنے اندر اچھی صفات پیدا کر لیں تاکہ بڑے ہو کر اپنی ذات کی تعمیر کی زحمت اٹھائے بغیر جو کچھ انھوں نے حاصل کر رکھا ہو اس سے فائدہ اٹھائیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں جو آپ نے اپنی زندگی کے آخری دن یعنی یوم عاشورہ کو دیا صحیح تربیت کی اہمیت اور انسان کی زندگی پر اس کے گہرے اثر کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا:

اَلَا وَاِنَّ الدَّعِيَّ ابْنَ الدَّعِيِّ قَدْ رَكَزَ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ بَيْنَ السِّلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَهَيْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّةُ يَأْبَى اللّٰهُ ذَالِكَ لَنَا وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَحُجُوْرٌ طَابَتْ وَطَهُرَتْ وَاُنُوْفٌ حَمِيَّةٌ وَنُفُوْسٌ اَبِيَّةٌ مِّنْ اَنْ نُؤْثِرَ طَاعَةَ اللِّئَامِ عَلٰى مَصَارِعِ الْكِرَامِ [1]

"اے لوگو! آگاہ رہو کہ حرامزادے کا حرامی بیٹا (عبید اللہ ابن زیاد) دو باتوں پر اصرار کر رہا ہے۔ جنگ یا ذلت (یزید کی بیعت کی خاطر)، یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ میں ذلت اور خواری قبول کر لوں۔ نہ ہی خدا مجھے اس بات کی

---

[1] لہوف۔ تالیف۔ سید ابن طاؤس

Presented by www.ziaraat.com

اجازت دیتا ہے اور نہ ہی رسولِ خدا - نہ وہ پاک دامن (جنھوں نے میری پرورش کی ہے)، اور نہ ہی میرے باوقار آبا و اجداد کے متفکر اور غیور دماغ - ان میں سے کوئی بھی مجھے اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ میں فرومایہ لوگوں کی اطاعت کی ذلت کو باعزت موت پر ترجیح دوں"۔

ان چند جملوں میں امام علیہ السلام اس امر کی جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ فرومایہ لوگوں کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرنے کا راز تربیت کی ماہیت اور تربیت دینے والوں کی خصوصیات میں پنہاں ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

"چونکہ میں نے پاک پستان سے دودھ پیا ہے اور پاک آبا و اجداد اور پاک صاحبِ عزت اور شریف سرپرستوں سے تربیت پائی ہے اس لیے عزت، شرف اور آزادگی مجھے ورثے میں ملی ہیں اور میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ زندہ رہنے کے لیے ذلت اور خواری قبول کروں"۔

ان کلمات کے ذریعے امام حسین علیہ السلام نے اقوامِ عالم کو سبق دیا ہے کہ اپنی عزت، شرف اور سعادت کو صحیح تربیت میں تلاش کریں۔

جن لوگوں نے بزرگ اور باوقار گھرانوں میں تربیت پائی ہے انھوں نے نہ کبھی ذلت اُٹھائی ہے اور نہ ہی وہ اس بات پر آمادہ ہو سکتے ہیں کہ زندہ رہنے کی خاطر ذلت اور خواری برداشت کریں۔

غلط تربیت انسان کی عزت اور آزادگی کو فنا کر دیتی ہے، ترقی اور قیادت کی استعداد اس کی روح سے خارج کر دیتی ہے اور اس کی طبیعت میں کمینگی، حقارت، خوشامد اور ذلت کی روح کی پرورش کر کے اسے بعد میں آنے والی نسلوں کو منتقل کر دیتی ہے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ والدین اور معلمین کی ذمے داری کتنی بھاری اور اہم ہے۔ اگر بچوں کی تربیت محض ان کی خوراک، لباس، صحت اور پڑھائی تک محدود ہو تو یہ کام

بڑا سادہ اور آسان ہے لیکن تربیت میں بنیادی چیز اندرونی صلاحیتوں کی پرورش اور روحانی قوتوں کو پروان چڑھانا ہے اور یہ بڑا دقیق اور نازک کام خاص احتیاط اور توجہ کا طالب ہے۔

امام علی علیہ السلام جو عالمِ بشریت کے لیے انسانِ کامل کا ایک نمونہ ہیں واشگاف الفاظ میں اپنے بچپن کے زمانے کی پرورش کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور اس خاص تربیت کا ذکر کرتے ہیں جو انھیں رسولِ اکرمؐ کی باریک بین نظر کے تحت حاصل ہوئی اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ انھیں ایسا لائق سرپرست نصیب ہوا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ بِالْقَرَابَةِ الْقَرِيبَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ. وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَأَنَا وَلِيدٌ يَضُمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَيَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ وَيُمِسُّنِي جَسَدَهُ وَيُشِمُّنِي عَرْفَهُ [1]

"تم میری رسولِ اکرمؐ سے قرابت اور اس خاص منزلت سے بخوبی واقف ہو جو مجھے اُن کے نزدیک حاصل تھی۔ میں ایک نوعمر لڑکا تھا۔ وہ مجھے اپنے دامن پر بٹھاتے تھے، مجھے اپنی آغوش میں لے لیتے تھے، سینے سے چمٹاتے تھے، کبھی مجھے اپنے بستر میں سُلاتے تھے، مجھ پر نوازش فرماتے تھے، مجھے اپنے بدن کی لطیف خوشبو سُنگھاتے تھے ..... اور جب بھی نیا دن طلوع ہوتا آپ اپنی اخلاقی صفات کا کوئی نہ کوئی نمونہ پیش فرماتے تھے اور مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ان کے اخلاق کی پیروی کروں"۔

اگر دنیائے بشریت امام علی علیہ السلام کی بارگاہ میں سرِ تعظیم خم کرتی ہے اور انھیں دوسرے انسانوں سے بالاتر مثالی انسان سمجھتی ہے اور اگر اسلام کے علاوہ دوسرے

---

[1] نہج البلاغہ

Presented by www.ziaraat.com

مذاہب کے پیرو بھی بڑی عقیدت سے اس بزرگوار کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے متعلق ارادت اور اخلاص کا اظہار کرتے ہیں تو اس کی ایک اہم ترین وجہ یہی نقطہ ہے جس پر آپ نے خود زور دیا ہے۔

جو شخص وراثت کے نقطۂ نگاہ سے بہترین جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کا مالک ہو اور تربیت کے لحاظ سے بھی اُس نے شریف ترین خاندان اور بہترین معلم یعنی خود رسولِ اکرمؐ کے زیرِ سایہ پرورش پائی ہو وہ اس بات کا اہل ہے کہ بڑا ہو کر ایک ممتاز شخصیت اور ایک گرانقدر رہنما بنے۔

اسلام نے بچوں کی تربیت کے مسئلے کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اُسے فرزند کا باپ پر ایک مسلمہ حق قرار دیا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاَمَّا حَقُّ وَلَدِكَ فَاَنْ تَعْلَمَ اَنَّهُ مِنْكَ وَمُضَافٌ اِلَيْكَ فِىْ عَاجِلِ الدُّنْيَا بِخَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ وَاَنَّكَ مَسْئُوْلٌ عَمَّا وَلَّيْتَهُ بِهٖ مِنْ حُسْنِ الْاَدَبِ وَالدَّلَالَةِ عَلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَعُوْنَةِ لَهُ عَلٰى طَاعَتِهٖ فَاعْمَلْ فِىْ اَمْرِهٖ عَمَلَ مَنْ يَعْلَمُ اَنَّهُ مُثَابٌ عَلَى الْاِحْسَانِ اِلَيْهِ مُعَاقَبٌ عَلَى الْاِسَاءَةِ اِلَيْهِ [1]

"تم پر تمھارے فرزند کا یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ اس کا وجود تمھارے وجود کا ایک حصّہ ہے اور اس دُنیا میں اس کی بھلائیاں اور بُرائیاں تم سے وابستہ اور منسوب ہیں۔ تمھیں یہ جان لینا چاہیے کہ تم اس کے سرپرست کی حیثیت سے اس بات کے لیے جوابدہ ہو کہ اس کی صحیح تربیت کرو

[1] مکارم الاخلاق۔ صفحہ ۴۸۶

اور خدائے واحد کی جانب اس کی رہنمائی کرو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں اس کا ساتھ دو اور اس کی مدد کرو۔ تمھیں ایسا باپ ہونا چاہیے جو اپنے فرض سے واقف اور اپنی ذمّے داری سے آگاہ ہو۔ ایسا باپ جو یہ جانتا ہو کہ اگر وہ اپنے فرزند کے ساتھ نیکی کرے گا تو اس کی جزا پائے گا اور اگر اس کے حق میں بدی کرے گا تو سزا کا **مستحق ہوگا۔**"

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھر میں **ایک پاکیزہ ماحول پیدا کریں۔** ایک ایسا ماحول جس میں مہر و محبت، فرض شناسی، پرہیزگاری، نیک اندیشی اور دوسری صفات اور قابلِ ستائش آداب کا دَور دورہ ہو تاکہ بچے خود بخود فرض شناس اور مؤدب بن جائیں۔

ایک ماہرِ نفسیات کہتا ہے:

"گھر اور خاندان پہلا معاشرتی حلقہ ہے جس میں بچے کی سرپرستی اور دیکھ بھال کی جاتی ہے، اس لحاظ سے یہ انسان کی نشو و نما اور کاملیت پر دوسرے تمام معاشرتی حلقوں سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور بیشتر اس سے کہ بچہ بیرونی معاشرتی حالات سے متاثر ہو وہ اپنے خاندان کے زیرِ اثر ہوتا ہے۔ بچے کی بیشتر عادات اور نظریات کا آغاز گھر سے ہوتا ہے اور ان عادات اور نظریات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے خاندان کی تاثیر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے چنانچہ کھانا کھانے، بات کرنے، راستہ چلنے اور لوگوں سے ملنے جُلنے کا انداز اور اسی قسم کی دوسری عادات بچہ گھر ہی میں سیکھتا ہے اور اسی طرح جنس، دولت دوسروں کے حقوق، مردوں اور عورتوں کے میل جول، والدین اور اولاد کے تعلقات، خاندان کی سرپرستی اور سرپرست کے اثر اور فرائض وغیرہ کے بارے میں نظریات بھی وہ گھر کے ماحول میں ہی قائم کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جب بچہ اس دُنیا میں آنکھ کھولتا ہے اور گہوارے میں ہی ہوتا ہے کہ اس

Presented by www.ziaraat.com

پر وہ غیر مرئی ماحول مسلط ہو جاتا ہے جو خاندان کے افراد کے افکار، احساسات، نظریات، آرزوؤں، امیدوں اور توقعات سے تشکیل پاتا ہے۔

گھر وہ مقام ہے جہاں بچے ادب آداب کے عام طریقے اور بالخصوص والدین کی تہذیب سیکھتے ہیں۔ خاندان کا پہلا فرد جس کا بچے سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے خود اس کی ماں ہے اور زندگی کا آغاز اس کے اور اس کی ماں کے مابین بیالوجک (Biologic) یعنی زندگی اور ضروریاتِ زندگی کے ارتباط سے ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ شروع شروع میں ماں اور بچے کے ارتباط کی بنیاد بدنی ضروریات مثلاً غذا اور نیند کی سیری پر ہوتی ہے اور بچہ ماں کو فقط خوراک کے حوالے سے پہچانتا ہے اور اسی وجہ سے اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ بعد میں جوں جوں وہ بڑا ہوتا جاتا ہے اپنے بدنی اور غذائی ارتباط کو قوی روحانی وابستگی میں تبدیل کر لیتا ہے۔ بعد ازاں وہ اپنے باپ، بھائیوں، بہنوں، ہمسایوں اور بالآخر معاشرے سے ربط پیدا کرتا ہے اور یوں ثانوی ارتباط وجود میں آتے ہیں جن میں سے ہر ایک انسان کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ بچے کی زندگی کا آغاز اس کی ماں سے وابستہ ہے اور اگر وہ ماں کے وجود سے محروم ہو جائے تو ایک لحاظ سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔"

بچہ جو صحیح یا غلط کام ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور جو اچھی یا بری بات سنتا ہے اُسے اپنے لیے ایک نمونہ تصور کرتا ہے اور اپنے طور طریقے اسی کے مطابق ڈھالتا ہے۔ سب سے پہلے وہ آزادانہ طور پر ماں باپ کی تقلید کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ خاندان میں ہر چیز اور ہر شخص سے زیادہ جس کا اثر قبول کرتا ہے وہ اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات نے والدین کو ان کی عظیم اور نازک ذمے داری کی

جانب توجہ دلائی ہے اور اس سلسلے میں انھیں ہر قسم کی ضروری نصیحتیں کی ہیں:

امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

أَحِبُّوا الصِّبْيَانَ وَارْحَمُوهُمْ وَإِذَا وَعَدْتُمُوهُمْ
فَفُوا لَهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ إِلَّا أَنَّكُمْ تَرْزُقُونَهُمْ [1]

"بچوں کو دوست رکھو اور ان پر مہربان رہو۔ جب ان سے کوئی وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو کیونکہ بچے تمھیں اپنا مربی سمجھتے ہیں۔"

امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

لَا يَصْلُحُ الْكِذْبُ جِدٌّ وَلَا هَزْلٌ وَلَا أَنْ يَعِدَ أَحَدُكُمْ
صَبِيَّهُ ثُمَّ لَا يَفِيَ لَهُ [2]

"یہ مناسب نہیں کہ انسان سنجیدگی سے یا مذاق میں جھوٹ بولے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ کوئی شخص اپنے بچے سے کوئی وعدہ کرے اور پھر وہ وعدہ پورا نہ کرے۔"

بچہ صدقِ دل سے اپنے ماں باپ کو روئے زمین کی بزرگ ترین اور بلند ترین شخصیتیں تصور کرتا ہے اور ان کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتا۔ وہ انھیں اپنے لیے نمونہ قرار دیتا ہے اور ان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ اگر وہ اس کے سامنے جھوٹ بولیں یا اس سے جو وعدہ کریں اسے وفا نہ کریں تو اس کے جذبات کو سخت ٹھیس لگتی ہے اور وہ اس بری اور ناپسندیدہ صفت کو اپنا کر ساری زندگی اس پر عمل کرتا ہے۔

ذرا غور فرمائیے کہ جب ہم عام اور فطری طریقوں سے ایک بچے کو مطمئن نہیں کر سکتے اور اس سے اپنی بات نہیں منوا سکتے تو انھیں کتنا فریب دیتے ہیں۔ ان سے کتنے کھوکھلے وعدے کرتے ہیں اور انھیں کتنی دھمکیاں دیتے ہیں۔

---

[1] وسائل الشیعہ۔ جلد پنجم [2] وسائل الشیعہ۔ جلد سوم

Presented by www.ziaraat.com

کتنی ہی مائیں ایسی ہیں جو گھر سے باہر جانا چاہیں تو اس بچے کو خاموش کرنے کے لیے جو اُن کے باہر جانے پر رو رہا ہو اُس سے وعدہ کرتی ہیں کہ میں تمھارے لیے کھلونے خریدنے جا رہی ہوں لیکن گھنٹوں شدید انتظار کرنے کے بعد بچہ دیکھتا ہے کہ وہ خالی ہاتھ گھر لوٹتی ہے۔

گاڑی تیار ہے۔ باپ دیہات سے شہر جانا چاہتا ہے۔ جونہی وہ گاڑی میں سوار ہونے لگتا ہے اس کا ننھا منا بچہ بھاگتا ہوا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بھی شہر جاؤں گا۔ وہ اصرار کرتا ہے۔ منت سماجت کرتا ہے اور چونکہ اس بچے نے اب تک یہ نہیں سیکھا کہ 'نہ' سے مراد قطعی انکار ہے اس لیے وہ برابر اصرار کر رہا ہے۔ باپ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ یوں اس سے جان چھڑانا مشکل ہے فوراً ایک ترکیب سوچتا ہے اور بچے سے کہتا ہے:

"بیٹے! یوں تو آپ شہر نہیں جا سکتے۔ جائیے اپنے کپڑے بدل کر آئیے۔"

بچہ جو اپنے باپ پر فطری طور پر اعتماد کرتا ہے بھاگتا ہوا جاتا ہے اور کپڑے بدلتا ہے لیکن جب وہ واپس آتا ہے تو گاڑی کے اُڑائے ہوئے گرد و غبار کے علاوہ اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

بچہ یہ صورتِ حال دیکھتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ چلاتا ہے:

"تم جھوٹے ہو، تم جھوٹے ہو"

وہ واقعی ٹھیک کہتا ہے۔ اس کا باپ جھوٹا ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ بڑا ہو کر یہ بچہ بھی جھوٹا ہی نکلے گا۔

ماں باپ کا اس قسم کا رویہ اور عمل بچے کے صاف شفاف اور کھوٹ سے مبرا دل پر تھوڑے بہت اثرات باقی چھوڑتا ہے اور ان میں سے کچھ ایسے ہوتے جنھیں وہ تمام زندگی فراموش نہیں کر پاتا۔

اسلامی احکام میں ایسی باتوں سے بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے جو بچوں کی عادات

بگاڑ دیں اور ان میں خراب اثرات پیدا کر دیں۔

باوجودیکہ اسلام نے اولاد کی تربیت کے سلسلے میں بے حد و حساب ہدایات دی ہیں لیکن اس نے انھیں تکلیف اور آزار دینے کی اجازت نہیں دی۔

ایک شخص نے امام علی علیہ السلام کے پاس اپنے بیٹے کے متعلق شکایت کی حضرت نے فرمایا:

لَا تَضْرِبْهُ وَاهْجُرْهُ وَلَا تُطِلْ [۱]

"اپنے بیٹے کو لاٹھی سے مت پیٹو اور اسے مؤدب بنانے کے لیے اُس سے ناراض ہو جاؤ لیکن اپنی ناراضگی کی مدت کو طول نہ دو اور تھوڑا سا عرصہ گزرنے کے بعد اس سے ملاپ کر لو۔"

اس روایت کے مطابق امیر المومنین ؑ نے بچے کو جسمانی سزا دینے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اسے تنبیہ کرنے کے لیے اس کے جذبات سے استفادہ کیا جائے۔

باپ بیٹے کی واحد پناہ گاہ ہے اور جب باپ اس سے بے مہری اور بے اعتنائی برتتا ہے تو وہ روحانی اور جذباتی کرب کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ سزا بچے کی اصلاح پر گہرا اثر ڈال سکتی ہے۔

یہ حکم دینے کے بعد امیر المومنین ؑ فوراً ہدایت فرماتے ہیں کہ باپ کو اپنی ناراضگی کی مدت کو طول نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اگر باپ کی ناراضگی کا بیٹے پر گہرا اثر ہو تو اس سے زیادہ مدت تک ناراض رہنا بیٹے کی روح کی شکستگی کا موجب بن جائے گا اور اگر اس پر زیادہ اثر نہ ہو تو طویل مدت تک ناراض رہنے سے باپ کی شخصیت اس کی نگاہ میں پست ہو جائے گی اور یہ تربیتی حربہ آئندہ کے لیے بے اثر ہو جائے گا۔

ایک دن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اپنے فرزندوں اور بھتیجوں کو اپنے پاس

---

[۱] بحار الانوار - جلد ۲۳ - صفحہ ۱۱۴

Presented by www.ziaraat.com

بلایا اور اُن سے فرمایا:

إِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ وَيُوشِكُ أَنْ تَكُونُوا كِبَارَ قَوْمٍ آخَرِينَ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَحْفَظَهُ فَلْيَكْتُبْهُ وَلْيَضَعْهُ فِي بَيْتِهِ ؎

"آج تم معاشرے کے بچے ہو اور اُمید ہے کہ آئندہ تم معاشرے کے بزرگ ہوگے۔ علم و دانش حاصل کرنے کی کوشش کرو اور تم میں سے جن کا حافظہ قوی نہ ہو اور وہ علمی مطالب یاد نہ رکھ سکتے ہوں وہ ان مطالب کو لکھ لیں اور ان تحریروں کو اپنے گھروں میں سنبھال کر رکھیں تاکہ ضرورت کے وقت ان سے استفادہ کر سکیں۔"

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اس حدیث میں بچوں کو تربیت حاصل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور یہ بھی بچوں کے جذبات اور احساسات سے استفادہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

ہر انسان فطری طور پر اپنی ذات سے محبت کرتا ہے اور اس سے بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے کہ بچوں کو تنبیہ کرنے یا جسمانی سزا دینے کی بجائے ان کی حُبِّ ذات کی خواہش کو اُبھار کر اور انھیں درخشاں مستقبل اور معاشرے کی ترقی کا موجب بننے کا شوق دلا کر اپنے فرائض انجام دینے پر آمادہ کیا جائے۔

موجودہ دَور میں شوق دلا کر تربیت دینے کو ایک بہترین اور مؤثر ترین وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور جو معلمین اس طریقے سے بچوں کو علم و دانش کے حصول اور نیک کام انجام دینے پر آمادہ کر سکیں وہ اپنے کام میں زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے:

؎ بحار الانوار۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۱

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا آدَابَكُمْ ؎

"اپنے فرزندوں کا احترام کرو اور ان سے اچھے آداب اور طور طریقوں کے مطابق سلوک کرو۔"

ہو سکتا ہے کہ بچے سختی اور درشتی کی وجہ سے وقتی طور پر اپنے فرائض انجام دینے پر تیار ہو جائیں لیکن یہ چیزیں کبھی بھی انھیں باوقار اور باعزت افراد نہیں بنا سکتیں۔

رسولِ اکرمؐ جہاں اپنے پیروؤں کو ان کی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے وہاں خود بھی اس اصول پر پورا پورا عمل فرماتے تھے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی اُمّ الفضل جو امام حسینؑ کی آیا کے فرائض انجام دیتی تھیں کہتی تھیں:

أَخَذَ مِنِّي رَسُولُ اللهِ حُسَيْنًا أَيَّامَ رِضَاعِهِ فَحَمَلَهُ فَأَرَاقَ مَاءً عَلَىٰ ثَوْبِهِ فَأَخَذْتُهُ بِعُنْفٍ حَتَّىٰ بَكَىٰ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَهْلًا يَا أُمَّ الْفَضْلِ إِنَّ هٰذِهِ الْإِرَاقَةَ الْمَاءُ يُطَهِّرُهَا فَأَيُّ شَيْءٍ يُزِيلُ هٰذَا الْغُبَارَ عَنْ قَلْبِ الْحُسَيْنِ ؎

"امام حسینؑ کے زمانۂ شیر خواری کے دوران ایک دن رسولِ خدا نے انھیں مجھ سے لے کر اپنی گود میں اُٹھایا تو انھوں نے آپ کا لباس تر کر دیا۔ میں نے سختی سے انھیں آنحضرتؐ کی گود سے کھینچ لیا۔ وہ رونے لگے تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: پُرسکون رہو۔ تم نے بچے کو کیوں رُلا دیا؟ ہمارے لباس کو تو پانی پاک کر سکتا ہے لیکن کون سی چیز ہے جو حسین کے دل سے ملال اور افسردگی زائل کر دے؟"

؎ بحار الانوار۔ جلد ۲۳ ؎ ہدیۃ الاحباب۔ تالیف محدث قمی

Presented by www.ziaraat.com

دودھ پیتا بچہ اپنی تمام کمزوری اور ناتوانی کے باوجود مہربانی اور سختی کا احساس رکھتا ہے۔ اگر اس پر مہربانی کی جائے تو خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے اور اگر خفگی اور سختی روا رکھی جائے تو روتا ہے اور اداس ہو جاتا ہے۔ یہ خوشیاں اور اُداسیاں بچے کی رُوح پر اچھا یا بُرا اثر چھوڑتی ہیں۔

جیسا کہ محدثین نے لکھا ہے۔ رسولِ اکرمؐ حضرت اپنے فرزندوں سے ہی نہیں بلکہ سب بچوں سے محبت آمیز سلوک کرتے تھے:

اَلتَّلَطُّفُ بِالصِّبْيَانِ مِنْ عَادَةِ الرَّسُوْلِ

"بچوں سے لطف و کرم سے پیش آنا آنحضرتؐ کی عاداتِ مبارکہ میں سے تھا"

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ يَقْدُمُ مِنَ السَّفَرِ فَيَتَلَقَّاهُ الصِّبْيَانُ فَيَقِفُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِمْ فَيُرْفَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيَرْفَعُ مِنْهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَيَأْمُرُ اَصْحَابَهٗ اَنْ يَحْمِلُوْا بَعْضَهُمْ فَرُبَّمَا تَفَاخَرَ الصِّبْيَانُ بَعْدَ ذٰلِكَ [1]

"جب رسولِ اکرمؐ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور راستے میں لوگوں کے بچوں سے آمنا سامنا ہو جاتا تو آپ ان کی خاطر رُک جاتے اور صحابہ کو حکم دیتے کہ ان بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ آپ ان میں سے بعض کو بغل میں لے لیتے اور بعض کو کندھے پر بٹھا لیتے اور صحابہ کو بھی فرماتے کہ بچوں کو بغل میں لے لیں۔ بچے رسولِ اکرمؐ کے اس پیار اور محبت کی بدولت بے حد خوش ہوتے اور آپ کی لطف و کرم کی شیریں یاد کو ہرگز نہ بھولتے۔ وہ اکثر مدتوں بعد تک ایک دوسرے کو اس کی یاد دلاتے اور رسولِ اکرمؐ کی اپنے بارے

---

[1] محجۃ البیضاء

میں عنایات پر فخر کرتے"۔

رسولِ اکرمؐ اپنے پیروؤں کو بچوں کی شخصیت کے احترام کی عملی تعلیم دیتے تھے تاکہ وہ بچوں کے ساتھ محترمانہ سلوک کریں اور یوں ان کی (یعنی بچوں کی) تربیت کی بنیاد صحیح خطوط پر رکھی جا سکے۔

ایک نکتہ جس کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچوں سے محبت کے بارے میں افراط سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ صحیح تربیت کا مطلب یہ ہے کہ بچے کو ایک کامیاب اور خوشحال زندگی کے لیے تیار کیا جائے۔ ہر شخص کی زندگی میں لازمی طور پر کئی نشیب و فراز اور تلخیاں، محرومیاں اور ناکامیاں آتی ہیں اور لائق معلم وہ ہے جو بچے کو زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے آمادہ کر دے۔

جن بچوں کو حد سے بڑھ کر محبت ملتی ہے اور جن کے ماں باپ بغیر کسی قید یا شرط کے ان کی ہر بات مان لیتے ہیں اور ان کی تمام اچھی اور بُری خواہشات کو عملی جامہ پہناتے ہیں وہ بالآخر سرکش اور خود پسند ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ سبھی لوگ اُن کے ساتھ ان کے ماں باپ کی طرح سلوک کریں اور ان کے مطیع رہیں اور جب یہ توقع پوری نہیں ہوتی تو وہ ہمیشہ پریشان اور غمگین رہتے ہیں اور سب لوگوں کے بارے میں بُری رائے قائم کر لیتے ہیں۔

امام محمد الباقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

شَرُّ الْاٰبَاءِ مَنْ دَعَاهُ الْبِرُّ اِلَى الْاِفْرَاطِ وَشَرُّ الْاَبْنَاءِ مَنْ دَعَاهُ التَّقْصِيْرُ اِلَى الْعُقُوْقِ [1]

"بدترین باپ وہ باپ ہوتے ہیں جو بچوں سے ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار کرتے ہیں اور بدترین فرزند وہ ہوتے ہیں جو اپنے فرائض انجام دینے میں

---

[1] تاریخ یعقوبی۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۳

Presented by www.ziaraat.com

کوتاہی اور سستی برتنے کی وجہ سے باپ کو ناراض کر دیتے ہیں۔"

ولبرٹ روبن کہتا ہے:

"بچے کو بگاڑ دینے کا نتیجہ شدید جذباتی پن اور خودسری کی شکل میں نکلتا ہے اور عموماً اس کے حکومت طلب کرنے کا باعث بنتا ہے۔ بالآخر بچہ اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور گو اس کے اعصاب بڑے حساس ہوتے ہیں وہ مکر و فریب اور درشتی سے بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ جن بچوں کو بگاڑ دیا جائے وہ بدبخت، کمزور، بے ارادہ اور دوسروں کے محتاج ثابت ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو پہلے زمانے میں لاپرواہ ماں سے تمسخر آمیز لہجے میں کہا کرتے تھے کہ تمہارا بچہ بگڑا نہیں بلکہ تباہ و برباد ہو گیا ہے وہ مبالغہ نہیں کرتے تھے بلکہ صحیح پیشین گوئی کرتے تھے۔

بعض اوقات تربیت کے بارے میں لاپرواہیاں ملاحظہ کر کے انسان کانپ اٹھتا ہے کیونکہ سچ بات یہ ہے کہ ہم کئی ایک ایسے بے گناہ لوگوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جن کی جانیں بچ سکتی تھیں۔"

ریمنڈ پیج کہتا ہے:

"آئیے اب چند ان غلطیوں کا ذکر کریں جو بچے کی زندگی کے بالکل ابتدائی ایام سے کی جاتی ہیں۔ ان غلطیوں میں سب سے عام روش وہی ہے جس کا نتیجہ بچے کے بگڑ جانے کی صورت میں نکلتا ہے۔ انہی ابتدائی ایام سے کی جانے والی بیجا محبت بچے کو بگاڑ دیتی ہے۔ ماں باپ فطری طور پر بچے کی کامیابی اور نیک بختی چاہتے ہیں اور اسی لیے وہ اس پر بے حد توجہ دیتے ہیں اس کی ناز برداریاں کرتے ہیں۔ اس کی ہر پریشانی اور تکلیف حتیٰ کہ معمولی سے معمولی پریشانی بھی رفع کر دیتے ہیں اور جب بچہ تدریج بڑا ہوتا ہے

تو اس کی عمر کے مطابق تمام تفریحات فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گو یہ احساسات بظاہر قابل تعریف ہیں لیکن درحقیقت بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔"

بچوں کی تربیت سے متعلق مسائل اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تشریح اور تفصیل ضخیم کتابوں کی تحریر کی محتاج ہے۔ اہل علم اور ماہرین نفسیات نے اس سلسلے میں حتی الامکان تحقیق کی ہے اور اپنے مطالعات اور چھان بین کا حاصل لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

بچوں کی تربیت کے بارے میں جس چیز پر مشرق اور مغرب کے تقریباً تمام دانشوروں کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ اگر معلمین اور والدین بچوں کو صحیح تربیت دینے میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ مذہبی تعلیمات اور احکام سے استفادہ کریں اور بچوں کو ان کی زندگی کے ابتدائی دور میں ہی مذہب اور دین سے روشناس کرا دیں۔

ریمنڈ پیج کہتا ہے:

"بلاشبہ دوسرے تمام مسائل سے بڑھ کر بچوں کو اخلاقی اور مذہبی تعلیم دینا خاندان کی ذمہ داری ہے کیونکہ اخلاق سے معرا تربیت دینے سے انسان ایک چالاک مجرم کے علاوہ اور کچھ نہیں بن پاتا۔ پھر جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے انسان کا قلب مذہب کے بغیر اس کی طرف مائل نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص مذہب سے بے نیاز ہو کر اخلاقی اصول سیکھنا چاہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ ایک ایسا زندہ پیکر وجود میں لانے کا قصد کرے جو سانس نہ لے سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو پہلی تصویر بچے کے ذہن پر ابھرتی ہے اس کی بنیاد اس کے ماں باپ سے تعلقات پر ہوتی ہے اور اسی طرح اطاعت، مہربانی اور سچائی کے سلسلے میں بچہ جو نظریہ اپنے باپ کے متعلق قائم کرتا ہے اس کا تعلق افراد خانہ کے باہمی طرز عمل سے ہوتا ہے اور یہ ضروری ہے

Presented by www.ziaraat.com

یہ تمام مسائل بچپن کے ابتدائی سالوں میں طے ہو جائیں کیونکہ یہی وہ دور ہے جب بچہ جو کچھ سیکھے اس کا ذہن اسے قبول کرنے کے لیے دوسرے تمام مواقع سے زیادہ تیار ہوتا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ ماں باپ بچے کی روح اور خیالات کی پرورش کی جانب توجہ دینے کے لیے مناسب فرصت اور حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان کا یہ فرض ہے کہ اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی تمام قوت، ارادے اور بزرگی کے ساتھ متعارف کرائیں اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے دو عظیم اور ناپیداکنار منابع یعنی ایک مذہب اور دوسرے فطرت سے استفادہ کریں۔

والدین اور معلمین کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں مذہب عظیم ترین معاون اور مددگار ہے۔ ایمان اور اعتقاد ایک ایسی مشعل ہے جو تاریک ترین راستوں کو روشن کر دیتی ہے۔ ضمائر کو حساس اور بیدار کرتی ہے اور اگر کوئی بھٹک جائے تو بڑی آسانی سے اس کی رہنمائی سچائی کی جانب کرتی ہے۔"

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے:

وَیْلٌ لِاَوْلَادِ آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ آبَائِهِمُ الْمُشْرِکِیْنَ؟ فَقَالَ: لَا، مِنْ آبَائِهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا یُعَلِّمُوْنَهُمْ شَیْئًا مِّنَ الْفَرَائِضِ وَاِذَا تَعَلَّمُوْا اَوْلَادُهُمْ مَنَعُوْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُمْ بِعَرَضٍ یَسِیْرٍ مِّنَ الدُّنْیَا فَاَنَا مِنْهُمْ بَرِیٌ وَهُمْ مِنِّیْ بُرَآءُ [1]

"آخری زمانے کے فرزندوں پر ان کے آبا کی ناپسندیدہ روش کی وجہ سے

---

[1] مستدرک الوسائل - جلد دوم

مصیبت ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ! مشرک آبا کی روش کی وجہ سے؟ حضورؐ نے فرمایا: نہیں۔ مومن آبا کی وجہ سے جو اپنے فرزندوں کو دینی واجبات کے متعلق کچھ نہیں سکھاتے اور اگر بچے مذہبی مسائل یاد کرنا چاہیں تو انھیں منع کر دیتے ہیں اور ان کے بارے میں مادی چیزوں کی حقیر مقدار پر قناعت کرتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں سے بیزار ہوں اور وہ بھی مجھ سے بیزار ہیں۔"

ابو عبدالرحمٰن سلمی نے جو مدینۂ منورہ میں معلمِ قرآن تھے، امام حسین علیہ السلام کے ایک بچے کو سورۂ حمد پڑھائی۔ جب بچے نے وہ سورہ اپنے والد بزرگوار کے سامنے پڑھا تو آپ نے معلم کو اس کے بدلے میں بہت سے انعامات دیے جو سب کے سب گراں بہا تھے:

۱۔ آپ نے حکم دیا کہ معلم کا منہ موتیوں سے بھر دیں،

۲۔ آپ نے اُسے ایک ہزار دینار نقد عطا فرمائے،

۳۔ آپ نے ایک ہزار بیش قیمت خلعت اس کے حوالے کیے۔

سید الشہدا، امام حسین علیہ السلام نے اپنے بچے کو قرآنِ مجید کا ایک سورہ پڑھانے کے عوض معلم کو اتنے گرانبہا انعامات دیے تو کچھ لوگوں کو اس پر اعتراض ہوا۔ ان لوگوں کے اعتراضات کے جواب میں آپ نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جس کی قیمت ان تمام انعامات سے زیادہ تھی اور وہ جملہ یہ تھا:

اَیْنَ یَقَعُ مَا قَدْ مِنْهُ مِمَّا قَدْ اَعْطٰی؟

"کجا وہ سب کچھ جو میں نے اپنے فرزند کے معلم کو قرآنِ مجید کی تعلیم دینے کے مقابلے میں پیش کیا ہے اور کجا وہ چیز جو اُس نے میرے فرزند کو عطا کی ہے؟"

اِس جواب میں آپ نے اپنے عطا کردہ انعام کو خلعت نہیں بلکہ پیش کش قرار دیا ہے اور معلم کے عمل کو 'عطا' کہا ہے اور اس پر اضافہ فرمایا ہے کہ 'یہ کجا

Presented by www.ziaraat.com

اور وہ کہاں؟ ؎

ابو عبداللہؑ نے معلم کی یہ پُرشکوہ عزت افزائی فرما کر لوگوں کو سبق دیا ہے تاکہ تمام مسلمان اپنے فرزندوں کی تربیت پر اور انہیں دینی مسائل کی تعلیم دینے پر توجہ دیں اور اس میں دلچسپی لیں اور ان باتوں کو اہم سمجھیں تاکہ بچے نوعمری سے ہی اپنے دینی فرائض سے روشناس ہو جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

بَادِرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالْحَدِيْثِ قَبْلَ اَنْ يَسْبِقَكُمْ اِلَيْهِمُ الْمُرْجِئَةُ ؎

"جس قدر جلد ہو سکے اپنے فرزندوں کو اسلامی احادیث اور مذہبی مسائل سکھا دو۔ اس سے پیشتر کہ تمہارے مخالف تم پر سبقت لے جائیں اور تمہارے بچوں کے دلوں کو اپنی گمراہ کن باتوں سے پُر کر دیں۔"

امام العسکری علیہ السلام نے آیۂ شریفہ وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ کی تفسیر میں فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ماں باپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

فَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا اَنّٰى لَنَا هٰذِهٖ وَلَمْ تَبْلُغْهَا اَعْمَالُنَا ؟

"وہ کہیں گے۔ اے پروردگار! ہمارے لیے یہ کرم اور رحمت کس بنا پر ہے؟ ہمارے اعمال تو اس اجر کے قابل نہ تھے۔"

فَيُقَالُ هٰذِهٖ بِتَعْلِيْمِكُمَا وَلَدَكُمَا الْقُرْاٰنَ وَتَبْصِيْرِكُمَا اِيَّاهُ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَبِرِيَاضَتِكُمَا اِيَّاهُ عَلٰى حُبِّ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلِيٍّ وَلِيِّ اللّٰهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا

؎ گفتار ماہ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۰۸ ؎ الکافی۔ جلد ششم

وَتَفَقُّهِكُمَا اِيَّاهُ بِفِقْهِهِمَا ؎

جواب میں کہا جائے گا: "یہ اس بات کا اجر ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآنِ مجید پڑھایا اور اسے دینِ اسلام کی سوجھ بوجھ رکھنے والا بنایا اور پیغمبر اسلامؐ اور ان کے جانشین علیؑ کی دوستی کی جانب اس کی رہنمائی کی اور ان کی نورانی تعلیمات اپنے فرزند کو سکھائیں۔"

جو کچھ اوپر بیان کیا گیا وہ بچوں کی تربیت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ایک بے حد مختصر نمونہ تھا اور جیسا کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے ان تعلیمات نے پہلی اور دوسری صدی ہجری میں مسلمان بچوں میں سے بڑے بزرگ اور باشخصیت عالم اور لائق، دلاور اور مہذب مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ یہ وہ مرد تھے جو فضیلت اور انسانیت کے میدان میں سب پر سبقت لے گئے اور وہ عورتیں تھیں جو عفت اور پاکدامنی میں دنیا کی تمام عورتوں کی سرتاج تھیں۔

انہی تعلیمات کی روشنی میں اور اسی لائحۂ عمل پر عمل درآمد کر کے اسلامی معاشرہ انسانی معاشروں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ معاشرہ بن گیا اور مسلمان صدیوں تک تمام دنیا میں تمدن اور علم و دانش کے علمبردار رہے لیکن جس دن سے مسلمانوں پر مغربی تربیتی نظام کا رنگ چڑھا اور بعض سطحی اور بے شخصیت مسلمانوں نے غیروں کے خام اور بے بنیاد طور طریقوں کو بطور نمونہ اپنایا اسی دن سے زندگی کے تمام شعبوں میں گوناگوں مشکلات اور بے سروسامانیاں پیدا ہو گئیں۔

موجودہ زمانے میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو اپنے اس لازمی اور زندۂ جاوید دینی لائحۂ عمل سے نابلد ہیں جس میں ان کی زندگی کا راز مضمر ہے۔ امید ہے کہ اسلام کے احکام کی جانب توجہ دینے اور اس کی نورانی تعلیمات پر عمل کرنے سے مسلمان ایک بار پھر اپنی گذشتہ شان و شوکت حاصل کر لیں گے اور اپنے اندوہناک ماضی کی تلافی کر دیں گے۔

؎ مستدرک الوسائل۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۹۰

Presented by www.ziaraat.com

پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اَمَّابعدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝
مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا
قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا
اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ

"اور جس نے ایک نفس کو بے گناہ قتل کیا یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا" (المائدہ سورۃ ۳۲)

معزز سامعین: المائدہ میں خالق کائنات کا ارشاد ہو رہا ہے کہ جس نے ایک نفس کو قتل کیا تو اس کا گناہ فقط یہ نہیں ہے کہ وہ صرف ایک انسان کا قاتل ہے بلکہ وہ تمام انسانیت کا قاتل ہے۔ ——— اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اور ایک گمراہ انسان کو ہدایت دی تو اس کا اجر فقط یہ نہیں کہ اس نے ایک نفس کو ہدایت کی بلکہ اس کا ثواب اتنا ہے کہ گویا اس نے عالم انسانیت کو زندگی دی۔

حیات ابدی

قتل کی دو (۲) اقسام ہیں۔

۱ جسم کا قتل، ۲ روح کا قتل

یعنی کسی انسان کا جسم قتل کر دیا جائے تو اس کا جسم ختم ہو جائے گا یہ قتل کی پہلی قسم ہے اور قتل کی دوسری قسم یہ ہے کہ روح کو قتل کر دیا جائے۔ قرآن میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ
اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (۱۶۹)

——— اور خیال بھی مت کرنا کہ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں قتل کر دئے گئے ہیں وہ (روح کے اعتبار سے بھی) مردہ ہیں ——— بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہیں (آل عمران ۱۶۹)

خدا فرماتا ہے کہ کچھ انسانوں کی روح کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ چل پھر رہے ہیں' کھا رہے ہیں' اور ظاہراً زندہ ہیں مگر ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی روح کو قتل کر دیا گیا ہے وہ حقیقتاً مردہ ہیں لیکن ظاہراً زندہ ہیں۔ وہ اللہ' اس کے رسولؐ اور قرآن کی نظر میں مردہ ہیں کیونکہ انہوں نے شیطان کی پیروی میں اپنی روح کو قتل کر دیا ہے۔ گناہ کر کے اپنی روح کو قتل کر دیا ہے۔ اب یہ زندہ لاشیں ہیں۔

——— یہی قرآن اسی مقام پر فرماتا ہے کہ کچھ وہ لوگ ہیں جن کے جسموں کو قتل کر دیا گیا ہے اور ظاہراً وہ مردہ ہیں مگر حقیقت میں وہ مردہ نہیں ہیں بلکہ ان کی زندگی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے' ان کی حیات' حیات دائمی ہے' اور اسی حیات کا نام "شہادت" ہے۔ ان کے جسموں کو کاٹ دیا گیا ہے' ان کے جسم فنا ہو چکے ہیں لیکن ان کی روح نے آب بقا حاصل کر لیا ہے جسکے بعد فنا کا احساس بھی نہیں۔ شہید ظاہراً قتل ہو کر فنا ہو جاتا ہے مگر اس کی روح حیات ابدی حاصل کر لیتی ہے۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا

——— اے ایمان والو ——— اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ (سورۃ التحریم ۶)۔

عزیزان گرامی ——— خدارا اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو محفوظ رکھئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری اور ہمارے بچوں کی روح کو قتل کر دیا جائے۔

اسلام کے خلاف استعمار کی سازشیں۔

اسلام جو ہماری دنیا و آخرت کی خوش بختیوں اور سعادتوں کے لئے نازل ہوا ——— کے دشمن اس دور جدید میں اسلام کے ماننے والوں کو قتل نہیں کرتے' وہ قرآن کو قتل نہیں کرتے۔ وہ پرانے زمانے کے فرعون تھے جو اپنی رعایا کو قید کرتے تھے اور ان کو قتل کرتے تھے۔

یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَ
یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ

Presented by www.ziaraat.com

—— "وہ تم کو برا عذاب دیتے اور وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے" —— (البقرہ نمبر ۴۹)

مگر آج کے جدید فرعون قتل نہیں کرتے، قید خانے نہیں بھرتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ روح اسلام کو قتل کر دیا جائے، روح قرآن کو قتل کر دیا جائے، مسلمان آزاد رہیں مگر ان کے ذہن مغربیت کے غلام رہیں۔ مسلمان تو دنیا میں نظر آئیں مگر روح اسلام کا کہیں وجود نہ ملے۔ قرآن ہر گھر میں اور مسجد میں نظر آئیں مگر قرآن پڑھنے والوں کے دل عظمت قرآن سے غافل اور وہ روح قرآن سے ناواقف ہوں۔ اگر مسلمانوں سے روح اسلام اور جذبہ ایمانی کو نکال دیا جائے تو مسلمان ہمیشہ ذلت اور پستی کی گہرائیوں میں پڑے رہیں گے اور نہ دنیا پر حکومت کر سکیں گے بلکہ لڑتے جھگڑتے رہیں گے اور اس کے نتیجے میں کبھی سکون نہ پا سکیں گے۔ لیکن اگر مسلمانوں کے قلوب نور ایمانی سے منور، روح اسلام سے آشنا اور روح قرآن سے واقف ہوں گے اور معاشرے میں ان کا وجود ہو گا تو یہ مسلمان اس قرآن و اسلام کی روح کی وجہ سے ساری کائنات پر چھا جائینگے لہٰذا عالم کفر کی یہ کوشش ہے کہ کسی طرح سے روح اسلام و قرآن کو ختم کر دیا جائے۔

ملعون سلمان رشدی نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس ملعون کو وہ کتاب (شیطانی آیات) لکھنے کے لئے ظاہراً کسی کمپنی نے پانچ لاکھ پاؤنڈز دیئے جب کہ دیگر کمپنیوں نے اور بہت سا روپیہ دیا، اور اس کتاب کو سال کی بہترین کتاب قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں پیغمبر اسلام اور اہلبیت علیہم السلام کو برا کہا گیا ہے ان کو گالیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن کو جھٹلایا گیا ہے اور انتہائی گھٹیا قسم کی زبان استعمال کی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم کو برا کہا گیا ہے۔ اب بتایئے حضرت ابراہیم تو عیسائیوں کے بھی نبی ہیں جب کہ اس ملعون کو کتاب لکھنے کے لئے روپیہ دیا گیا ہے۔ دیکھئے اسلام کی دشمنی میں عالم کفر اتنا متحد ہو گیا ہے اور ہم ایک ارب مسلمان کتنے منتشر —— کہ پیغمبر اسلام (ص) پر تہمتیں لگائی گئیں اور برا کہا گیا۔ پیغمبر اسلام (ص) پر تہمت لگانے سے تو مسلمان کو غیرت آنی چاہئے اور جس مسلمان کو پیغمبر اسلام (ص) پر تہمت لگانے کے نتیجے میں غیرت نہیں آتی اسے مسلمان نہیں کہنا چاہئے۔ پیغمبر اسلام (ص) اصحاب رسول (رض) اور اہلبیت علیہم السلام کو برا کہا گیا، تہمتیں لگائی گئیں اور گالیاں دی گئیں تو آپ نے دیکھا کہ صرف ایک ملک، اسلامی جمہوریہ ایران ہی تھا کہ جس نے برطانیہ سے اپنے تعلقات توڑ دیئے جب کہ ہمارے ملک کے حکمران اپنے مسلمان اور اسلام کے شیدائی ہونے اور شریعت اسلام کو

نافذ کرنے کا دعوی کرتے ہیں. ہمارے وزیر اعظم نے برطانیہ کا دورہ کیا، ان کے لیڈروں سے ہاتھ ملایا اور ان کافروں کے ساتھ کھانا کھایا. یعنی جو ملک (برطانیہ) پیغمبر اسلام (ص) اور اسلام محمدی (ص) کے خلاف سلمان رشدی کو تحریک دے اور اس کی حفاظت کی لئے لاکھوں پاؤنڈز خرچ کرے انکے ساتھ ہمارا ملک دوستی کرے اور یہ حالت صرف ہمارے ملک ہی کی نہیں ہے بلکہ تمام ممالک چاہے وہ اسلامی ہوں یا غیر اسلامی، کی برطانیہ سے دوستی ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ سلمان رشدی نے عالم کفر اور برطانیہ کی پشت پناہی پر قرآن، اسلام رسول اسلام (ص)، رہبران دین کے خلاف زہر اگلا —— صرف اسلامی جمہوریہ ایران ہی ہے جس نے برطانیہ کے ساتھ اپنے تعلقات توڑ دیئے۔ ان تعلقات کا ٹوٹنا تھا کہ تمام یورپ برادری کے عیسائی متحد ہو گئے اور تمام ممالک نے ایران سے اپنے سفیروں کو واپس بلا لیا۔

"اصل وجہ"

عزیزان گرامی —— ذرا توجہ کریں کہ یہ توہین آمیز کتاب کیوں لکھوائی گئی۔ اس پر اتنا خرچہ کیوں کیا گیا۔؟

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یورپ والے دیکھ رہے ہیں کہ ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد خود لندن میں کئی مولوی عمامہ پہن کر تقریر کر رہے ہیں۔ ان کے ذہن روشن اور دل پلٹ چکے ہیں اور ان کے قلوب میں اسلام پہنچ چکا ہے۔ اور آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ فرانس کا ایک باشندہ مسلمان ہونے کے بعد قم جو اسلامی علوم کا مرکز ہے میں تعلیم حاصل کرنے آیا اور ایران پر عراق کی جانب سے تھوپی جانے والی کفر و اسلام کی جنگ میں وہ چھپ کر محاذ جنگ چلا گیا اور وہاں شہید ہو گیا اور اب دیکھئے کہ اس کی شہادت نے کیا رنگ دکھایا کہ جب اس کی شہادت کی خبر اسلامی جمہوریہ نے اس کے والدین کو سنائی تو اس کے والدین جو اس کی شہادت تک عیسائی تھے —— نے اس کی عظیم الشان سرخ موت کی خبر سنکر اسلام قبول کر لیا اور نہ صرف وہ مسلمان ہوئے بلکہ سب خاندان کے افراد مسلمان ہو گئے۔

زمانہ قدیم میں تحریک پاکستان سے قبل جنوبی ایشیا برصغیر سے کوئی عالم روسی لیڈر لینن کے پاس گیا تھا کہ اسے بتائے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، ایک مکمل نظام ہے اور اس سے کہا کہ اسلام میں یہ گنجائش ہے اور فلاں آسانی کیونکہ اس زمانے

Presented by www.ziaraat.com

میں روس میں کیمونسٹ انقلاب آچکا تھا۔ لینن نے جواب دیا کہ آپ کا کہنا درست ہے اگر اسلام اتنا ہی اچھا ہے تو دنیا کے کسی ایک ملک میں اس کا عملی نمونہ دکھائیے۔ اگر اسلام کسی معاشرے کی درستگی اور اسے منزل وارتقاء تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے تو پھر اسلامی نظام کسی ایک ملک میں نافذ کیوں نہیں ؟ وہ عالم یہ سن کر واقعتاً ——— خاموش ہو گئے کیونکہ اس زمانے میں اسلام کا عملی نمونہ یا ماڈل کسی ایک ملک میں بھی نہیں تھا۔ لیکن الحمد للہ آج اسلام بھی ہے اور وہ بہترین ماڈل کے طور پر ہمارے سامنے بھی موجود ہے۔ آج بھی اسلام وقت کے تمام تقاضوں کو پورا کر رہا ہے اور معاشرے اور انسانیت کو جدید ترقی اور منازل ارتقاء سے بھی قریب تر کر رہا ہے۔ آج آپ ایران میں جا کر دیکھیں تو آپ کو وہاں اسلامی جمہوریہ کا مکمل نمونہ نظر آئیگا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج یورپ اور مغرب میں بھی اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ملکر اس اسلامی انقلاب کو روکنے کے لئے توہین آمیز کتاب سلمان رشدی سے لکھوائی تاکہ لوگوں کے خیالات و نظریات منتشر اور متنفر ہو جائیں اور ان کے ممالک میں اسلام اپنا اثر نہ دکھا سکے۔ اور وہاں رہائش پذیر مسلمانوں تک اسلام حقیقی کے نظریات نہ پہنچ سکیں۔

عزیزان گرامی ——— یہ کیا سازش تھی؟ یہ روح اسلام اور روح قرآن کو قتل کرنے کی کوشش تھی؟ لیکن، اللہ تعالیٰ آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی سلام اللہ علیہ پر اپنی رحمتیں زیادہ کرے کہ آپ نے وہ الٰہی فتویٰ دیا کہ ——— "سلمان رشدی واجب القتل ہے" ——— اور اسی فتوے کی وجہ سے وہ ملعون آج زندہ دفن ہو گیا۔ اس کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے وہ اب معاشرے میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا ہے۔ اب پیغمبر اسلام (ص) کی شان کے خلاف گستاخی کرنے کے لئے کسی کو بھی جرات نہیں ہو گی۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے سلمان رشدی سے پہلے ہزارون کتابیں انگریزوں کی چھپی ہوئی ملیں گی اور اس میں پیغمبر کی توہین کی گئی۔ ایک کتاب لکھی گئی اور کچھ سالوں بعد اس کتاب کو ماننے والے پیدا ہو گئے اور ایک فرقہ پیدا ہو گیا جیسے قادیانی۔ خود قادیانی غلام محمد اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ میں نے انگریزوں کی حمایت میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے الماریاں بھر جائیں اور میں نے جہاد کو ختم کردیا تاکہ انگریز محفوظ رہیں۔ یہ انگریز کا ایجنٹ تھا۔ پہلے قادیانی مذہب ایجاد کیا پھر ایران میں بہائی مذہب۔ یعنی پہلے کتاب لکھی جاتی ہے پھر اس کے ماننے والوں کو پیدا کیا جاتا ہے اور فرقہ بنایا جاتا ہے لیکن

حضرت امام خمینی سلام اللہ علیہ نے عطا شدہ الٰہی بصیرت سے کام لیا کہ اب کوئی نیا فرقہ نہیں بنے گا نہ اب کوئی نئی کتاب آئے گی۔

عشق رسولؐ کے خلاف

یہ نظریات بھی انگریز ہی کے پھیلائے ہوئے ہیں کہ رسول اللہؐ تھے، ختم ہو گئے، ان کا نام مت لو اور ان کے وسیلے سے دعائیں مت مانگو کہ اس طرح روح اسلام کو ختم کر دیا جائے، روح امامت کو قتل کر دیا جائے، رسول کا واسطہ کیوں دیتے ہو، دعاؤں میں ان کو وسیلہ کیوں بناتے ہو، کیونکہ دشمن نے دیکھا کہ اسلام جو جذبہ اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے وہ کوئی اور مذہب دے ہی نہیں سکتا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ میدان جنگ میں ایک انگریز بھی لڑتا ہے اور ایک مسلمان بھی لیکن مسلمان کا بھروسہ اسلحہ پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی امیدوں اور بھروسے کا مرکز خدا کی ذات ہوتی ہے جبکہ انگریز کی فکروں کا محور اور اس کا بھروسہ اسلحہ پر ہی ہوتا ہے کہ جہاں اسلحہ ختم وہیں شکست لیکن مسلمان بغیر ہتھیار کے بھی لڑتا ہے اور بقول اقبال۔

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مومن کا سب سے بڑا ہتھیار ——— اللہ اکبر ہے، سب سے بڑا اسلحہ یا رسول اللہؐ اور ایمان کا خزانہ نعرۂ حیدری ہے۔

نعرۂ حیدری ایمان کو جلا دیتا ہے
فرق مومن کا منافق سے عیاں کرتا ہے

لہٰذا انہوں نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کے اس روحانی اسلحے اور ایمان کے خزانے کو ختم کر دیا جائے، اس بھروسے کے عقیدے کو ختم کرو تو روح اسلام خود بخود ختم ہو جائیگی پھر مسلمان سپاہی ایک عام سپاہی کی طرح ہو جائے گا۔ لہٰذا پہلے باطل نظریات کے پرچار کے لئے کتاب لکھی پھر مذہب ایجاد کیا۔ کیا لکھا کہ جب بھی دعا مانگو اللہ سے براہ راست دعا مانگو۔ اللہ کے سوا کسی اور سے مانگنا شرک ہے۔ سلمان رشدی چونکہ مولوی نہیں تھا اس لئے پکڑا گیا لیکن دشمن نے یہ کسر بھی پوری کر دی کہ پیسہ پھینک تماشا دیکھ ——— پر عمل کیا اور مولویوں کو جن کے حلقہ درس وسیع تھے، خریدا اور ڈالرز سے ان کی جیبیں بھریں اور نئے مذہب اور باطل نظریات وہابیت کی اشاعت کرائی کہ رسول اللہ کا واسطہ

Presented by www.ziaraat.com

دنیا ' ان کو وسیلہ قرار دینا شرک ہے ' جو کچھ مانگنا ہے سیدھے سیدھے اللہ سے مانگو۔ انہوں نے جائزہ لیا ' تجزیہ کیا کہ اصل مرکز عشق رسولؐ ہے ' محبت رسولؐ ہی اصل تحریک ہے ' عشق رسولؐ ایک انقلاب ہے ' عشق رسولؐ ایک تحریک ہے ' عشق رسولؐ ولولہ ہے ' عشق رسولؐ جوش ہے اور عشق رسولؐ اسلحہ ایمانی ہے لہٰذا پہلے اسے ختم کرو کہا کہ جو کچھ مانگنا ہے براہ راست اللہ سے مانگو ' کسی کو وسیلہ مت بتاؤ کیونکہ یہ شرک ہے مثلاً یہ کہنا کہ "اے میرے مالک اپنے رسولؐ کے صدقے میں ایک بیٹا دے" ---- شرک ہے۔

سیدھے سیدھے اپنی تمام حاجات اللہ ہی سے طلب کرو۔ پھر دلیل کیا دی ---- درباری ملاؤں کے ذریعہ سے کہلوایا گیا کہ اللہ کا حق مخلوق پر ہے۔ خدا نے اپنی مخلوق کو ہاتھ پاوں دیئے کان ' ناک اور آنکھیں دیں ' اسی وجہ سے خالق کا مخلوق پر حق ہے لیکن مخلوق کا اللہ پر حق ---- چہ معنی دارد ----؟۔ تو جب مخلوق کا اللہ پر حق نہیں ہے تو بس محمد مصطفےٰؐ یا علی المرتضیٰؑ بھی مخلوق میں شامل ہیں ' اس کے بندے ہیں لہٰذا مخلوق کا واسطہ دے کر خالق سے اپنی حاجت طلب کرنا شرک ہے چنانچہ گمراہ کرنے کے لئے ایک دلیل بھی بتادی گئی ' پیغمبر اسلامؐ کی عظمت کے خلاف اسلام کے حقیقی نظریات کے خلاف اور فرقہ واریت کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لئے دلیلیں بھی پیدا کرلی گئیں کہ پیغمبر اسلامؐ اور علی المرتضیٰؑ اور دیگر ائمہ دین علیہ السلام تو مخلوق میں شامل ہیں اور چونکہ مخلوق کا خدا پر ' اپنے پیدا کرنے والے پر کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا مخلوق کا واسطہ دیکر یا ان کو وسیلہ بنا کر خالق سے اپنی حاجات طلب کرنا اور دعا مانگنا شرک ہے۔ اب آپ نے دیکھا کہ پیغمبر اسلام کی عظمت کو گھٹانے کے لئے دشمنانِ اسلام نے کیسا مضبوط اور باریک جال بنا اور باطل عقیدے اور نظریات کی بنیاد کیسی مضبوط رکھی ---- لیکن قرآن جس نے پہلے کے تمام باطل نظریات کو منہ توڑ جواب دیا ---- کا جواب سنیں۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

---- اور ہم پر حق ہے کہ ایمان والوں (مومنین) کی مدد کریں۔ (سورۃ روم ۴۷)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا کہ

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ

---- "ہم پر حق ہے کہ ایمان والوں (مومنین) کو نجات دیں"۔ (سورۃ یونس ۱۰۳)

عزیزان گرامی ---- آپ نے دیکھا کہ مومنین کا خدا پر کتنا حق ہے اور جو امیرالمومنین ہو گا اس کا خدا پر کتنا حق ہو گا؟

ہدایت ---- زندگی ہے

وہ پہلی آیت جو میں نے شروع میں تلاوت کی۔ ارشاد رب العزت ہے کہ وَمَنْ اَحْيَاهَا جس نے ایک نفس کو زندہ کیا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو اور عالم انسانیت کو زندہ کیا۔ کسی نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ۔

"مولا ہم ایک مردہ انسان کو زندہ کیسے کرسکتے ہیں"؟

قرآن کہہ رہا ہے کہ جس نے ایک نفس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانیت کو زندگی بخشی۔

امامؑ نے جواب دیا کہ "یہاں بھی آیت میں زندہ کرنے سے مراد ظاہری زندگی نہیں ہے۔ یہاں زندہ کرنے سے مراد ہدایت ہے"۔ مثلاً ایک مردہ دل انسان ہے ' اس کے دل میں معرفت خدا کا نور نہیں ہے ' معرفت رسولؐ کا نور نہیں ہے ' وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے ' شیطان کی اطاعت کررہا ہے ' اللہ کے راستے صراط مستقیم سے دور ہے تو اگر کسی نے اس گناہ گار انسان کو ہدایت کی ' اس کے مردہ دل کو زندہ کردیا ' اس کے دل میں معرفت خدا اور رسول کا نور منور ہوگیا ' وہ گناہوں کی دلدل سے نکل آیا ' شیطان کے خلاف بغاوت پر اتر آیا اور اللہ کے راستے۔ صراط مستقیم۔ پر گامزن ہوگیا تو حقیقت میں ایسے انسان نے زندگی کو پالیا ' زندگی گزارنے کا راز اسے معلوم ہوگیا ' ابدی خزانے کی چابی اس کے ہاتھ لگ گئی ---- اگر کسی کے ذریعے سے حقیقتاً ایسا ہوگیا تو اس کا اجر فقط یہ نہیں ہے کہ اس نے ایک انسان کو جنتی بنادیا۔ ایک انسان کو راہ ہدایت دکھائی بلکہ اس کا اجر و ثواب اتنا ہے کہ گویا اس نے تمام انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی اور سب کو اللہ والا بنادیا۔ عاشق رسولؐ بنادیا اور عاشق اسلام بنادیا۔ یعنی اگر تم نے کسی گمراہ انسان کو علیؑ کا چاہنے والا ' حسینی پروانہ بنادیا ' اس کی تربیت کرکے اسے سلمان و ابوذر کے مثل بنادیا اور کسی کو گمراہی کے سمندر میں ڈوبنے سے بچالیا تو اسکا اجر ایک انسان کو تباہی و ہلاکت سے بچانے کا نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کو زندگی دینے کا اجر تمہیں ملے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

گمراہی --- موت ہے۔

آیت کا پہلا حصہ آپ نے سنا کہ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۔جس نے ایک انسان کو قتل کیا --- فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

امام جعفر صادق ؑ نے اسی آیت کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ "یہاں قتل سے مراد جسم انسانی کا قتل نہیں ہے' بلکہ یہاں قتل انسان سے مراد --- قتل نفس ہے"۔

یعنی آپ کی وجہ سے ایک انسان گمراہ ہو گیا' آپ کے کردار کی وجہ سے ایک انسان اسلام سے بد دل ہو گیا' اللہ کے راستے سے دور ہو گیا' طاغوت کو اپنا ولی اور سرپرست قرار دینے لگا' شیطان کی پیروی کرنے لگا اور تہمت کی جگہوں کو اپنا مسکن بنانے لگا --- تو اس کا عذاب اور اس کا گناہ اتنا ہے کہ آپ نے تمام انسانوں کو گمراہ کیا اور سب کو اللہ کے راستے صراط مستقیم سے دور کر دیا۔

خدا نخواستہ آپ کی اولاد آپ کی غفلت کی وجہ سے قرآن و اہلبیت علیہم السلام کے راستے سے منحرف ہو گئی' احکام الٰہی کی مخالفت کرنے لگی' لڑکی بے پردہ پھرنے لگی میک اپ کر کے نامحرموں کو اپنا جسم دکھاتی رہی' نامحرموں سے ہنس ہنس کر بات کرنے لگی آپ کا بیٹا سگریٹ اور شراب نوشی کا عادی بن گیا ٹی وی اور وی سی آر پر گندی فلمیں دیکھنے لگا' داڑھی مونڈھنے لگا' بد تمیز ہو گیا' علما کی توہین کرنے لگا' ماں باپ کو بھول گیا --- آپ نے اسے گناہوں' عیاشی' نفس پرستی' شیطان کی پیروی' صرف دنیا کی فکر اور آخرت سے بے خبری کے اسباب فراہم کیے اور آپ نے اپنی ناقص عقل کے مطابق اسے اعلیٰ روایات سے روشناس کرایا' جدید زمانے کے آداب سکھائے' اسے فرسودہ روایات سے منحرف کر دیا اور اسے ماڈرن لائف میں داخل کیا --- مگر حقیقتاً آپ نے اس کی روح کو قتل کر دیا۔ آپ نے اس پر ہدایت کے دروازے بند کر دئے اور در حقیقت آپ نے ایسا کیا کہ تمام انسانوں کی روح کو قتل کر دیا اور ان پر ہدایت کے دروازے بند کر دیئے۔ اگر ایک بچہ والدین کی غفلت سے گمراہ ہو گیا تو فقط ایک نفس گمراہ نہیں ہوا بلکہ قرآن کے مطابق تمام انسانیت کا خون ہوا۔

تربیت اولاد ایک اہم فریضہ

ایک مرتبہ رسول اسلام ؐ اپنے اصحاب کے ساتھ گلی سے گزر رہے تھے۔ اس گلی میں

چھوٹے چھوٹے بچے موجود تھے۔ آپ نے بچوں کو دیکھا اور پیار کیا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "اللہ اکبر"۔ اصحاب نے جب رسول اسلام ؐ کے چہرے پر غم کے اثرات دیکھے تو آپ سے دریافت کیا کہ ۔ "یا رسول اللہ ؐ کیا ہوا"؟ آپ ؐ نے جواب دیا کہ "ہائے آخری زمانے کے بچے"۔

یہ ہماری اور آپ کی اولاد ہے جو پیغمبر اسلام ؐ کو رلا رہی ہے اور ان کے غم کا باعث بن رہی ہے والدین اپنے بچوں کی دنیا کے بارے میں تو بہت فکر مند رہتے ہیں انہیں اعلیٰ تعلیم کے دلوانے کا خیال ہوتا ہے کہ لڑکا بی اے (B.A) کر لے' ڈاکٹر بن جائے' انگریزی فر فر بولے (یہ سب غلط نہیں ہے) اگر وہ کسی چیز سے غافل ہیں تو وہ ان کی اولاد کی آخرت ہے اور اگر والدین کسی چیز سے بے خبر ہیں تو وہ ان کے بچوں کا بھیانک انجام ہے۔ والدین کو یہ فکر تو ہو گی کہ لڑکا کورس کی کتابیں پڑھ رہا ہے یا نہیں لیکن اس کی فکر نہیں ہو گی کہ لڑکا نماز بھی پڑھ رہا ہے یا نہیں۔ والدین کو اس کی خوراک کی تو فکر ہو گی مگر اس کی فکر نہیں ہو گی کہ وہ روزے بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ والدین کو ان کے لباس کی فکر تو ہو گی کہ ان کے لئے نئے لباس سلوا دیں مگر ان کی روح کے لباس۔ تقویٰ۔ کی فکر نہیں ہو گی۔ انہیں ان کے ماحول اور ان کی ماڈرن سوسائٹی میں ان کی نشست اور اٹھک بیٹھک (ایسٹنگ) کی تو فکر ہو گی مگر ان کو یہ فکر نہیں ہو گی کہ ان کی اولاد کن غلیظ اور تباہ کن گناہوں میں مبتلا ہے۔ انہیں ان کی صحت و سلامتی کی تو فکر ہو گی مگر ان اخلاقی برائیوں اور بری صفات کی فکر نہیں ہو گی جنکا درد بھی محسوس نہیں ہوتا' اور جو انکی روح کے لئے بہت خطرناک ہیں اور ان کا انجام تباہ کن بنا رہی ہیں۔

المختصر والدین کو اولاد کے ظاہر کی تو فکر ہو گی مگر ان کے باطن کی سلامتی کی فکر نہیں ہو گی۔ پیغمبر اسلام ؐ کے فرمان کے مطابق وہ اولاد کی دنیا کی فکر کرینگے۔ لڑکی کے جہیز کی فکر کریں گے۔ مگر اس کے بے پردہ گھومنے اور اس کے لڑکوں سے ہنس ہنس کر بات کرنے اور سل...

(اسلام دنیا کی مذمت نہیں کرتا بلکہ اگر وہ مذمت کرتا ہے تو اس کی کہ انسان صرف دنیا میں الجھ جائے اور خدا و قیامت کو بھول جائے۔ اسلام نے اس نظریئے کی شدت کے ساتھ مذمت کی ہے اس مقصد کے لئے آیت اللہ مطہری شہید کی کتاب سخن میں باب دنیا کے بارے میں دین کا نقطہ نظر --- کا مطالعہ کیجئے۔ ناشر جامعہ تعلیمات اسلامی اور امام خمینی کا درس محبت دنیا کا مطالعہ کریں۔ (چہل حدیث) ناشر مکتبہ رضا۔ کراچی۔

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں کی بری نگاہوں سے اس کی عزت و عصمت کو بچانے کی فکر نہیں کریں گے۔ پیغمبرؐ ٹھنڈی سانس لے کر کہتے ہیں کہ۔ "ہائے آخری زمانے کے بچے" ــــ دینا کی فکر ہے کہ اچھا بزنس مل جائے۔ امریکہ چلا جائے چاہے وہاں جاکر جو کچھ کرتا رہے۔ اس کے جھوٹ بولنے کی فکر نہیں ہے بس فکر ہے تو اس کی ڈگری کی۔ اب پیغمبرؐ فرماتے ہیں اور پیغمبر کا یہ جملہ بہت ہی سخت ہے ــــ فرماتے ہیں کہ۔ "میں اپنی زبان سے ان پر تبرا کرتا ہوں اور وہ اپنے عمل سے رسولؐ پر تبرا کرتے ہیں"۔ اگر ماں باپ نے ایک گمراہ' فاسق' گناہ گار اور بے نمازی بچہ معاشرے کو دیا تو یہ بچہ اپنے کردار' اپنے افکار اور اپنے عمل سے رسول خدا پر تبرا کرے گا۔ وہ زبان سے تو محمد کو اللہ کا رسول کہے گا مگر عمل سے اس کا انکار کرے گا۔ ایسا بچہ حسینیؑ نہیں بلکہ یزیدی بن رہا ہے۔ بچے کی تربیت اسلامی احکام کے بجائے شیطانی احکام کے عین مطابق ہو رہی ہے۔ لہٰذا اولاد ایک امانت ہے جو ہمیں معاشرے کو اس انداز سے پیش کرنی ہے کہ وہ معاشرے کے کام آسکے اور انسانیت کی خدمت کرسکے۔ آیت اللہ حسین مظاہری اپنی ایک کتاب میں ایک عجیب جملہ تحریر کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ــــ

"میری نظر میں قرآن و اہلبیت علیہم السلام کے بعد اولاد سے بہتر اللہ کی کوئی اور امانت نہیں ہے"۔

یعنی قرآن و اہلبیت علیہم السلام کے بعد اگر کوئی اللہ کی امانت ہے تو وہ اولاد کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ روایات میں ملتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ۔ "ایک نوجوان لڑکی اپنی بے پردگی اور اپنے جسم کو نامحرموں کو دکھانے کے نتیجے میں جہنم میں جائے گی"۔ دنیا میں اس نے میک اپ کرکے' بازوؤں کو برہنہ کرکے اپنے اپ کو نمائش گاہ بنایا اور نامحرموں کے ساتھ گھومی' لہٰذا جہنم میں جائے گی۔ اب رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ۔ "اسکی ماں جو پردہ دار تھی نامحرموں سے اپنے آپ کو چھپاتی تھی وہ بھی اپنی بے پردہ بیٹی کے ساتھ جہنم میں جائے گی"۔ کیونکہ اس نے اپنی بیٹی کی تربیت اسلام کے احکام کے مطابق نہیں کی بلکہ دنیا کے احکام کے مطابق کی۔ ایک لڑکا اپنے بے نمازی ہونے کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا مگر باپ جو نمازی تھا' جس کے چہرے پر سجدوں کا نشان واضح ہو گا وہ بھی اپنے بے نمازی بیٹے کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ باپ خود تو فجر میں نماز کے لئے اٹھتا تھا مگر بیٹے کو اس لئے نہیں اٹھاتا تھا کہ کہیں اس کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ خود روزہ رکھتا تھا مگر بیٹے کو اس لئے نہیں رکھواتا تھا کہ کہیں بیٹا کمزور نہ ہو جائے جبکہ حدیث ہے کہ۔ "روزہ

رکھو اور صحت مند ہو جاؤ"۔ اسے داڑھی رکھنے کی تاکید نہیں کرتا تھا کہ لوگ اسے دقیانوس کہیں گے۔ خود قرآن پڑھتا تھا مگر بیٹے کو گندی ڈائجسٹ پڑھنے سے منع نہیں کرتا تھا۔ روز قیامت باپ بیٹے دونوں آئیں گے۔ بیٹا بے نمازی ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ اور باپ اپنی اولاد کی اسلامی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ اولاد کے متعلق جو سوالات کئے جائیں گے تو بڑے بڑے بے بس ہو جائیں گے۔

عزیزان گرامی ــــ بچے کی تربیت ایک نہایت اہم موضوع ہے۔ اب ہم کیا کام کریں کہ پیغمبر ہم پر تبرا نہ کریں اور نہ ہی ہم ان کی امت سے خارج ہوں۔

تربیت اولاد میں ــــ شادی کا پہلو اور اسکی اہمیت۔

نکاح ــــ ابتدائی منزل۔

ہمارے پاس قرآن' اہلبیت کی تاریخ موجود ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ اسلام اور امامت کا شیدائی بنے تو آیئے حضرت علیؑ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے اپنی مشکل کا حل دریافت کرتے ہیں تو حضرت علیؑ اپنے بھائی عقیلؑ سے یہ فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ۔ "عقیلؑ میں شادی کرنا چاہتا ہوں مگر میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا بہادر بچہ پیدا ہو جو کربلا میں (اسلام و امامت) حسینؑ کا محافظ ہو"۔ حسینؑ کے بابا علیؑ ہمیں نکاح کا مقصد بتا رہے ہیں کہ "عقیلؑ ایسا بہادر خاندان اور متقی خاتون تلاش کرو کہ جس کے بطن سے ایسا بہادر بچہ پیدا ہو کہ جو کربلا میں حسینؑ کی پاسداری کرسکے" علیؑ ایسی اولاد چاہ رہے ہیں جو اسلام کی شیدائی ہو' بہادر ہو اور تقوٰی میں بے مثال ہو' حسینؑ سے وفا کرنے والا ہو۔ علیؑ تقوٰی کو نکاح کے لئے شرط کیوں قرار دے رہے ہیں ــــ کیونکہ تقوٰی والی خاتون ہو گی تو اولاد بھی متقی اور حسینیؑ پروانہ بنے گی مگر آج جو نوجوان شادی کرنا چاہتے ہیں وہ یا تو خوبصورتی دیکھتے ہیں' دولت دیکھتے ہیں یا جہیز پر ان کی نگاہ ہوتی ہے۔ یہ سب خلاف شریعت اسلامی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے حسینیؑ بنیں' حبیب ابن مظاہرؑ بنیں۔ تو آپ مت دیکھیں کہ لڑکی کیسی ہے یا لڑکا کیسا ہے۔ خوبصورت بھی ہے اور دولتمند بھی بلکہ یہ دیکھیں کہ اُمیں تقوٰی بھی ہے یا نہیں۔ ان تمام چیزوں کو شادی کے لئے شرط نہ بنائیں۔

ایک شخص نے امام حسنؑ کی خدمت میں آکر دریافت کیا کہ۔ "مولا بیٹی جوان ہو گئی

Presented by www.ziaraat.com

ہے اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں کس سے نکاح کروں"۔

امامؑ نے جواب دیا کہ۔ "نہ حسن دیکھنا اور نہ دولت"۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ۔ "اگر خوبصورتی اور حسن کے لئے شادی کروگے تو نہ حسن ملے گا اور نہ دولت بلکہ بربادی کے حقدار ہوگے"۔

امام حسنؑ نے شادی کے لئے دولت اور حُسن کی ممانعت کیوں کی؟ اب امامؑ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں اور یہ تمام والدین کے لئے بہترین اصول ہے کہ۔ "کسی کو بیٹی دو تو یہ دیکھو کہ لڑکا نیک پرہیزگار اور متقی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر تیری بیٹی اسے پسند آئی تو اس سے محبت کرے گا اور تیری بیٹی کی عزت کرے گا لیکن اگر تیری بیٹی اس کے معیار کے مطابق نہیں اتری تو وہ کبھی ظلم نہیں کرے گا کیونکہ متقی کبھی ظلم نہیں کرتا"

عزیزان گرامی ـــــ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس کے پاس گاڑی بڑی اور چمکدار ہے، بنگلہ ڈیفنس میں بنا ہے اور جس کے پاس روپے پیسے کی ریل پیل ہے ہم لڑکی اسی کو دیتے ہیں۔ مگر نکاح کے پہلے قدم پر علی بتارہے ہیں کہ اگر مجاہد اولاد چاہتے ہو، اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد اسلام کے برے وقت میں اسلام کے کام آئے اور یہ چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد حسینی پروانہ بنے تو بہادر اور متقی خاندان کی متقی خاتون تلاش کرو۔

پیغمبر خدا کے فرمان کے مطابق کہ "نکاح کرو کیونکہ مرنے کے بعد عمل کرنے کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نیک اولاد ہی سب سے بڑا سرمایہ ہے اور گناہگار اولاد ہی سب سے بڑا عذاب ہے۔ لہٰذا اگر نیک اولاد چاہتے ہو تو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو"۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کی نیک اور صالح اولاد موجود ہے۔ اگر وہ عبادت کر رہا ہے تو اس عبادت کا ثواب فقط اسے نہیں مل رہا ہے بلکہ اس کا ثواب آپ کو بھی مل رہا ہے کیونکہ آپ کی تربیت کی وجہ سے وہ نیک اعمال بجالا رہا ہے۔ لیکن اگر آپ نے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں کی اور معاشرے کو گمراہ انسان دیا تو اب جتنے گناہ وہ کر رہا ہے، آپ اس کے پاٹنر ہیں، اسکے برے اعمال میں آپ برابر کے شریک ہیں لہٰذا برے اعمال کا عذاب اسے تو ملے گا ہی مگر اس عذاب میں آپ بھی شامل ہونگے کیونکہ آپ کی غلط تربیت کی وجہ سے وہ اللہ کے راستے سے دور ہو گیا۔

اب پیغمبر اسلام سے نکاح کے مقاصد دریافت کئے جائیں تو پیغمبر اسلام ہمیں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ

"تم جب بھی نکاح کا ارادہ کرو تو تین (۳) علامات کو ضرور دیکھو۔ (۱) اس کا اخلاق (۲)

اس کا دین اور امانت"۔ یعنی اس کا اخلاق کیسا ہے وہ دیندار ہے یا نہیں اور وہ امانت دار بھی ہے یا نہیں۔ مرد اور عورت کے لئے یہ علامات مشترکہ ہیں۔ اب پیغمبر فرماتے ہیں کہ۔ "اگر تم نے نکاح کے لئے اس کے اخلاق، دین اور اس کے امانتدار ہونے کو نہیں دیکھا اور شادی کردی تو تم نے اپنی اولاد کی نسل قطع کردی اور بڑے فتنہ اور فساد کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملے گا"۔ یعنی اگر بیٹی کسی کے نکاح میں دے رہے ہو اور یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ دیندار بھی ہے یا نہیں، وہ خوش اخلاق ہے یا بد اخلاق اور وہ امانت کے عہد کو پورا کرنے والا ہی بھی یا نہیں۔ اس کا کردار بہتر ہے یا خراب اس کا خاندان شریف ہے بھی یا نہیں، لوگ نیک ہیں یا بد، وہاں پردے کا مذاق تو نہیں اڑایا جاتا۔ اگر تم نے ان تمام باتوں کا پاس نہ کیا اور نکاح کردیا تو پیغمبر کے فرمان کے مطابق "تم اپنی اولاد کی نسل کو قطع کر رہے ہو اور ایسی حالت میں سوائے بڑے فتنہ و فساد کے کچھ حاصل نہیں ہوگا"۔

عزیزان گرامی ـــــ اب آپ متوجہ ہوئے کہ نکاح کا مسئلہ کتنا اہمیت کا حامل ہے اور ہم سے کتنی توجہ کا طالب ہے۔

امام حسینؑ کی قربانی کا مقصد ہماری اصلاح ہے۔

امام حسینؑ سے پوچھا گیا کہ آپ کربلا کیوں جارہے ہیں۔ امام حسینؑ نے جواب دیا کہ "میں اس لئے قیام کر رہا ہوں تاکہ میرے نانا کی امت کی اصلاح ہو سکے"۔ آپ نے دیکھا کہ امام حسینؑ کی زندگی بھی امت کی اصلاح کے لئے تھی اور آپ کی شہادت بھی اس بات کا سبب بنی کہ امت کی اصلاح ہو۔ اب جب بھی اور جہاں کہیں مجلس حسینؑ برپا ہو اور آپ اس مجلس میں جائیں تو سوچیں کہ آپ کی کتنی اصلاح ہو رہی ہے اور آپ کو کتنی نصیحتیں کی جارہی ہیں؟ مجلس پڑھنے والے پر اور ذاکر حسین پر امام حسینؑ کا حق ہے کہ آپ کی زندگی کے ہر ہر پہلو کو روشن کرے آپ کے گھربار کی انفرادی زندگی، آپ کے اجتماعی امور کی زندگی، آپکے میل ملاپ کی زندگی، بازار میں، معاشرے میں آپ کے معاملات کی زندگی، آپکی عبادت، آپ کے جہاد اور آپ کے اخلاق غرضیکہ آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو روشن کرے تاکہ حسینی پروانوں کی جو حسینؑ کا ذکر سننے مجلس میں آئے ہیں ـــــ اصلاح ہو سکے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہماری بدنصیبی

—— لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہماری مجالس کا محور یہ رہتا ہے کہ شہرت حاصل کی جائے' لوگوں کے خیال اور پسند ناپسند کے مطابق مجلس پڑھی جائے اور "واہ واہ والی مجلس ہو —— اور ایسی ہی مجالس کامیاب تصور کی جاتی ہیں کہ جن میں سننے والوں کا زبردست مجمع تو ہو مگر ان کی اصلاح کی فکر کے بجائے ان کی داد —— اور واہ واہ حاصل کرنے کی فکر ہو —— اور ہمارے ذاکرین صاحبان صرف خیبر و خندق کی روایت کے گرد گھومتے رہتے ہیں۔ اسلام تو بہت وسیع دین ہے اور دنیا کی تمام مشکلات کا حل اسکے دامن میں موجود ہے۔

خون حسینؑ سے وفاداری کا ثبوت دیں

امام حسینؑ کا مقصد یہ تھا کہ امت کی اصلاح ہو — امام حسینؑ کربلا میں قربانی اس لئے دے رہے ہیں کہ امت محمدیؐ کا ہر فرد معاشرے کو نیک کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے لیکن افسوس اسی حسینؑ کی یاد میں برپا کی جانے والی مجالس میں اصلاح کا کوئی پہلو نہیں ہوتا۔ اگر ہم امام حسینؑ کے مقصد شہادت یعنی اصلاح کو بھول جائیں گے تو ہم خون حسین کے ساتھ وفا نہیں کر سکیں گے امام حسینؑ شبیہ رسول علی اکبرؑ جیسا نوجوان بیٹا ذبح کرائیں تاکہ ہماری اصلاح ہو' امام حسینؑ علی اصغرؑ جیسے معصوم بیٹے کے چہرے پر خاک ڈالنا گوارہ کریں تاکہ نانا کی امت کی اصلاح ہو —— اور ہم مجالس میں صرف واہ واہ کر کے چلے جائیں۔ امام حسینؑ زینبؑ جیسی عظیم خاتون کی چادر کی قربانی —— صرف ہماری اصلاح کے لئے دیں مگر ہم خود اپنی خواتین کو بے پردہ پھرائیں اور مجالس میں لیکر آئیں۔ مجالس سے تو ہمارے معاشرے میں بے پردگی کو کم ہونا چاہیے اور ہمارے اندر تقویٰ بڑھنا چاہیے —— مگر ایسا دیکھنے میں بہت کم آتا ہے۔

عزیزان گرامی —— اولاد کی صحیح تربیت واجب ہے اور بقول آیت اللہ مظاہری —— "اولاد امانت الٰہی ہے اور اسمیں خیانت ناقابل معافی جرم ہے"۔ اگر انسان خیانت کرے تو اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔ باپ مسجد میں ہے اور اولاد باہر کھیل رہی ہے۔ وی سی آر پر گندی فلمیں دیکھ رہی ہے۔ ماں مصلے پر بیٹھی ہے اور لڑکی بے پردہ معاشرے میں گھوم رہی ہے۔ اگر باپ مسجد میں اور ماں مصلے پر ہے تو یہ نہ سمجھیں کہ

عبادات قبول ہو رہی ہیں کیوں کہ آپ کی ہی اولاد تو ہے جو گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ لہٰذا اولاد کی صحیح تربیت واجب ہے۔

شادی پر گناہوں اور جہیز کے غلط اثرات

عزیزان گرامی —— شادی میں کچھ نجس کام بھی ہوتے ہیں۔ جسکے برے اثرات اولاد پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی شادی کے موقع پر رسول اللہؐ نے خواتین کو جمع کیا اور کہا کہ۔ "خبردار —— سیدہ کی شادی میں کوئی گناہ نہ ہونے پائے" —— کیونکہ شادی میں کوئی گناہ ہو گا تو اس کے برے اثرات شوہر پر بھی اثر انداز ہوں گے ہماری شادیوں میں کتنے گناہوں کے کام ہوتے ہیں اور حرام کو تو اہمیت ہی نہیں دی جاتی ہے اور ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری اولاد قابل نہیں نکلتی اور نیک نہیں بنتی ہے۔

اب دیکھئے کہ دنیا و آخرت کے بادشاہ رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں کیا دیا۔ چند برتن جو مٹی کے تھے۔ چند جوڑے اور ضروری سامان۔ کیا رسول اللہؐ نعوذ باللہ فقیر تھے۔ نہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اسلامؐ کو فقیر جانا۔ رسول اسلامؐ نے مصلے کو ہٹا کر دکھایا۔ اب جو دیکھا تو مصلے کے نیچے ہیرے جواہرات تھے۔ یہ سبق عملاً آنے والی نسلوں کو دینا تھا کہ تم مسلمان ہوتے ہوئے کہیں ہندو نہ بن جانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر اسلامی روایات کو تم اسلامی روایات کا نام دے لو۔ یہ خالصتاً ہندوؤں اور کفار کی رسم ہے۔ جہیز کا مطالبہ حقیقتاً ظلم ہے اور جس شادی کی بنیاد ظلم پر ہو اور ابتداء ظلم سے ہو تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً دولہا کہتا ہے کہ مجھے گاڑی چاہیے اور دولہا کی ماں کہتی ہے کہ مجھے سونے کا سیٹ چاہیے۔ اگر یہی لالچ رہی تو آنے والی نسلیں نابود ہو جائیں گی۔ کسی شادی کی ابتداء ظلم سے کر رہے ہیں تو اولاد بھی ظالم پیدا ہو گی۔ لہٰذا جہیز کی اس لعنت کو جو ہندوں اور کافروں کی پیدا کردہ ہے —— ختم ہونا چاہیے۔ ہمارے معاشرے سے اسکی جڑیں اکھاڑ پھینکنی چاہیں۔ یقیناً ایسے انسان سے نہ اللہ راضی ہو گا اور نہ اس کا رسولؐ اور فاطمہ الزہراؑ اس سے ناراض۔ اگر رسولؐ خدا جہیز سے متفق ہوتے تو اپنی بیٹی کو بھی ایسا ہی جہیز دیتے جیسا ہم دیتے ہیں۔ لیکن تاریخ نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو کیا دیا۔

جب آپ شادی کا ارادہ کرتے ہیں تو آپ دریافت کرتے ہیں کہ مولانا فلاں تاریخ

Presented by www.ziaraat.com

نحس تو نہیں۔ فلاں زیادہ بہتر ہے یا دوسری۔ یہ ایک علمی بحث ہے۔ بذات خود دن منحوس نہیں ہے کیونکہ اس دن کسی قوم پر عذاب نازل ہوا تھا لہٰذا اسی وجہ سے نحس ہو گیا۔ اگر شادی میں کوئی گناہ کیا گیا مہندی' مانجھا' بڑے میرج ہالوں میں شادی' کھانے میں اسراف' جہیز کا مطالبہ' بے پردگی' مرد و خواتین کی مکسنگ' (Mixing) اور باہم گروپ فوٹو کھنچوانا اور آرسی موسف وغیرہ وغیرہ ــــ ان تمام برے کاموں کے اثرات شادی اور اولاد پر مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام گناہوں سے بچنا واجب ہے۔ حضرت علیؑ نے جناب عقیل سے جو نکاح کے لئے صفات بیان کیں ان کا مقصد نوجوانوں کو تعلیم دینا تھا کہ شادی کا مقصد فقط جہیز حاصل کرنا یا جسمانی لذت اٹھانا نہیں ہے بلکہ تمہارے نکاح کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ تمہاری اولاد حسینی پروانہ بنے' دین دار بنے' پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں کہ ــــ "اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر کے ماں باپ گناہگار مر جائیں اور اگر وہ روز قیامت دعا کریں گے تو انکی دعا قبول ہو گی اور وہ گناہ گار والدین نیک اولاد کی وجہ سے جنت میں جائیں گے" ــــ

امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ۔ "اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اسے عزت مل جائے تو اسے چاہیے کہ گناہ کی ذلت سے نکل کر اطاعت الٰہی کی عزت میں داخل ہو جائے ــــ"۔

اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ بغیر خاندان کے' بغیر قوم کے اسے عزت مل جائے' اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ بغیر مال کے امیر بن جائے' بغیر حکمرانی کے اسے جلال اور ہیبت حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ گناہوں کی ذلت سے نکل جائے۔ شیطان کی پیروی' گناہوں سے قربت اور خدا سے دوری ہی حقیقتاً موت' گمراہی اور ذلت ہے' عزت یہ نہیں ہے کہ تمہارے پاس دولت بہت ہو یا تم فلاں قوم و فلاں خاندان سے ہو وہ تو تم ہی قابل عزت ہو یا اگر تم صاحب اقتدار ہو تو تم ہی عزت و احترام کے قابل ہو۔ نہیں بھائی ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقی عزت تو اسمیں ہے کہ تم شیطان کے دشمن ہو' تم اللہ کی اطاعت کرنے والے ہو۔

خداوند عالم حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے کہ۔ "میں نے عزت اور شان و شوکت اپنی اطاعت میں رکھی ہے جبکہ لوگ اسے نام و نسب اور خاندانوں میں تلاش کرتے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں عزت نہیں ملتی ہے"۔ خود قرآن میں ارشاد الٰہی ہے کہ

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

"بے شک خدا کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تقوے والا ہے۔" (سورۃ الحجرات ۱۳)

خدا کی بارگاہ میں حقیقی عزت اسی کو ملتی ہے جو نیک پرہیزگار' متقی اور اطاعت گزار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ عزت اسے دیں جو اعلیٰ قوم و خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا جس کے پاس مال و دولت زیادہ ہو یا جو صاحب اقتدار ہو۔

آج جو آپ حضرات رات میں یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ کس کی محبت ہے جو آپ کو یہاں کھلے آسمان کے نیچے زمین پر بٹھانے کے لئے کھینچ لائی ہے۔ یہ یقیناً حسین کی ہی محبت ہے اور اس محبت کو آپ کے دل میں کس نے ڈالا۔ یقیناً خدائے کریم نے جس کا وعدہ ہے کہ

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (البقرہ ۱۵۲) خداوند عالم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ۔ "اے موسیٰ تم میرا ذکر لوگوں میں کرو گے تو میں تمہارا ذکر اس سے بہتر جگہ کروں گا۔ (حدیث قدسی) اور حسین نے خدا کو ایسا یاد کیا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ حسین سجدہ آخر میں بھی خدا کو یاد کر رہے ہیں۔ یہ ہے اولاد کی تربیت۔ یہ ہے علی و فاطمہ کی اعلیٰ تربیت کا نمونہ۔ کہ اگر جسم کو قتل بھی کر دیا جائے' اگر گلا کاٹ بھی دیا جائے تو سر نوک نیزہ پر تلاوت قرآن میں مشغول ہے۔ حسین نے ایک بیابان صحرا میں گرم ریت پر خدا کو یاد کیا تو آج دنیا کے کونے کونے میں حسین کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ یہ ماں فاطمہ کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج حسین کے تذکرے کے ساتھ کا' خدا کا' اسلام کا' قرآن کا' رسول کا اور شریعت کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اور اب ہماری مجالس میں معاشرے کی اصلاح کی باتیں کی جانے لگی ہیں۔ حسین آج بھی مرکز ہدایت ہیں کیونکہ انکی روح ابھی تک بلکہ ہمیشہ ہمیشہ تک زندہ ہے۔

إِنَّ الْحُسَيْنَ مِصْبَاحُ الْهُدَايَةِ وَسَفِينَةُ النَّجَاةِ

ــــ بے شک حسین ہدایت کے چراغ اور نجات کے سفینہ ہیں"۔

امام جعفر صادقؑ نے محرم کی پہلی تاریخ کو فرش عزا بچھایا۔ ایک مومن کہتا ہے کہ "امام ایسے رو رہے تھے جیسے ایک بوڑھی ماں جوان بیٹے کی لاش پر گریہ کرتی ہے"۔ ذاکر بہت اچھے مصائب پڑھ رہا تھا اور لوگ رو رہے تھے۔ امام نے کہا کہ "اور پڑھو۔" پھر ذاکر نے اور پڑھا۔ لوگ روئے کہ آواز بہت بلند ہو گئی۔ اب امام بہت خوش ہوئے اور کہا کہ "ہمارا حق ادا کر دیا"۔ مومن کہتا ہے کہ میں امام کے پاس گیا تو امام نے کہا کہ "تو میرے دادا مظلوم کے غم میں کیوں نہیں رو رہا تھا۔ اس مومن نے کہا کہ "مولا میرا رومال دیکھئے

Presented by www.ziaraat.com

یہ آنسوؤں سے گیلا ہے"۔ امام نے کہا کہ "نہیں۔ تو نے رونے کا حق ادا نہیں کیا۔ دیکھو گھٹ گھٹ کے نہ رویا کرو، جب بھی میرے دادا پر رویا کرو تو بے انتہا رویا کرو اس لئے کہ یہ وہ مظلوم ہیں کہ ان پر جب کوئی روتا تھا تو اسے طمانچے مارے جاتے تھے لہٰذا آہستہ آہستہ رونے کے بجائے بلند آواز سے رویا کرو" اور جب کوئی روتا تھا تو امام بہت راضی ہوتے تھے۔

عزیزان گرامی —— محرم کا یہ چاند کسی مومنہ نے دیکھا اور اس زمانے میں سخت پابندی تھی کہ کہیں عزاے حسین ہو اور اگر کسی گھر میں فرش عزا بچھتا تھا تو اس گھر کو جلا دیا جاتا تھا محرم میں خاص سپاہی کھڑے کیے جاتے تھے کہ کوئی حسین کی صدائے بلند نہ کرنے پائے۔ اس عالم میں ایک حسین کی چاہنے والی اٹھی اب دیکھیئے یہ ہے ماں باپ کی صحیح تربیت کا نتیجہ۔ اور وہ دربار میں گئی اور بادشاہ سے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ لینا چاہتا ہے وہ لے لے مگر میں ایک مجلس شبیر چاہتی ہوں۔ اب بادشاہ کے دریائے ظلم نے جوش مارا کہا ٹھیک ہے "اگر اتنی ہی عاشق حسین ہے ہم اجازت دینگے قیمت ادا کرو گی" کہا "جو تو چاہتا ہے ادا کرونگی"۔ بادشاہ نے کہا کہ "ایک بیٹا دو گی۔ ایک مجلس کی قیمت ایک بیٹا"۔ کہا کہ "اگر ہزار (۱۰۰۰) بیٹے ہوں تو ہزار (۱۰۰۰) حاضر لو ایک بیٹا لو"۔ اب صحیح حسینی تربیت کا نتیجہ دیکھیے۔ بیٹے نے خود کو پیش کیا۔ ادھر بیٹے کا سر کٹا اور ادھر مومنہ نے فرش عزا بچھائی اور پورے شہر والوں کو جمع کیا۔ مومن سمجھ رہے تھے کہ ہم نے تو کوئی قیمت ادا نہیں کی اور اس مومنہ نے کی ہے لہٰذا بار بار آتے اور کہتے کہ ہائے آپ نے تو اپنا بیٹا قربان کر دیا اور لوگ اس عورت کو پرسہ دیتے جاتے اسی طرح مومنہ نے اپنے دس بیٹوں کو عزائے حسین کے لئے قربان کر دیا اور عزاداری حسین کو باقی رکھا۔

خداوند عالم ہم سب کو اپنی اولاد کی بہترین اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارے بچے حسینی پروانے بنیں اور عزاداری کی حفاظت کر سکیں۔

—— "خدایا —— خدایا —— تا انقلاب مہدی —— از نہضت خمینی سلام اللہ علیہ —— محافظت بفرما ——"

دوسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط

—— جس نے ایک نفس کو بے گناہ قتل کیا یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس ے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا —— (المائدہ ۳۲)

معزز سامعین۔ سورۃ مائدہ میں ارشاد رب العزت ہو رہا ہے کہ جس نے ایک نفس کو قتل کیا تو وہ فقط ایک جان کا قاتل نہیں ہے بلکہ اس کا گناہ اتنا ہے کہ گویا اس نے تمام انسانیت کا خون کیا اور وہ عالم انسانیت کا قاتل ہے اور ومن احیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا' ایک انسان کو ہدایت کی تو اس کا ثواب اتنا ہے کہ گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا اور تمام انسانوں کو ہدایت کی۔

رسول اسلامؐ کے خلاف یہودیوں کی سازشیں

محترم سامعین۔ جب پیغمبر اسلامؐ کا ظہور عرب کی سرزمین پر ہوا تو اہل عرب ظاہراً انسان تھے مگر مردہ دل تھے' وہ انسانی شکل میں حیوان حقیقی تھے۔ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے انسان تھے' ظالم و گناہگار انسان تھے' وہ شیطانی کردار کے مالک تھے' ان کے وجود

Presented by www.ziaraat.com

میں انسانیت نام کا کوئی عنصر موجود نہیں تھا' وہ اپنی نومولود بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے' جہالت کی اس منزل پر تھے کہ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا فساد کرتے تھے اور وہ جنگیں پچاس (۵۰) پچاس (۵۰) برس تک جاری رہتی تھیں۔ ان حالات میں پیغمبر اسلامؐ کا نور نازل ہوا تاکہ عالم انسانیت کے مردہ دل میں ہدایت کا نور اجاگر کریں حقیقت میں یہ کام بہت ہی مشکل تھا کیونکہ ان کے قلوب گناہوں کی وجہ سے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے تھے اور وہ جہالت کی اس منزل پر تھے کہ اچھی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ جہاں پیغمبرؐ اچھی بات کہنے لگتے بس وہیں پیغمبر پر پتھر آنے لگتے اور وہیں کوڑا کرکٹ پھینکا جانے لگتا۔ ایک مرتبہ طائف میں آپؐ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ کا جوتا آپؐ کے خون سے بھر گیا۔ آپ کی تحریک کو دبانے کے لئے' آپؐ کا معاشی بائیکاٹ کیا گیا اور آپؐ نے شعب ابی طالب کی پہاڑیوں کے درمیان ایک گھاٹی میں پناہ لی مگر آپؐ نے بڑی جوانمردی اور استقامت کے ساتھ بڑی بڑی قربانیاں دے کر اپنے مقدس جہاد کو جاری رکھا اور آپؐ نے اپنی تریسٹھ (۶۳) سالہ زندگی میں کفار اور منافقین کے لئے کبھی بددعا نہیں کی۔ چنانچہ خداوند کریم نے آپؐ کو عظیم الشان فتح نصیب کی آپؐ کی اسلامی تبلیغات کے خلاف کفار متحد ہوگئے۔ یہودی اور عیسائیوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی اسلام کے پیغام کے خلاف اپنی تبلیغات جاری رکھی ہوئیں تھیں اور اج بھی انہوں نے رسول اسلامؐ اور اسلامی انقلاب کے خلاف اپنی تبلیغات جاری رکھی ہوئیں ہیں۔ ابتدائے اسلام کے زمانہ میں کفار نے "ابوجہل وابولہب" کو اپنا آلہ بنایا اور آج بھی کفار اور یہود نے سلمان رشدی" کو اپنا آلہ کار بنایا ہوا ہے۔ اس زمانے میں بھی کفار نے اسلامی انقلاب کے خلاف اور رسول اسلامؐ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے زہریلا پروپیگنڈا کیا کہ یہ رسولؐ شاعر' جادوگر اور مجنوں ہے اور آج بھی وہ سلمان رشدی کی کتاب کے ذریعے سے زہر اگل رہے ہیں۔

یہودیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ۔۔ پروپیگنڈا

عزیزان گرامی ـــــ جو شخص ہدایت یافتہ ہے حقیقتاً وہی زندہ ہے۔ اب جو کوئی زندگی چاہتا ہے' ہدایت چاہتا ہے تو اسے باطل پروپیگنڈے کے ذریعے حق کے راستے سے گمراہ کیا جاتا ہے۔ دشمنان اسلام یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی پروپیگنڈا ان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اس مقصد کے لئے بہت سی ایجادات کیں۔ ٹیلی ویژن' ریڈیو وی سی آر' اخبارات' بی بی سی' وائس آف امریکہ' سی این این انٹرنیشنل (پی ٹی این اور ورلڈنیٹ) اور اسی قسم کی دیگر خبررساں ایجنسیاں قائم کیں [1]

دنیا کے تمام ذرائع ابلاغ پر قبضہ کیا اور ہر جگہ آپ کو انہی کا نمائندہ نظر آئے گا۔

ابتدائے اسلام میں یہ تمام سائنسی ایجادات نہیں تھیں اس زمانے میں کچھ اور قسم کا پروپیگنڈا تھا۔ رسول اسلامؐ کو جادوگر کہہ کر ان سے لوگوں کو دور کیا جاتا تھا کہ "ارے بھائی یہ نبیؐ جادوگر ہے اس کے قریب بھی نہ جانا۔ خواتین چونکہ جادو سے بہت ڈرتی ہیں لہٰذا اپنے بچوں کو رسول اللہؐ کے پاس جانے سے منع کرتیں کہ اس کے پاس بھی مت جانا ورنہ وہ تمہیں بھی اپنا جادو لگادے گا ایسا جادو کہ باپ بیٹے کا دشمن ہوجاتا ہے اور بیٹا باپ کا آپ دیکھئے کہ اس زمانے میں بھی کفار اور یہودیوں کا ذہن کتنا سازشی تھا۔ جبکہ ان کے پاس ابلاغ کے جدید ذرائع موجود نہیں تھے لیکن آج کے یہودیوں کے پاس تو جدید ذرائع ابلاغ موجود ہیں تو سوچئے کہ پیغمبر اسلامؐ کے خلاف ان کا پروپیگنڈا کتنا شدید ہوگا۔

[1] اس میدان میں ہماری شکست کا واضح ثبوت ہمارے اخبارات ہیں جن پر تصدیق شدہ ABC لکھا ہوتا ہے۔ یعنی امریکن براڈ کاسٹنگ سے منظور شدہ۔ اب جو بھی اخبار امریکن براڈ کاسٹنگ سے منظور شدہ ہوگا۔ واضح رہے کہ امریکہ میں یہودیوں کی تعداد قلیل ہے لیکن تمام کلیدی عہدے (Key Posts) انہی کے پاس ہیں۔ اب وہ اخبار جس پر یہودیت کی مہر ہوگی وہ ہی اخبار بکے گا' اسی کی خبریں تصدیق شدہ ہوں گی

Presented by www.ziaraat.com

یہ بی بی سی کے ذریعے سے پوری دنیا میں اپنا زہر اگلتے ہیں' سی این این انٹر نیشنل کے ذریعے سے مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اس مرو فقیہ' عاشق رسول' امریکہ شکن امام خمینی سلام اللہ علیہ کے خلاف ان کا پروپیگنڈا کتنا شدید تھا یہاں تک کہ خود ہمارے لوگ بھی شک میں مبتلا ہو گئے یہ بی بی سی روز خبریں دیتا تھا کہ آج ایران میں اتنے لوگ کٹ گئے اور آج اتنی لاشیں گریں۔ ایسی غلط قسم کی خبریں سن کر ہمارے لوگ کہنے لگے کہ بھائی یہ خمینی تو روز لوگوں کو کٹوا رہا ہے اور خود آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔ ان یہودیوں کے پروپیگنڈے نے اس بندہ الٰہی کو دنیا کے سامنے ظالم کی شکل میں پیش کیا اور اس طرح کے مقالے لکھے گئے اور فلمیں دکھائی گئیں جیسے وہ ________ حقیقتاً ڈکٹیٹر اور قاتل ہوں اور اس طرح انہوں نے امام خمینی سلام اللہ علیہ کی الٰہی تحریک اور اسلامی جمہوریہ ایران کے چہرے کو مسخ کیا۔ ہمارے کتنے اخبارات ہیں اور وہ خبریں کہاں سے دیتے ہیں؟ ان میں خبریں کہاں سے آتی ہیں؟ اخبارات کی تصدیق کون کرتا ہے؟ اگر آپ اخبارات کی چھان بین کریں تو آپ کو سازش کی کڑی نظر آئے گی جس کا آخری سرا یہودیوں کے ہاتھ میں ہو گا۔ آپ کو ہر اخبار میں یہودیت کا نمائندہ' یہودیت کا آلہ کار' یہودی ثقافت کا مداح اور یہودیت کا ذہنی غلام نظر آئے گا۔ خبریں وہی چھاپی جاتی ہیں جو یہودی چاہتے ہیں۔ آج بھی یہودی اپنے زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے سے اسلام کی نابودی کی فکر کر رہے ہیں۔ اس متقی ترین انسان امام خمینی سلام اللہ علیہ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ خود ہمارے لوگ کہنے لگے کہ ایران میں جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ ترکی' امریکہ اور اسلامی ممالک غرض یہ کہ دنیا کے تمام ممالک میں پروپیگنڈا کیا گیا لیکن امام خمینی سلام اللہ کی وفات نے تمام شکوک و شبہات کو خاک میں ملا دیا کہ اگر وہ اتنے ہی ظالم و قاتل انسان تھے کہ انہوں نے ایران میں خون کی ندیاں بہائیں تو پھر انکی ملت اور دیگر ممالک کے تقریباً ایک کروڑ اسلام پسند افراد نے ان کی تشیع جنازہ میں کیوں شرکت کی؟

AS
S

اگر امام خمینی سلام اللہ علیہ ملت ایران اور ملت اسلامیہ کے دشمن تھے تو ملت اسلامیہ ان کی وفات پر دھاڑیں مار کر کیوں رو رہی تھی؟ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی سوائے امام خمینی سلام اللہ علیہ کے' جن کے جنازے میں ایک کروڑ سے زیادہ افراد نے شرکت کی ہو۔ کتنے ہی لوگ امام خمینی سلام اللہ علیہ کی وفات سن کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے' سینکڑوں لوگ بے ہوش ہو گئے۔ آج کے فرعونوں کا سب سے بڑا ہتھیار پروپیگنڈا ہے لہٰذا اس سے نجات پانا ضروری ہے۔ خود خداوند عالم فرماتا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾

—— اے ایمان والو۔ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو پہلے خوب تحقیق کر لیا کرو کہیں نادانی سے کسی قوم پر جا پڑو اور پھر اپنے کئے پر پچھتانے لگو —— (سورۃ الحجرات ۶)

عزیزان گرامی —— قرآن فاسق کی خبر کا بغیر تحقیق اعتبار کرنے کو منع کر رہا ہے تو پھر ہم یہودیوں کی خبر پر کیسے یقین کر لیں؟

ایک شخص رسول اسلامؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ "اللہ کے رسولؐ کہاں ہیں میرے پاس دولت ہے جو میں رسول اسلامؐ کی خدمت میں دینا چاہتا ہوں —— اب ابو جہل جو اس وقت وہاں موجود تھا' یہ کوشش کرنے لگا کہ یہ شخص پیغمبرؐ کے دروازے تک پہنچنے نہ پائے۔ اگر اس نے پیغمبر اسلامؐ کی باتیں سن لیں تو یہ یقیناً باطل کو چھوڑ کر حق کو قبول کر لے گا یہ شخص ملک شام سے پیغمبرؐ کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ ابو جہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خبردار یہ محمدؐ کی باتیں سننے نہ پائے ورنہ یہ بھی اسلام میں داخل ہو جائے گا —— اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ "پھر کیا کریں"؟ ابو جہل نے کہا کہ "اسے میرے پاس لے آؤ اسے کیا پتہ کہ محمدؐ کون ہے؟ تم سب کہنا یہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE
Presented by www.ziaraat.com

انہی کا نام محمد مصطفیٰ ہے تو اس طرح وہ مان لے گا پھر ہم اسے اپنی باتیں بتائیں گے اور اس سے اس کا مال بھی لے لیں گے۔ اسلام کا شیدائی جو اسلام کی تلاش میں نکلا ہے ہم اسے حق سے ہٹا دیں گے"۔

اب اس بے چارے سے کہا کہ "ہم تمہیں رسول اسلامؐ کے پاس لئے چلتے ہیں"۔ اس نے کہا کہ "چلو"۔ ادھر پروگرام کے مطابق ابو جہل مسند پر بیٹھ گیا اس شخص کو لایا گیا اس نے پوچھا کہ "کون ہے اللہ کا رسولؐ"۔ لوگوں نے کہا کہ "وہ ہے اللہ کا رسولؐ جو مسند پر بیٹھا ہے" اس شخص نے ابو جہل سے کہا کہ "اگر تو رسولؐ ہے اور تیرا نام محمد مصطفیٰؐ ہے تو تو میرا اور میرے باپ کا نام بتا"۔ ابو جہل کو اس کا اور اس کے باپ کا نام کیا پتہ؟

عزیزان گرامی جو صاحبان علم ہوتے ہیں وہ دھوکا نہیں کھاتے اور جہاں علم کی کمی ہوتی ہے وہاں ابو جہل جیسے کو رسول کہہ دیا جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ۔ "رسولؐ کو تو علم غیب ہوتا ہے' خدا اپنے رسولؐ کو علم دے کر بھیجتا ہے کوئی جاہل رسولؐ نہیں ہو سکتا ہے"
آپ نے دیکھا کہ کس طرح اس نے جھوٹے پروپیگنڈے کو خاک میں ملا دیا۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ ان یہودیوں کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں ہمیں اپنی اولاد کی تربیت اسطرح کرنی ہے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے حامی و ناصر ہوں۔

اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کریں۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر کے ایک بہترین اور صالح انسان معاشرے کو دیں۔ یہ کام نہیں ہے بلکہ عبادت ہے' عبادت بھی ایسی اور اس کا ثواب اتنا ہے کہ گویا آپ نے تمام انسانیت کو ہدایت کی اور نیک بنایا۔ لیکن خدا نہ کرے کہ ہماری غلطی سے کوئی بچہ گمراہ ہو جائے اور راہ اسلام سے منحرف اور متنفر ہو جائے تو ہم نے حقیقت میں اسکی روح کو قتل کر دیا اور اس کا عذاب اتنا ہے کہ گویا ہم نے تمام انسانوں کو راہ اسلام

سے دور اور متنفر کر دیا اور اس طرح ہم اللہ کی عطا کردہ امانت عظیم میں خیانت کبیرہ کے مرتکب ہوں گے اور روز قیامت ہمیں خدا کے سامنے جواب دینا ہو گا۔ روز قیامت سب سے سوالات کئے جائیں گے لیکن ان کا جواب دینا بہت مشکل ہو گا؟

اے انسان تجھ سے سوال کیا جائے گا کہ "تو نے جوانی رحمان کی اطاعت میں گزاری یا شیطان کی پیروی میں۔ اپنی جوانی کی قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کیا یا گناہوں میں وقف کیا؟"

اے انسان تجھ سے سوال کیا جائے گا کہ "مال حلال طریقہ سے کمایا تھا یا حرام۔ کسی کا مال تو نہیں چھینا۔ خیانت تو نہیں کی' رشوت تو نہیں لی' اگر مال حلال تھا تو کہاں خرچ کیا' اسراف تو نہیں کیا؟"

اولاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ "اولاد کی بڑی تمنا تھی' بڑی دعائیں کیا کرتے تھے تو کیا اس کی صحیح تربیت بھی کی یا نہیں"۔ خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرمارہا ہے کہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

———— اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو آگ سے بچاؤ"
———— (سورۃ تحریم ٦)

اپنے آپ کو تو جہنم سے بچانا لازمی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان والوں کو بھی آتش جہنم سے بچانا لازمی ہے۔ اپنی حفاظت اور اپنا بچاؤ تو سب سے پہلے ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

—— اے ایمان والو —— تم تو اپنی خبر لو —— (المائدہ ١٠٥)

لیکن اس کے ساتھ ساتھ —— وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا —— اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ (١)

(م-٢) جیسے اپنی جان بچانا ضروری ہے ویسے اپنے خاندان والوں کی بھی بقیہ ص ٢٣ پر

SHIA ITHNA ASHERI JAMATE MAYOTTE
Presented by www.ziaraat.com

بہر حال آپ اپنے گھر والوں کو نصیحت کرتے رہیں۔ آپ کی بہن پردہ نہیں کرتی' آپ نے دو (۲) مرتبہ کہا تو وہ غصہ میں آگئی' آپ کہیں کہ میں تو ٹھیک ہو گیا ہوں وہ ٹھیک نہیں ہوتی تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ میں نے اپنی قبر کو بنا رکھا ہے میں اس کی قبر کے لئے کیا کروں؟ اپنی تبلیغ کو مسلسل جاری رکھیں۔ انسان کا دل ہے پتھر تو نہیں بلکہ پتھر پر بھی اگر مسلسل پانی کے قطرے گرتے رہیں تو اسمیں بھی گڑھا پیدا ہو جاتا ہے' نصیحت سے تو بڑے بڑے ظالموں کے دل پگھل جاتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ —— "دل کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی بیزار ——"

اگر فی الوقت آپ کی بہن پردہ نہیں کر رہی تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اچھائیوں کا حکم دینا (امر بالمعروف) اور برائیوں سے روکنا (نہی عن المنکر) جو واجب ہے' کو ترک کر دیں۔ اسلام کی باتیں بتاتے رہیں۔ انسانی دل ہے آپکی بات ضرور اثر انداز ہو گی۔ جیسے خود نیک بننا واجب ہے ویسے اپنے گھر والوں کو بھی نیک بنانا ضروری ہے۔ پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ —— "میں ان پر تبرا کرتا ہوں" —— جو اپنی اولاد کی دنیا کی تو فکر کرتے ہیں لیکن ان کی آخرت' آخرت میں ان کے بھیانک انجام اور جہنم میں ان کے مقام کی فکر نہیں کرتے اور اس سے غافل ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ —— "اللہ کی لعنت ہوتی ہے ان ماں باپ پر جن کی غفلت کی وجہ سے ان کی اولاد عاق ہو جاتی ہے"۔

قصور ہم ماں باپ کا ہوتا ہے جن کی نیت ابتداً یعنی نکاح سے خراب تھی۔ اگر ہمارا

ضروری ہے۔ یہ مت خیال کریں کہ ہم اچھے ہو گئے اور ہم نے بری عادات کو ترک کر دیا تو بس بیڑہ پار ہے۔ کوئی انسان کبھی تمام اچھائیوں کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ کمالات لامحدود ہیں۔ شیطان کبھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ "مومن ہمیشہ اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے اور اس پر الزام لگاتا ہے"

مقصد نکاح علی جیسا ہوتا تو آج یہ پریشانیاں نہ ہوتیں۔ مگر ہمارے نکاح میں دین' تقویٰ اور اخلاق کی شرط نہیں ہوتی ہے۔ امیر المومنین علیؑ ہمیں مقصد نکاح بتارہے ہیں کہ تم شادی کے ذریعے عاشق حسین معاشرے کو دے سکو۔ وہ اپنے زمانہ کے امامؑ کے سپاہی ہوں۔ لیکن اگر شادی میں حرام کام کیئے جائیں گے تو اس کا اثر نہ صرف دولہا دلہن پر ہو گا بلکہ اس کے برے اثرات اولاد پر بھی مرتب ہوں گے۔

شادی کو کیسے اچھا بنائیں۔؟

لوگ آکر کہتے ہیں کہ ہم اکیلے کیا کیا اچھائیاں کریں۔ پورا زمانہ ہی خراب ہے۔ ایک ہمارے اچھے ہوئے۔ کیا ہو جائے گا۔

ہم اپنی شادیوں کو زمانہ کی غلط رسومات سے کیسے پاک کریں۔؟

ہم اپنے گھر کی شادیوں کو کیسے پاکیزہ بنائیں تاکہ اولاد بھی نیک اور صالح ہو۔

ہم اپنے گھر کی شادیوں کو کیسے اچھا بنائیں کہ خدا' رسولؐ اور اہلبیتؑ ہم سے اور ہماری شادیوں سے راضی ہوں۔؟

یہ واقعی مشکل امر ہے —— لیکن اسلام بہت وسیع دین ہے۔ اسلام کے پاس تمام مشکلات کا حل ہے ہمارے پاس خدا کے نیک ترین بندوں یعنی محمدؐ و آل محمدؑ کی تاریخ موجود ہے۔ اگر ہم تاریخ اہلبیتؑ سے رجوع کریں تو ہمیں اس مشکل کا حل بھی مل جائے گا۔

—— کربلا کے واقعے کے بعد ایک عاشق امام حسینؑ امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "مولا میرے بیٹے کی شادی ہے۔ میری تمنا ہے کہ آپ شریک ہوں۔ آپ کے وجود سے میرے بیٹے کی شادی بابرکت ہو جائے گی" امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ۔ "میرے دوست کربلا کے واقع کے بعد اب کسی خوشی کے موقع پر سجادؑ کا جانے کو دل نہیں چاہتا ہے" اس شخص نے عرض کی کہ —"مولا اگر آپ میرے بیٹے کی شادی میں نہیں آئے تو شادی نہیں ہو گی"۔ اب امام سجادؑ نے دیکھا کہ یہ شخص بہت اصرار کر رہا ہے اور میری عدم شرکت کی وجہ سے شادی جیسے اہم کام کو ترک کر رہا ہے۔ اب

Presented by www.ziaraat.com

امام سجادؑ نے کہا کہ "اگر تو اتنی ہی خواہش رکھتا ہے تو ہم ضرور آئیں گے مگر ایک شرط ہے اس مومن نے کہا کہ "مولا قبول کروں گا"۔ امام زین العابدینؑ نے کہا کہ "اس شادی میں میرے بھائی علی اکبرؑ کے مصائب پڑھے جائیں۔ اس نے کہا کہ "مولا منظور ہے"۔ اب شادی میں مجلس کا انتظام کیا گیا، ذاکر کو بلایا گیا۔ امامؑ کے لئے ایک خاص جگہ بنائی گئی۔ مجلس میں حضرت علی اکبرؑ کے مصائب پڑھے گئے۔ مجلس کے بعد امامؑ کو دیکھا گیا تو امامؑ اپنی جگہ موجود نہیں تھے۔ جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں امامؑ وہاں بیٹھے نظر آئے۔ امام زین العابدینؑ اتنا گریہ کر رہے تھے کہ قریب تھا کہ غش آجائے، امامؑ کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا گیا۔ امامؑ نے کہا کہ "ہم تمہارے گھر کی شادی سے بہت خوش ہیں"۔

اب آپ خود فیصلہ کیجیئے کہ وہ شادی بابرکت ہوگی جس میں خدا، رسولؐ اور اہلبیتؑ کا تذکرہ ہوگا اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت زینبؑ کے پردے کا تذکرہ ہوگا یا وہ شادی بابرکت ہوگی جس میں فعل حرام کئے جائیں گے، بے پردگی ہوگی، میوزیکل فنکشن ہوگا۔

دشمن کی زبردست سازش پر نظر ڈالئے کہ خود اپنی شادی اپنی عبادت گاہ یعنی چرچ میں کرتا ہے اور ہم مسلمانوں اور عاشقان محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے شادی ہال (میرج ہال) بنوادیئے کہ خوب فضول خرچی کرو۔ اگر ہم یہ عہد کرلیں کہ ہم اپنی اپنی شادی مسجد یا امام بارگاہ جو ہماری عبادت گاہ ہے، میں کریں گے اور اپنی شادیوں میں خدا، رسولؐ امام حسینؑ اور حضرت زینبؑ اور حضرت فاطمہؑ کے پردے، عفت اور پاکیزگی کا تذکرہ کریں گے تو یقیناً ایسی ہی شادی بابرکت ہوگی۔ اہلبیتؑ کے اخلاق و کردار کا دولہا دلہن پر اثر ہوگا۔ لیکن اگر ہم شادیوں میں یزیدی افعال انجام دیں اور شیطان کا حکم مانیں تو اس کے برے اثرات دولہا دلہن پر مرتب ہوں گے اور یہ برے اثرات اولاد پر بھی اثر کریں گے۔

تربیت اولاد کی منزلیں

رسول اللہؐ کی شادی کے بعد خداوند عالم نے حضرت فاطمہؑ کا نور کیسے نازل کیا۔

رسول اللہؐ نے چالیس (۴۰) دن عبادت الٰہی میں گزارے اور حضرت خدیجہ الکبریٰؑ بھی ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اب جبرائیلؑ نازل ہوئے ایک مخصوص میوہ لے کر اور کہا کہ اللہ کے رسولؐ آپ بھی کھائیں اور حضرت خدیجہؑ کو بھی کھلائیں۔ جب دونوں نے میوہ کھایا تو جناب فاطمہؑ کا نور نازل ہوا۔

پہلی منزل۔ غذا حرام کی نہ ہو ـــــــ

محترم قارئین ـــ اگر کمائی حرام کی ہوگی، مال رشوت کا ہوگا یا مال غصب کیا ہوگا تو اس کے برے اثرات اولاد پر مرتب ہوں گے۔ غذائے حرام کے اولاد پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں ایک واقعہ سنیئے۔

ـــ ابتدائے اسلام کا زمانہ ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک بازار سے گزر رہے ہیں۔ سب نے دیکھا کہ بچے راستے میں کھیل رہے ہیں۔ بچوں نے بھی پیغمبرؐ اسلام کو دیکھا۔ جو نیک بچے تھے سب نے سلام کیا۔ مگر ایک بچے نے بہت عجیب و غریب حرکت کی۔ سلام تو اس نے بھی کیا مگر اس نے مذاق بھی اڑایا۔ رسول اسلامؐ کی توہین کی۔ پیغمبرؐ اسلام نے بچے کے سوال کا جواب اس طرح دیا۔

وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدَ الْحَرَامِ ـــــ "اے حرام کی اولاد تجھ پر بھی سلام ہو"

اصحاب نے یہ واقعہ اس بچے کے باپ کو سنایا تو اس کا باپ روتا ہوا پیغمبرؐ اسلام کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ ـــ "آپ اللہ کے رسولؐ ہیں، غلط نہیں کہہ سکتے۔ پہلے میں معافی چاہتا ہوں کہ میرے بچے نے آپ کی توہین کی لیکن آپ نے میرے بچے کو حرامی کہا۔ اس کی حرامی ہونے میں میرا قصور ہے یا میری بیوی کا" اور اس نے اپنی بیوی کو قصوروار ٹھہرایا۔ رسول اللہؐ نے کہا کہ ـــ "تیرے بچے کے حرامی ہونے میں تیری بیوی ذمہ دار نہیں بلکہ تو خود ذمہ دار ہے" ـــ اس نے کہا کہ "یا رسول اللہ کیسے؟ پیغمبر اسلامؐ نے

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا کہ ـــــ "جس رات تیرے اس بچے کا نطفہ ٹھہرا تو تیری کمائی حرام کی تھی۔۔" حرام کی کمائی سے جو غذا حاصل کی گئی اور اس سے جو نطفہ بنا اس نطفے کا اثر یہ ہوا کہ بچہ گستاخ رسولؐ ہوا اور رسولؐ نے بچے کو حرامی کہا۔ اب اگر معاشرے سے حلال یا حرام غذا کا تصور ہی ختم ہو جائے تو بچے نیک و صالح بننے کے بجائے بد کردار بنیں گے اور سلمان رشدی بنیں گے۔ لہٰذا غذائے حرام سے پرہیز لازمی ہے۔

جماع (صحبت)

عمل جماع یا عمل مباشرت ـــــ یہ بچے کی ابتداء ہے، بنیاد ہے، پہلی منزل ہے اور آغاز ہے، لہٰذا بہت ضروری ہے کہ یہ مضبوط، مستحکم، قوی اور پاکیزہ ہو۔ لیکن اگر بچے کی ابتداء ہی غلط ہوئی، فاسد شیطانی خیالات اور نفسانی خواہشات انسان پر غالب آ گئیں تو بچہ فسادفی الارض کرے گا، برائیوں کو جنم دے گا اور معاشرے کی نابودی کا سبب بنے گا لہٰذا بہت ضروری ہے کہ مباشرت سے متعلق تمام احکامات کا علم انسان کو ہو اور یہ تمام تفصیل کتابوں میں مل سکتی ہے۔ مے

عزیزان گرامی۔ آپ پر واضح ہو گیا کہ ماں باپ کا کردار اولاد میں منتقل ہوتا ہے۔ اگر ماں باپ میں کوئی بیماری ہو تو وہ بھی اولاد میں منتقل ہوتی ہے۔ اب اگر ہم میں برائیاں ہی ہیں تو اب اولاد میں اچھائیاں تو منتقل نہیں ہو سکتی ہیں۔ ظاہر ہے جو عادات ہو نگی وہی

(صـ۱۹ ماں باپ کے افعال اولاد کو مجبور نہیں کرتے۔ اگر ماں باپ نیک و صالح ہیں تو ان کا نیک ہونا بچے کو نیکی کی طرف مائل کرے گا اور اگر ماں باپ برے اور گناہگار ہیں تو ان کا گناہگار ہونا بچے کو برائیوں کی طرف مائل کرے گا۔ خدا نے تمام انسانوں کو اختیار دیا ہے کہ جو چاہے عمل کریں۔ ماں باپ کا اچھا یا برا ہونا صرف اولاد کو مائل کرتا ہے انہیں اچھا یا برا نہیں بناتا کیونکہ انسان کو بھی اچھائی یا برائی کرنے کا اختیار خدا نے دیا ہے۔)

اولاد میں منتقل ہوں گی مثلاً خواتین حسد اور غیبت بہت کرتی ہیں۔ انہیں اپنی نمائش کرنے کی بہت عادت ہوتی ہے اب یہی عادات ہی اولاد میں جائیں گی اب بچی پردے دار تو پیدا نہیں ہوگی۔

دوسری منزل ـــــ

وقت مباشرت ذکر الٰہی کی اہمیت ـــــ

ـــــ اب بہت سے والدین اس معاملے میں پریشان نظر آتے ہیں۔ مگر اسلام ان مسائل کا بھی حل رکھتا ہے کہ اولاد میں ماں باپ کی برائیاں منتقل نہ ہوں ماں یہ چاہتی ہے کہ بیٹی فرمانبردار اور پردے دار ہو، باپ کی خواہش ہے کہ میری اولاد امام حسینؑ کی چاہنے والی ہو۔ اب آیئے تاریخ اہلبیتؑ سے معلوم کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے سامنے میاں بیوی آئے دونوں گورے رنگ کے تھے اور انکی اولاد کا رنگ سیاہ تھا۔ باپ کہتا ہے کہ "یہ میری اولاد نہیں ہے۔ میرا رنگ گورا ہے اور میری بیوی کا بھی۔ لیکن اس بچے کا رنگ کالا ہے ضرور اسکی ماں نے خیانت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "نہ تم نے خیانت کی ہے اور نہ تمہاری بیوی نے یہ بچہ تمہارے ہی نطفے کا ہے"۔ اب اس شخص نے حیرت سے پوچھا کہ "مولا گورے ماں باپ کا بچہ کالا کیسے ہو سکتا ہے؟"۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ "اسلئے ایسا ہوا کہ جب نطفہ ٹھہر رہا تھا تو تم ذکر خدا میں مشغول نہ تھے اور تمہاری بیوی کے ذہن میں کسی کالے حبشی کا تصور تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا"۔

اب آپ نے اندازہ لگایا کہ اگر انسان وقت مباشرت ذکر الٰہی نہ کرے تو اولاد پر اسکے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس شخص کی بیوی ظاہری طور پر اس سے جسمانی لذت اٹھا رہی تھی اور اسکا نطفہ قبول کر رہی تھی لیکن اسکے ذہن پر کسی کالے حبشی کا تصور تھا"۔ اب اگر خواتین چاہتی ہیں کہ انکی اولاد حضرت زینبؑ و حضرت فاطمہؑ کی ہم شکل ہو اور انکی کردار کی پیروی کرنے والی ہو یا انکا لڑکا حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ اور حضرت

Presented by www.ziaraat.com

توہ ذکر خدامیں مشغول رہیں ۔اور خود میں نورانی صفات پیدا کریں ۔

(اس تفصیل کے لئے کتاب تہذیب الاسلام کے باب نکاح کا مطالعہ کریں)

تیسری منزل ———

حمل اور تربیت اولاد۔

حمل کا زمانہ انتہائی نازک زمانہ ہے۔اب یہ واحد مرحلہ ہے کہ یہاں بچّے کی تربیت کا انحصار صرف خاتون پر ہی ہوتا ہے رسول اللہ[2] کے نزدیک حاملہ خاتون کا کیا رتبہ ہے؟۔ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا کہ۔ "حاملہ خاتون کا رتبہ ایسا ہے جیسے وہ اسلام کی سرحد پر خط مقدم پر کفر کے ساتھ جہاد کر رہی ہے۔" حاملہ خاتون کا اتنا ثواب ہے جتنا ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو ہوتا ہے۔اب خاتون کو ثواب اسوقت ملے گا جب وہ ان شرائط پر عمل کرے گی جن پر ایک سپاہی عمل کرتا ہے۔خط مقدم باڈر لائین پر ایک رات جہاد کرنا ہزار رکعت کے ثواب کے برابر ہے بلکہ بعض روایات کے مطابق کئی سالوں کی عبادت کے برابر ہے۔اب اگر ایک سپاہی خط مقدم یا باڈر لائین پر دشمنان سے لڑ رہا ہے تو اب اس کی ذرا سی غفلت' ذرا سی بے توجہی اور اپنے کام "جہاد" سے عدم توجہی معاشرے کو تباہ کر سکتی ہے' معاشرے کی نابودی کا سبب بن سکتی ہے۔اب حاملہ خاتون کا رتبہ اس مجاہد کے برابر ہے جو باڈر لائین پر کفار سے جنگ کر رہا ہے'اب حاملہ خاتون جسکے شکم میں ایک بچہ پرورش پا رہا ہے ملکی ذرا سی غفلت' اپنے پاکیزہ مقصد سے عدم توجہی ایک بچے کو فرعون صفت بنا سکتی ہے۔اپنی عبادت (حمل) سے غفلت برتنا اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ وہ ایک گناہگار بچہ معاشرے کے سپرد کرے گی۔یہ اہم ترین مسائل ہیں لہٰذا ان سے بے توجہی برتنا دراصل معاشرے کی تباہی کے مترادف ہے۔

حمل کا زمانہ اہم ترین زمانہ ہے اب بچّے کی تربیت کا تمام دارومدار ماں ہی پر ہے۔ دوران حمل اگر کوئی خاتون گناہ کرتی ہے' خدا کی اطاعت سے منہ پھیر کر شیطان کی اطاعت میں داخل ہو جاتی ہے تو دراصل وہ خاتون بچّے کی روح کو قتل کر رہی ہے۔اپنے ہونے والے بچے کو شیطان کی اطاعت کی جانب بلا رہی ہے' خدا کی اطاعت کے خلاف بغاوت کا درس دے رہی ہے۔اب دوران حمل کوئی خاتون غیبت کرتی ہے' برائیاں بیان کرتی ہے تو درحقیقت وہ اپنے بچے کو خون پلاتی ہے' اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھلاتی ہے۔ اب کیا ایسی خاتون کو جہاد کا ثواب ملے گا'کیا اسے مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ ملے گا؟ اب دوران حمل خاتون موسیقی نہ سنے' نامحرم مردوں پر نگاہ نہ ڈالے اور نا ہی کوئی گناہ کرے کیونکہ دوران حمل کسی بھی قسم کا معمولی سے معمولی قسم کا گناہ اور بری عادت اس بچے کے لئے زہر ثابت ہوتا ہے ایسی حالت میں جو بچہ جنم لے گا وہ امام زمانہ کا سپاہی بننے کے بجائے شیطان کا سپاہی بنے گا لہٰذا حاملہ خاتون کو چاہئے کہ وہ ذکر خدا میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہے اور متوجہ رہے کہ اسکے ذریعے سے ہونیوالا ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا اچھا یا برا عمل یا خیال اسکے شکم میں موجود بچے پر اثر انداز ہو رہا ہے۔اس کے ہر عمل کے ذریعے سے اسکا بچہ ہر لمحے جنتی یا جہنمی بن رہا ہے۔اس کا ہر فعل بچے کو یا حسینیؑ بنا رہا ہے یا یزیدی۔لہٰذا حاملہ خاتون کا گناہوں سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔

زمانہ حمل میں غذائے حرام کا بچے پر اثر۔

علامہ مجلسی اپنے بچے کو مسجد لیکر جاتے ہیں۔اب بچہ کبھی کھیلتا ہے اور کبھی سجدہ کرتا ہے۔ایک مومن آیا اور اس نے پانی سے بھر کر مشکیزہ رکھا اور نماز پڑھنے لگا۔اب بچے کے ذہن میں شرارت سمائی اور اس نے اس مومن کے مشکیزے میں سوراخ کر دیا۔ مشکیزہ پھٹ گیا اور سارا پانی بہہ گیا۔نماز کے بعد علامہ مجلسی کو اس واقع کا علم ہوا تو بہت

Presented by www.ziaraat.com

غمگین ہوئے اور سوچ کر کہنے لگے کہ "میں نے کوئی حرام کام نہیں کیا' واجب مستحب اور 'حرام کا خیال رکھا' ایسا ظلم میرے بچے نے کیسے کیا؟ یقیناً یہ غلطی ماں کی طرف سے ہوئی ہے"۔ اب انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ — "ہمارے بچے نے یہ ظلم کیا کہ ایک مزدور کے مشکیزے کو نقصان پہنچایا اور اسکا پانی بہادیا۔ اس نے ایسا کیا یقیناً ہماری غلطی ہے"۔ ماں نے بہت سوچا اور کہا۔ "ہاں میرا قصور ہے۔ حمل کے دوران میں محلے کے کسی گھر میں چلی گئی تھی اور اسمیں انار کا درخت تھا میں نے مالک کی اجازت کے بغیر سوئی انار میں داخل کردی اور اس سے جو رس نکلا اسے میں نے چکھا اور اس کو میں نے نہیں بتایا"۔

عزیزان گرامی — آپ نے دیکھا کہ غذائے حرام پیٹ میں پہنچی تو اس نے کیا اثر دکھایا۔

حرام غذا کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ انسان پر ہدایت کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ انسان پر تبلیغ اثر نہیں کرتی ہے۔

جب کربلا میں امام حسینؑ داخل ہوئے تو آپ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور نصیحتیں کیں مگر کسی بھی یزیدی پر اس نصیحت کا اثر نہیں ہوا۔ پھر امام حسینؑ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ۔

— "اے فوج یزید یہ حرام کھانے کا نتیجہ ہے کہ تم پر نصیحت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوتا ہے"۔

اب اگر ماں دوران حمل گناہ کرتی ہے تو وہ اپنے بچے کو زہر دیتی ہے' اس کی روح کو قتل کرتی ہے' کوئی بھی برا کام کرتی تو بچے پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ مردوں کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ دوران حمل بیوی سے جھگڑا نہ کریں اور ان کو پریشان نہ کریں' اگر بیوی ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوگی تو بچہ بھی پریشان ذہن پیدا ہوگا۔ وَمَنْ اَحْيَا ۔جس نے ایک نفس کو زندہ کیا' ہدایت کی' یقیناً اولاد کی تربیت کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا حدیث رسولؐ کے مطابق پل صراط پر چلنا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز۔ یقیناً اولاد کو متقی بنانا

اتنا ہی زیادہ مشکل ہے۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ تم نے ایک بچے کو متقی بنا کر معاشرے کے حوالے کیا تو یہ اتنا عظیم کام ہے کہ گویا عالم انسانیت کو ہدایت کی۔ اپنے بچوں کو حسینیؑ بنائیں' حسینیؑ اصولوں پر چلائیں' امام حسینؑ نے کربلا میں یزید سے جنگ کیوں کی؟ کیا امامؑ کی اس ملعون سے ذاتی دشمنی تھی؟ نہیں حسینؑ کا مقصد تو یہ تھا کہ نانا کی امت کی اصلاح ہو' امتِ محمد مصطفےٰؐ تک اسلام حقیقی کا پیغام پہنچے اور انکی اصلاح ہو۔ حسین اپنا علی اکبرؑ قربان کریں تاکہ نوجوان اسلام کا پیغام سنیں اسلام کی بقا اور امت کی اصلاح کے لئے علی اکبرؑ کا سینہ پیش کردیں کہ نوجوانوں کے سینے اسلام کی خدمت کے لئے تیار رہیں۔ حسین عباسؑ جیسا جوان بھائی قربان کریں' امت کی اصلاح کے لئے بھائی کے ہاتھ دیں۔ وہ ہاتھ جو سکینہ کے پردے کا زینب کے پردے کا دفاع کرنے والے تھے۔ وہ ہماری اصلاح کے لئے قربان کردیں تاکہ نوجوانوں کے ہاتھ اسلام کی خدمت کریں نا کہ اپنے ہاتھوں سے وی سی آر (V.C.R.) لائیں گندی فلمیں دیکھیں۔ حسینؑ زینبؑ کا پردہ قربان کریں تاکہ امت کی صلاح ہو۔ خواتین پردے دار ہوں نا کہ بے پردہ مجلس میں آکر زینب کے پردے کا مذاق اڑائیں ہاں یہ فاطمہ زہراؑ کی تربیت کا اثر ہے۔ کربلا میں فاطمہؑ کی تربیت کا عملی نمونہ دیکھئے۔ کربلا میں علیؑ کی تربیت کا نمونہ دیکھئے۔ حسینؑ کی تربیت کا نمونہ دیکھئے۔ زینبؑ بنت علیؑ کی تربیت کا نمونہ دیکھئے۔ عون و محمد اپنے ماموں پر اپنی جان نثار کرتے ہیں۔ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام کے لئے بہا دیتے ہیں۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

خداوند عالم ہم سب کو اپنی اولاد کی بہترین اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارے بچے حسینی پروانہ بنیں اور عزاداری کی حفاظت کریں۔

— "خدایا — خدایا تا انقلاب مہدی از نہضت خمینی سلام اللہ علیہ — محافظت بفرما"۔

Presented by www.ziaraat.com

تیسری مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم
من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا

جس نے ایک نفس کو قتل کیا بے گناہ یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا۔ (المائدہ ۳۲)

معزز سامعین۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں بتایا کہ "یہاں زندہ کرنے سے مراد مردہ دل انسان کو ہدایت کا راستہ دکھانا ہے۔ خدا اور اسلام کا راستہ دکھانا ہے" لہٰذا جس کے پاس ہدایت ہے وہ حقیقتاً زندہ ہے اور جو ہدایت یافتہ نہیں ہے وہ مردہ ہے۔ اگر آپ نے کسی مردہ دل انسان کو خدا کا راستہ دکھایا تو اس کا ثواب اتنا ہے اور اس کا اجر اتنا ہے کہ گویا آپ نے تمام انسانوں کو جنتی بنا دیا خدا والا بنا دیا آپ کی محنت اور کاوشوں سے ایک نوجوان عبادت کرنے والا بن گیا، لڑکی پردے دار بن گئی، تو گویا اس کا ثواب بارگاہ خدا میں اتنا ہے گویا تمام انسانیت کو آپ نے ہدایت کی لیکن ہماری غفلت، نادانی، اور جہالت کی وجہ سے ایک انسان بھی اللہ کے راستے سے دور ہو جائے، ہدایت سے، مجالس سے عزاداری امام مظلومؑ سے منہ موڑلے گناہ کرنے لگے، لڑکی بے پردہ ہو جائے، لڑکا گندی فلمیں دیکھنے کا عادی بن جائے تو اس کا گناہ وبال اور عذاب اتنا ہے گویا ہم نے تمام انسانیت کو، تمام انسانوں کو خدا کے راستے سے دور کر دیا۔ قتل کر دیا۔

ہدایت ہی زندگی ہے۔

عزیزان گرامی۔ ہدایت ہی زندگی ہے۔ ہدایت ہی حیات کا نام ہے۔ اگر کسی قوم کے پاس ہدایت کا چراغ نہیں تو وہ مردہ قوم ہے۔ وہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی۔ عالم کفر کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہم سے زندگی کے اس اصلی جوہر۔ ہدایت۔ کو چھین لیا جائے عالم اسلام کے بدن سے اس کے دل "ہدایت" کو نکال لیا جائے۔ آج ایک ارب مسلمان ہیں، چاہے دس ارب ہو جائیں ان کی طاقت دس گناہ زیادہ بھی ہو جائے تو بھی عالم کفر کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم مسلمانوں کی ایسی طاقت سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہیں، بیت المقدس، قبلہ اول اسرائیلیوں ہی کے قبضے میں رہے گا۔ ہمارے جوان مرتے رہیں گے، بچے یتیم ہوتے رہیں گے اور خواتین کی بے حرمتی ہوتی رہے گی اور اگر مسلمانوں کو ہدایت اور ایمان کا نور مل جائے تو مسلمان بیدار ہو جائیں گے اور اگر مسلمان بیدار ہو گئے تو وہ غلامی کی ساری زنجیریں توڑ دیں گے اور پھر ظاہر ہے کہ کفر کی موت ہوگی۔ لہٰذا عالم استکبار، عالم استعمار اور عالم کفر کی کوشش ہے کہ ہدایت کے مرکز ہی کو ختم کر دیں تاکہ ہدایت کی روشنی پھیل ہی نہ سکے۔

مرکز ہدایت ذات پیغمبر اکرمؐ ہے۔

ہدایت کا مرکز کون ہے۔ ہاں ہدایت کا مرکز ذات پیغمبر اکرمؐ ہے۔ ذات محمد مصطفیٰؐ ہے۔ وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین اور ہم نے آپؐ کو عالمین کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا (الانبیاء) دراصل رسولِ اعظمؐ کی رحمت ہدایت ہے کہ انہوں نے جہنم میں گرے ہوئے لوگوں کو اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا اب قرآن آگے چل کر کہتا ہے کہ

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم
آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

Presented by www.ziaraat.com

——وہی ہے جس نے امیّوں میں انھیں کے درمیان سے ایک رسولؐ مبعوث کیا جو ان کے سامنے آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے نفسوں کو پاکیزہ کرتا ہے' اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے' (سورۃ جمعہ۔۲)

یہ معاشرے کی ہدایت کے طریقے ہیں۔ اے رسولؐ پہلے آیات الٰہی کی تلاوت کرو' حق کی باتیں بتاؤ' پھر ان کے نفسوں کو ان حق کی باتوں کے ذریعے سے پاکیزہ کرو اور جب یہ پاکیزہ نفس والے ہو جائیں تو اب ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دو۔

اب ارشاد رب العزت ہوا کہ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

——بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (فیصلہ) نازل کیا تاکہ وہ تمام عالمین کو خبردار کرے (سورۃ الفرقان ۱)۔

ہادیٔ امت کے خلاف سازشوں کا جال۔

اب قرآن نے بھی کہہ دیا کہ تمام کائنات کے ہادی اور کائنات کے مصلح رسول کریمؐ ہیں' عالمین کو خبردار کرنے والے' آنے والے خطرات سے باخبر اور ہوشیار کرنے والے اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے والے رسول اللہؐ ہی ہیں۔ رسول اللہؐ ہدایت کا مرکز' منبع اور چراغ ہیں یہیں سے ساری کائنات کو فیض پہنچتا ہے' ساری کائنات یہیں سے ہدایت حاصل کرتی ہے لہٰذا عالم کفر نے کوشش کی کہ اس مرکز کو ختم کردیا جائے۔ اس ہدایت کے چراغ کو بجھا دیا جائے اور اس کی لو کو خاموش کر دیا جائے۔ تاکہ ہدایت کی روشنی پھیل نہ سکے اور لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اب جتنی احادیث ہیں اور جتنے نورانی کلمات ہیں یا رسول اسلامؐ سے ہیں۔ یا خاندان رسالتؑ سے۔ یعنی سب کی بنیاد رسولؐ اسلام ہیں۔ اب دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ پورا عالم اسلام ذات محمدؐ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔

امت کی ہدایت کی بنیاد ہی رسول اسلامؐ کی ذات ہے اور اسی وجہ سے رسالت کا عقیدہ مسلمانوں میں بہت زیادہ مضبوط ہے۔ اب عالم کفر نے کوشش کی پیغمبر اسلامؐ کے نام کو اور مقام کو جو مسلمانوں میں ہے اور اس کی وجہ سے جو عقیدہ رسالت ہے اس کو بگاڑ دیا جائے کہ پیغمبرؐ کی حیثیت ایک عام آدمی کے برابر ہو جائے اور چونکہ رسول کریمؐ کے اقوال کی بہت اہمیت ہے لہٰذا جب ان کے مقام کو گھٹا دیا جائیگا تو ان کے اقوال کی اہمیت اور حیثیت خود بخود ختم ہو جائے گی لہٰذا کوشش کی گئی کہ نور کے اس عظیم الشان مرکز کو ختم کیا جائے لہٰذا دنیا کے تمام عیسائی اور یہودی متحد ہو گئے۔ رسولِ اسلامؐ کے خلاف یہودیوں کی مذموم سازشیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور آپ نے دیکھا کہ ان یہودی اور عیسائی ممالک نے کس طرح متحد ہو کر اس گستاخ رسول رشدی کی حمایت کی یہ پورا یورپ امریکہ اس سلمان رشدی کی اتنی شدید حمایت کیوں کر رہے ہیں؟ کیونکہ اس کتاب میں پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے اور حکومت برطانیہ اس کی حفاظت کے لئے کئی لاکھ پاؤنڈز خرچ کر رہی ہے اور امام خمینی (سلام اللہ علیہ) نے جو قتل کا فتویٰ دیا اس کے خلاف احتجاج کیا جارہا ہے کہ "یہ غلط ہے" "انسانیت کے خلاف ہے' اسلام انسانیت کے خلاف ہے' ایران انسانیت کا دشمن ہے"۔ سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں ابراہیم خلیل اللہؑ کو برا کہا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو عیسائی بھی مانتے ہیں۔ لیکن رسول اسلامؐ کی دشمنی میں یہ یہودی اور عیسائی پاگل اور اندھے ہو گئے ہیں۔ عالم کفر اور سلمان رشدی نے ہمارے پیغمبرؐ کو برا کہا اور گالی دی تو کیا ہم اس ملعون کو معاف کر دیں؟ اب بتائیے آپ جو اس مجلس حسینؑ میں رات بارہ (۱۲) بجے یہاں آئے ہیں تو کیا رات بارہ بجے کا وقت آپ کو یہاں کھینچ لایا ہے یا آپ کے دل میں موجود مقام حسینؑ نے مجلس کے لئے رغبت دی ہے یقیناً یہ حسینؑ کی محبت ہی ہے اور یہی رسولؐ کی محبت ہے کہ مسلمان ان پر اپنی جان مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لہٰذا ان دشمنان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کی زبان پر رسولؐ کا نام بھی نہ آئے لہٰذا یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ "رسول اسلامؐ کی قسم کھانا شرک ہے" "قسم

Presented by www.ziaraat.com

صرف خدا کی کھانی چاہیے۔ آدمی جتنا بھی گناہ گار ہو رسولؐ کی قسم تو کھائے گا لہٰذا چاہا کہ اس کی زبان سے بھی خدا کے رسولؐ کا نام ختم ہو جائے۔ علی مرتضیٰؑ کا نام نہ رہے۔ ظاہر ہے کہ انسان قسم اسی کی کھاتا ہے کہ جس کی عظمت پر قائل ہو۔ لہٰذا عظمت رسالت کو گھٹانے کے لئے کہا کہ "رسول اللہؐ کی قسم کھانا شرک ہے۔" لیکن جب تک قرآن موجود ہے رسول خداؐ کا نام تا قیامت کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اب چاہے لاکھ یہودی کوشش کریں کہ دنیا سے رسول اسلامؐ کا نام مٹ جائے، دلوں سے ان کی محبت ختم ہو جائے، اور ان کی یاد باقی نہ رہے لیکن جب تک قرآن ہے کوئی پیغمبرؐ کی شان کو نہیں گھٹا سکتا۔ اس باطل عقیدے اور پروپیگنڈے پر قرآن نے بھرپور حملہ کیا۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ① وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ②

—— میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ اے میرے محبوبؐ جس میں تو زندگی بسر کر رہا ہے
(سورۃ البلد ۱-۲)

یہ ہے شان محمد عربیؐ —— خدا تو اس شہر کی قسم کھا رہا ہے کہ جس میں اس کا رسولؐ ہے اور عالم کفر پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ رسولؐ کی قسم کھانا شرک ہے۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ یہ راہ قرآن نہیں ہے بلکہ راہ شیطان ہے۔ خدا نے صرف رسولؐ کی قسم نہیں کھائی بلکہ اس شہر کی قسم کھائی ہے جس میں رسولؐ سانس لے رہا ہے اور اس طرح پیغمبر اسلامؐ کی شان پر اپنی مہر لگا دی۔ اگر کسی بے جان چیز کو جاندار سے منسوب کر دیا جائے تو وہ بے جان چیز جاندار کی طرف نسبت کی وجہ سے قابل احترام ہو جائے گی۔ لہٰذا اب رسول کریمؐ کی وجہ سے ان کی شان اور عظمت کی وجہ سے بے جان شہر کی قسم کھائی گئی۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو اس دشمنوں کے زہریلے پروپیگنڈے سے بچائیں اور آنے والے جدید زمانے میں شدید قسم کے پروپیگنڈے سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کریں تاکہ وہ ان کے زہریلے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہو سکیں۔

اب انسان کتنا ہی گناہ گار ہو لیکن اگر اولاد کی تربیت اسلامی کی اور اولاد نیک اور صالح ہے تو وہ اولاد اپنے گناہ گار ماں باپ کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اولاد کی صحیح تربیت ماں باپ کو عذاب جہنم کے گڑھے سے باہر لا سکتی ہے۔

حقیقی نقصان۔

اب اگر انسان اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرے، زمانے کی ہوا کے ساتھ چلے اور اپنے بچوں کو بھی چلائے تو بچے گمراہ ہوں گے اور یہی حقیقی نقصان ہو گا۔ خداوند عالم نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ② قسم ہے مجھے زمانے کی کہ بے شک انسان نقصان میں ہے (سورۃ العصر ۱-۲) خدا ہم غافلوں کو جگانے کے لئے قسم کھا رہا ہے کہ ہم غافل ہیں اپنے کرتوتوں سے اپنی سیاہ کاریوں سے، اپنی آخرت سے اور جہنم میں اپنے مقام سے بے خبر ہیں۔ امام خمینی (سلام اللہ علیہ) نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ والعصر سے مراد —— "امام زمانہؑ" —— ہیں یعنی خدا زمانے کے امام کی، خدا اپنے نمائندے اور اپنی حجت کی قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ انسان تو نقصان میں ہے۔ اب خدا جو نقصان بیان کر رہا ہے ہم اسے دنیاوی نقصان ہی خیال کرتے ہیں۔ مال چوری ہو جائے تو ہم اسی کو نقصان خیال کرتے ہیں۔ باڈی بلڈر ہیں ہاتھ کٹ جائے فقط اسی کو نقصان سمجھتے ہیں۔ آنکھ نکل جائے تو اسی کو نقصان مانتے ہیں۔ خدا ہماری ذہنیت اور دنیا سے ہماری وابستگی، دلچسپی اور محبت کو خوب جانتا ہے، لہٰذا قسم کھا کر ہمیں خطرے سے آگاہ کر رہا ہے کہ اے انسان تو نقصان میں ہے۔ تو غافل کیوں ہے؟ تیرے چاروں جانب آگ ہی آگ ہے۔ تو خواب غفلت میں کیوں ہے؟ خدا کہہ رہا ہے کہ اے انسان تو اپنے مال کی کمی کو نقصان سمجھ رہا ہے۔ تیرا گھر جل گیا تو تو اسی کو نقصان خیال کرتا ہے۔ یہاں اس مقام پر خدا نے صرف قسم کھا کر ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہا اب خدا نے دوسرے مقام پر نقصان کو واضح کیا کہ اصلی نقصان، حقیقی نقصان، نقصان پہنچانے والا نقصان، عذاب دینے والا نقصان،

Presented by www.ziaraat.com

محمدؐ و آل محمدؐ کی شفاعت سے دور کر دینے والا نقصان کیا ہے؟ لہٰذا ارشاد الٰہی ہوا کہ

إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

"بے شک نقصان والے وہی لوگ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنی جان اور اپنے گھروالوں کا نقصان کیا" (سورۃ الشوریٰ ۴۵)

عزیزان گرامی — اب آپ نے دیکھا کہ خدا کی نگاہ میں نقصان کیا ہے اور بندے کے نزدیک نقصان کیا ہے۔ مثلاً کسی کا مال چوری ہو گیا تو بس وہ اسی کو نقصان سمجھ رہا ہے۔ ہاں یہ نقصان ہے مگر اس نقصان کا دائرہ فقط اسی دنیا تک ہے۔ لیکن اس نقصان کا آخرت کے نقصان سے کوئی تعلق نہیں۔ اُس نقصان کی نوعیت تو بالکل ہی الگ ہے۔ اگر آپ نے نماز فجر قضا کر دی 'گانا سنا یا بے پردگی کو اختیار کیا۔ ظاہر تو یہ زمانے کے تقاضے ہیں 'زمانے کے سنگ سنگ چلنا ہے لیکن حقیقتاً یہی نقصان عظیم ہے۔ ان کا دائرہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ نقصان آپ کی جنت کا نقصان کرانے والا ہے۔ جنت میں آپ کے چین و آرام کا نقصان کرانے والا ہے' یہ نقصان آپ کو جہنم میں لے جانے والا ہے۔ یہ نقصان ہمیشہ ہمیشہ کا نقصان ہے اور بقول حضرت علیؑ

وَلَا يُخَفَّفُ عَلٰى اَهْلِهٖ — اور جہنم میں رہنے والوں پر عذاب کم نہیں کیا جائیگا۔

وَلَا تَقُوْمُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ — اور اس کے عذاب کے سامنے نہ زمین ٹھہر سکتی ہے اور نہ آسمان قائم رہ سکتا ہے — (دعائے کمیلؒ)

قرآن کی نگاہ میں حقیقی نقصان یہی ہے کہ انسان نہ اپنی تربیت کرے اور نہ اپنے خاندان کی، نہ خود کو نورانی بنائے اور نہ خود عذاب جہنم سے بچے اور نہ اپنے خاندان والوں کو بچائے' خود بھی خدا کی فائدہ دینے والی اطاعت و پیروی سے منہ موڑے اور خاندان کو بھی ایسے ہی اسباب فراہم کرے' خود بھی شیطان کی پیروی کرے جس کا پھندہ خود اس کے اور اسکے گھروالوں کے گلے میں لگے گا اور اپنے خاندان کو بھی شیطان کی

پیروی کی دعوت دے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اور اپنے خاندان کی گھر کی اور اولاد کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت کریں تاکہ ہم خود کو گھروالوں کو خاندان والوں کو اور اپنی اولاد کو آخرت کے ہمیشہ رہنے والے عذاب سے بچا سکیں۔

رسولؐ اسلام کا ایک نورانی جملہ

آج تک تربیت اولاد پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں 'ڈاکٹروں نے تربیت اولاد پر جتنی تقاریر کیں اصول و قوانین مرتب کئے' جتنی احتیاطی تدابیر بیان کیں' ماہر نفسیات نے جو احکامات بیان کئے ہیں وہ سب ایک طرف اور رسول اسلامؐ کا نورانی جملہ ایک طرف پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلْوَلَدُ سَیِّدٌ سبعہ سِنِیْنَ - وَغلام سبعہ سنین - ووزیر سبعہ سنین۔

— بس ایک اتنے سے جملے پر غور کیجئے تو اولاد کی تربیت کے سنہری اصول تک آپ پہنچ جائیں گے۔ پیغمبرؐ نے ایک جملے میں اولاد کی تربیت کے سارے اصول سمودئے فرماتے ہیں کہ پہلے سال سے سات سال کی عمر تک بچہ تمہارا سردار ہے اور سات سال سے چودہ سال کی عمر تک بچہ تمہارا غلام ہے اور چودہ سال سے اکیس سال کی عمر تک وہ تمہارا وزیر بھی ہے اور مشیر بھی۔

پیغمبر اسلامؐ کے ارشاد کے مطابق ایک سال سے سات سال تک بچہ تمہارا سردار ہے کیوں سردار ہے؟ اس لئے کہ سردار کی خدمت کی جاتی ہے۔ اس کے آرام کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جس طرح آپ کو اسکے آرام کی فکر ہے اس کی گرمی سردی کی فکر ہے۔ اسکی جسمانی غذا کی فکر ہے تو آپ کو اسکی روحانی غذا کی بھی فکر ہونی چاہئے کہ اسکی روح کی پرورش کی فکر بھی ہونی چاہیے۔ جس طرح آپ اس کے جسم کی فکر کرتے ہیں تو

Presented by www.ziaraat.com

اسکی روح کی بھی فکر کریں۔ اس کی روح کی غذا محبت اور پیار ہے۔ اگر آپ بچے کو دیکھ کر مسکرائیں گے تو بچہ بھی مسکرائے گا یعنی بچہ محبت چاہ رہا ہے۔ اگر محبت نہ ملے تو یہ بچے کی روح کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو گا۔ والدین کا اپنی اولاد سے محبت نہ کرنا بچے کے لئے ناسور اور کینسر ہے۔ ایک سال سے سات سال تک کا زمانہ انتہائی نازک زمانہ ہے۔ جتنے بھی ظالم اور ڈکٹیٹر دنیا کی تاریخ میں گزرے ہیں ان کے ساتھ یہی پرابلم تھی کہ بچپن میں ان کے ساتھ محبت کا سلوک نہیں کیا گیا۔

پہلے سال سے سات سال تک بچہ تمہارا آقا سردار اور تم اس کے نوکر اور خدمت گذار ہو اب سات سال سے چودہ سال تک وہ تمہارا نوکر اور خدمت گزار اور تم اسکے آقا و سردار لہٰذا اب تم نے اپنے خدمت گزار سے کام نہیں لیا تو وہ ست و کاہل ہو جائے گا۔ لہٰذا اسے کام دو محنت کراؤ تاکہ اچھا کام کرے۔ اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاؤ تاکہ وہ اسکے بھی کام آسکیں چودہ سال سے اکیس سال تک تمہارا وزیر و مشیر۔ لہٰذا اس سے مشورے طلب کرو۔

پہلے سال سے سات سال تک بچہ تمہارا آقا ہے، تمہاری خدمت کا طالب ہے، محبت کا طالب ہے لہٰذا اس کی بے احترامی نہ ہونے پائے کیونکہ توہین کرنا بچے کے لئے حد درجہ خطرناک ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد ہے کہ

اکرموا اولادکم واحسن ادبکم لیغفرلکم ذنوبکم

—— اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں اچھے اخلاق سکھاؤ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گناہوں کو معاف کردیا جائے۔

ماں باپ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ماریں یا ان پر غصہ کریں یا اپنی اولاد کی توہین کریں کیونکہ چھوٹا بچہ معصوم ہوتا ہے اس نے ابھی تک کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ اور ہم اب تک ہزارہا گناہ کر چکے ہیں، خدا کی مخالفتیں کیں اسی بناء پر وہ بچہ تو ہم سے

افضل ہے۔

بچہ کی عزت کی جائے۔

امام معصومؑ نے ارشاد فرمایا کہ —— "جو بھی تمہارے سامنے ہے اگر وہ عمر میں تم سے زیادہ ہو تو اس نے تم سے زیادہ نیکیاں کی ہیں اور اگر عمر میں کم ہے تو اس نے تم سے کم گناہ کیے ہیں"

لہٰذا —— تمہاری جو اولاد ہے اس کی عزت کرو کہ اسکے گناہ کم ہیں۔

اپنی اولاد کی عزت کرو، احترام کرو۔ وہ معصوم ہے گناہ گار نہیں ہے بلکہ نیک ہے۔ یہ تو نیک ہے خدا تو عام انسان کی عزت و احترام کا حکم دیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کہ "—— میں نے اپنے خاص (نیک) بندوں کو عام بندوں میں چھپا رکھا ہے لہٰذا سب کی عزت کرو اور کسی کو حقیر مت سمجھو کہ شاید وہی میرا نیک بندہ ہو۔

—— مجھے حق نہیں ہے کہ ایک عام مسلمان کی توہین کروں، بے عزتی اور بے احترامی کروں تو ایک معصوم بچہ کی جس نے کوئی گناہ نہیں کیا توہین کیسے کروں؟ اے انسان تجھے یہ حق کس نے دیا ہے کہ تو انسان کی توہین کرے۔

حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا گیا کہ "سب سے سخت ترین چیز کیا ہے؟" جواب دیا "اللہ کا غضب (غصہ)"۔ پھر پوچھا کہ "ہم اللہ کے غضب (غصے) سے کیسے بچ سکتے ہیں؟" فرمایا کہ —— "جو تم سے کمزور ہیں تم ان پر اپنا غضب (غصہ) نہ کرو تو خدا بھی تم پر اپنا غضب (غصہ) نہیں کرے گا"۔

انسان جن لوگوں کا سرپرست ہے یا جو ان سے ضعیف ہیں کمزور ہیں، بیوی، بچے اور ملازم چھوٹے بھائی بہن اور شاگرد وغیرہ انسان ان سب پر رحم کرے اپنا غصہ نہ کرے درگزر کرے اور ان پر معافی کے دروازے کھول دے تو خدا بھی ان پر اپنا غصہ (غضب) نہیں کرے گا۔ ماں باپ کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد کی توہین کریں۔ استاد کو یہ

Presented by www.ziaraat.com

حق نہیں ہے کہ وہ اپنے شاگرد کو ماریں' لہذا احتیاط لازمی ہے۔ اگر بچے کی توہین کی گئی اور اسے محبت نہ ملی تو بچہ ظالم بنے گا' درندہ صفت انسان بنے گا۔

—— مامون الرشید کنیز کا بیٹا تھا اور امین شہزادی زبیدہ کا بیٹا تھا۔ مامون الرشید کو بچپن میں پیار و محبت نہیں ملا' اس کی بے عزتی اس کی ماں بھی کرتی تھی اور سوتیلی ماں یعنی شہزادی زبیدہ بھی۔ ماموں الرشید جب بڑا ہوا تو اس نے حکومت کی لالچ میں شہزادی زبیدہ کے بیٹے امین کو قتل کردیا اور امین بھائی کی لاش کو دربار میں لٹکا کر پورے شہر میں اعلان کردیا کہ ہر آدمی آکر اسکی توہین کرے' اس کے منہ پر تھوکے' تھپڑ مارے' جوتے مارے جب اسکی لاش دفن ہوئی تو اس کے سر کو لٹکا دیا' یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا لوگ آکر اس کی توہین کرتے۔ ایک دن ایک شخص نے آکر جوتا مارا اور یہ بھی کہا کہ "تجھ پر لعنت' تیرے باپ پر اور تیرے بھائی پر بھی" یعنی مامون پر لعنت کی تو اب مامون نے کہا کہ "یہ سلسلہ بند کرو" نہ جانے یہ سلسلہ کب تک جاری رہا۔ مامون کو بچپن میں محبت نہ ملی' توہین کی گئی بے عزتی کی گئی تو یہ درندہ صفت ظالم بنا۔ بچے سے محبت کا سلوک لازمی ہے۔ پیار لازمی ہے۔ حدیث میں ہے کہ۔ "باپ کا اپنے بچے کے منہ کو چومنا (پیار کرنا) عبادت ہے —— روایات کے مطابق "بچے کو گود میں لینا بھی ثواب کا سبب بنتا ہے" بچے کے لئے تحفہ لانا بھی ثواب ہے۔ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ

أَرَءَيْتَ ٱلَّذِى يُكَذِّبُ بِٱلدِّينِ ﴿١﴾
فَذَٰلِكَ ٱلَّذِى يَدُعُّ ٱلْيَتِيمَ ﴿٢﴾

"—— کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو دین کو جھٹلاتا ہے پس یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے" (سورۃ الماعون ۱-۲)

—— دوسری صفت جو بیان کی کہ وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے' کیونکہ اس کا باپ نہیں ہے لہذا جو یتیم کی عزت نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔ یتیم کو کون عزت دے' اس کا باپ نہیں ہے' ماں بھی نہیں ہے' جو پیار کی باتیں کرے۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ آدمی بے دین ہے' جو

یتیم کی عزت نہیں کرتا۔ وہ معاشرہ بے دین ہے۔ جس میں یتیم کی عزت نہیں کی جاتی۔ اور بچے کو محبت کا نہ ملنا معاشرے کی نابودی کا سبب بن سکتا ہے اور علمائے اسلام کا قول ہے کہ "ایک بیماری ایک وبا سے جو معاشرے اور انسانوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے زیادہ نقصان وہ گمراہ شخص' ظالم ڈکٹیٹر شخص معاشرے کو پہنچائے گا۔ وبائی بیماری سے معاشرے کو جو نقصان پہنچے گا اس سے زیادہ نقصان ایک گمراہ شخص معاشرے کو پہنچائے گا"۔

لہذا اب قرآن نے آواز دی کہ وہ مرد وہ خاتون اور وہ معاشرہ دین کو جھٹلانے والا ہے' جو یتیم کو دھکے دیتا ہے' یتیم سے محبت نہیں کرتا ہے۔ اب دیکھئے کہ یتیم سے محبت اور پیار کا کتنا ثواب ہے۔

حدیث میں ہے کہ —— جب انسان کسی یتیم کے سر پر پیار و محبت سے ہاتھ پھیرتا ہے اور ہاتھ کے نیچے سے جتنے بھی بال گزرتے ہیں خدا اتنا ہی ثواب دیتا ہے —— اب اگر آپ اپنے بچے سے محبت کا برتاؤ نہیں کررہے ہیں تو اپنے بچے کو یزیدی بنا رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی نہیں کہ بچے سے اتنی محبت کریں کہ وہ بدتمیز' بد اخلاق ہو جائے' وہ بچہ لوگوں کی توہین و بے احترامی کرنے لگے لہذا وہ لوگ جنہوں نے اپنے بچوں کی تربیت نہیں کی اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے بچوں پر سختی کی —— وہ دونوں اپنے بچوں کو گمراہی کی جانب لے جارہے ہیں۔ آپ کا توجہ نہ دینا اور زیادہ سختی دونوں بچوں کو گمراہ کرسکتی ہے' تباہی و بربادی کی طرف لے جاسکتی ہے۔ درمیانی راہ قرآن سے پوچھئے۔ قرآن بچوں کو ہدایت کرنے کا طریقہ بتارہا ہے۔

قرآن کا انداز نصیحت

اب دیکھئے کہ قرآن کا انداز نصیحت کیسا ہے' قرآن بچوں کو ہدایت کرنے کا طریقہ بتارہا ہے

Presented by www.ziaraat.com

حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

—اور جب کہا لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو جب اسے نصیحت کرنے لگا کہ اے بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ القمان ۱۳)

باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیٹے اور بیٹی کو نصیحت کرے۔ اچھی باتوں کے فائدے بتائے اور بری باتوں کے نقصانات سے آگاہ کرے۔ اب باپ اسی وقت نصیحت کرسکتا ہے جب خود اچھا ہو۔ یہ آپ کے اور ہمارے جیسے نہیں ہیں کہ سر پر ڈنڈا لئے کھڑے ہیں کہ چلو اچھا کام کرو ورنہ ڈنڈا پڑے گا۔ ہم کیا کہتے ہیں "اے بیوقوف" "بے گدھے احمق" مگر اسلام بچے کی بے احترامی اور بے عزتی کا حکم نہیں دیتا ہے بلکہ پیار سے بات کرنے کو کہتا ہے کہ اگر تم اولاد کو بے وقوف گدھا اور احمق کہو گے تو یہ باتیں اور القاب اسکے کچے اور ننھے ذہن پر اثر کریں گے۔ لہٰذا بچے کے لئے گندے اور غیر مناسب الفاظ کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اگر بچہ غلط کام کر رہا ہے تو اسے پیار سے سمجھائیں ورنہ وہ ضدی بن جائے گا ؎

بچے سے زبردستی نہ کریں اسے پیار سے سمجھائیں۔ اگر زبردستی کی جائیگی تو یہ بچے کے

؎ (امام خمینی سلام اللہ علیہ کے ایک بہت ہی گہرے دوست آیت اللہ شیخ محمد شریعت اعلی اللہ مقامہ جو چالیس پچاس سال قبل کراچی تشریف لائے تھے کہ یہاں پر نجف کے مدارس منتقل کردیں تو اس وقت کے علماء نے ان کی شدید مخالفت کی چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک تنہا درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور کراچی ہی میں انتقال کیا۔ ارشاد فرماتے تھے کہ
"گناہ کو نہ چھوڑو بلکہ گناہ کی وجہ 'بنیاد اور گناہ کی محبت کو چھوڑو")

لئے اچھا ثابت نہیں ہو گا۔ اب قرآن نے کہا کہ يٰبُنَيَّ اے بیٹا— اولاد سے پیار سے بات کی جائے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اللہ کے ساتھ کسی کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ۔ شرک مت اختیار کرو۔ شرک گناہ ہے، یعنی کسی کو اللہ کے مقام کے برابر خیال کرنا۔ کسی کو اللہ کے کام میں شریک قرار دینا۔ مثلا آپ وضو کر کے جب نماز شب پڑھتے ہیں تو آپ کی پرواز آسمان کی بلندیوں کی جانب ہوتی ہے اور فرشتوں کے پر آپ کے قدموں کے نیچے ہوتے ہیں اب اگر آپ نے شرک کیا تو آپ آسمان کی بلندیوں سے جہنم کی گہرائیوں میں گر جائیں گے۔ اب قرآن صرف منع نہیں کر رہا ہے کہ گندی باتیں نہ کرو۔ نامحرم پر نظر نہ کرو، گندی فلمیں نہ دیکھو، بے پردہ نہ پھرو بلکہ قرآن دلیل دیتا ہے۔

حضرت لقمانؑ اپنے لڑکے کو شرک نہ کرنے کو کہہ رہے ہیں اور اب اس کا نقصان بتا رہے ہیں اب دلیل دے رہے ہیں شرک کیوں نہ کرو اس لئے کہ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بے شک شرک کرنا اپنی روح پر بڑا ظلم ہے۔ صرف ظلم ہی نہیں بلکہ ظلم عظیم ہے۔ صرف نقصان نہیں بلکہ نقصان عظیم ہے، دنیا کا نقصان نہیں بلکہ آخرت کا نقصان ہے۔ اور آخرت کا نقصان ہمیشہ ہمیشہ کا نقصان ہے۔ اس نقصان کا ابھی پتہ نہیں چلے گا اس لئے کہ نماز کی مثال میں ہم نے عرض کیا کہ انسان نماز میں آسمان کی بلندیوں پر ہوتا ہے، معراج پر ہوتا ہے اب اگر شرک کرتا ہے تو جہنم کی گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ اب اگر اسنے خدانخواستہ شرک کیا تو کیا آپ واقعی جہنم میں جا گرے۔ کیا واقعی آپ کو چوٹ کا اور جہنم کی گرمی کا احساس ہوا؟ اس کا احساس، شرک اختیار کرنے کا احساس جہنم کی گرمی کا احساس مرنے کے بعد کی دنیا میں ہو گا، قیامت کے دن ہو گا، اب قرآن نے ایک کلیہ بیان کیا۔ ہمیں تربیت کرنے نصیحت کرنے کا ایک قانون دیا کہ جب نصیحت کرو اور کسی اچھے کام کا حکم دو تو اس کے فائدے بتاؤ اور اگر کسی بری بات سے منع کرو تو اس کے نقصانات بتاؤ۔ دلیل دو۔ اب نماز کا حکم دو— تو صرف حکم نہ دو— صرف سختی نہ کرو بلکہ فائدے بتاؤ دلیل بھی دو۔

Presented by www.ziaraat.com

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②

"تحقیق وہی ایمان والے کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں خدا سے ڈرنے والے ہیں"۔
(سورۃ المومنون ۱-۳)

اب دلیل کیا دی کہ اگر نماز پڑھو گے تو خوف خدا حاصل ہو گا اور خوف خدا کا فائدہ یہ ہو گا کہ تم عذاب الٰہی سے نجات پا جاؤ گے۔ اب قرآن نے دوسری دلیل دی، دوسرا فائدہ بتایا۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

"بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور بری باتوں سے روکتی ہے"۔ (سورۃ العنکبوت۔ ۴۵)

اب قرآن نماز نہ پڑھنے کے نقصانات بیان کر رہا ہے، دلیل دے رہا ہے کہ

عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ (۴۱) مَا سَلَكَكُمْ فِيْ (۴۲) قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (۴۳)

"جب گناہ گاروں سے سوال کیا جائے گا کہ تم کس وجہ سے جہنم میں ڈالے گئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے"۔ (سورۃ المدثر ۴۱۔۴۲۔۴۳)

اب قرآن نے دلیل دی کہ ۔۔۔ اگر انسان تو نماز نہیں پڑھے گا، خدا کی عظیم ترین اطاعت سے منہ موڑے گا تو جہنمی بن جائیگا۔ چند منٹ کی خدا کی اطاعت ۔۔۔ نماز سے منہ موڑنا ہزار ہا سالوں کے لئے آگ میں جلنے کا باعث بنے گا لہٰذا تکبر کے بجائے انکساری کر اور خدا کی عبادت کر۔

اب جہاں جہاں قرآن نے نصیحت کی وہاں اس کی دلیلیں بھی دیں۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ خدا نے تجھے جو جسم دیا ہے جو اعضاء عطا کئے ہیں یہ امانت ہیں لہٰذا اللہ کی امانت سے اللہ کی نعمت سے اللہ کی نافرمانی نہ کر یہ ظلم

عظیم ہے۔ تو زبان سے غیبت کر رہا ہے یہ زبان خدا ہی نے تو دی ہے۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ "کیا لوگ روز قیامت زبان کی زیادتیوں اور گناہوں کے علاوہ بھی کسی اور وجہ سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے؟" یہ سننے کی طاقت اللہ ہی نے دی ہے لہٰذا کانوں کو اللہ کے خلاف استعمال مت کر، یہ ہاتھ پیر خدا ہی نے دئے ہیں لہٰذا اعضاء کو خدا ہی کی خدمت میں لگا۔ یہ سب اعضاء اللہ کی امانت ہیں لہٰذا ان میں خیانت نہ کر۔ بچہ جب بھی بری بات کرے تو اسے سمجھائیں۔ سختی نہ کریں۔ ڈانٹیں نہیں، دلیل سے سمجھائیں۔ ہم لوگ بچوں کو ٹالنے کے لئے ان سے جھوٹا وعدہ کر لیتے ہیں مثلاً کوئی کام کر رہے ہیں بچہ آیا اور چلنے کے لئے کہنے لگا اب بار بار کہے جا رہا ہے بچہ ہے ۔ ہمارے کام میں خلل واقع ہو رہا ہے لہٰذا اسے ٹالنے کے لئے کہا کہ جاؤ اچھا کل گھومنے چلیں گے یا بازار سے کھلونا لا دیں گے اب ہم نے تو جان چھڑانے کے لئے بچے سے جھوٹا وعدہ کیا اور بچہ اسے حقیقت جان رہا ہے۔ اب اگر وہ کام نہیں ہوا تو بچے کا دل ٹوٹے گا، توہین ہو گی اور سب سے بڑھ کر وہ جھوٹ کی جانب مائل ہو گا۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ جھوٹے وعدے کر کے اپنے بچوں کو خراب نہ کریں۔ اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ ۔ اپنی اولاد کی عزت کرو۔ محبت کرو۔ بچوں کے ساتھ کی گئی زیادتیاں، ناانصافیاں اور انکی بے عزتی ان کے لئے بہت سے امراض کا سبب بنتی ہیں۔ بچپن کی سختیوں کی وجہ سے بچہ ذہنی مریض بن جاتا ہے اور نفسیاتی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔

آج پورے یورپ اور امریکہ میں جتنی نفسیاتی بیماریاں ہیں اتنی کسی اور ملک میں نہیں ہیں۔ اَسّی (۸۰) فیصد لوگ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔ وہاں اسلام نہیں ہے روحانیت نہیں ہے زنا کے واقعات عام ہیں۔ ہر بالغ ماں بننے والی پانچ لڑکیوں میں دوسری لڑکی اسکول میں تعلیم پا رہی ہے۔ اب جو حرام کی اولاد ہوتی ہے وہ پریشانیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اب اولاد کو بچوں کی پرورش کے اداروں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان بچوں کو اپنے ماں باپ تک کا پتہ نہیں ہوتا ہے اور وہ انکی شفقت و محبت سے محروم رہتے ہیں اور بڑے ہو کر

Presented by www.ziaraat.com

معاشرے کی تباہی اور نابودی کا سبب بنتے ہیں۔

جرمنی کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ "جرمنی میں ذہنی سکون حاصل کرنے کے لئے ایک رات میں کئی لاکھ گولیاں فروخت ہوتی ہیں لوگ ذہنی سکون اور نیند کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں"

آپ نے دیکھا کہ امریکہ میں خود کشی کی شرح بھی زیادہ ہے دیگر ممالک کی بہ نسبت وہاں روپیہ پیسہ مال و دولت سب ہے کوئی مالی پریشانی نہیں ہے۔ دنیا کی آدھی دولت امریکہ میں ہے کیونکہ امریکہ سب لوٹ کرلے گیا ہے، سب مسلمانوں کی دولت ہے، غریب اور مظلوم قوموں کا مال ہے، مگر آپ نے دیکھا کہ وہاں ذہنی سکون نہیں ہے۔ اسکی بنیادی وجہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے منہ موڑنا ہے، بچوں کی صحیح تربیت نہیں کی گئی۔ باپ بھی کماتا ہے اور بیٹا بھی پھر ماں بھی کمانے چلی۔ اپنے چھوٹے بچوں کو کرائے کے اسکولوں میں داخل کردیا کہ جہاں صبح سے شام تک بچہ رہتا ہے اور اپنی ماں کی ممتا کا انتظار کرتا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا کہ وہ اسکول کی ٹیچر مسلمان تھی۔ کل پچیس (۲۵) بچے تھے اس کے پاس۔ اب جو بچہ رویا اس نے ایک تھپڑ رسید کردیا۔ اس کا خود کا بچہ تو نہیں ہے کہ بچے کو محبت دے۔ اسے تو بس شام تک بچوں کو رکھنا ہے اور اپنا کرایہ لینا ہے۔ اب جہاں بچہ رویا، تنگ کرنا شروع کردیا تو اب دو (۲) تین (۳) صلواتیں سنادیں منہ پر دو (۲) تین (۳) تھپڑ جڑ دئے۔ اخبارات کی رپوٹ کے مطابق —— "بے بی کیئر اسکولوں میں وہاں کی منتظمہ عورتیں بچوں کو سلانے کے لئے تاکہ وہ تنگ نہ کرسکیں، کچھ شراب پلادیتی ہیں وہ بچے سوتے رہتے ہیں اور عورتیں آرام سے اپنا کام کرتی رہتی ہیں"۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بعض جگہ ماں باپ نے بے بی کیئر اسکولوں کے اخراجات سے بچنے کے لئے سدھائی ہوئی بندریاں پال رکھی ہیں جو ان کی غیر موجودگی میں ماں باپ کے آفس چلے جانے کے بعد بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں 'اب انسانیت پر یہ وقت آگیا ہے کہ جانور انسانوں کی پرورش کرنے لگے ہیں بڑے بھائی ہیں تو

انہیں اپنی گرل فرینڈ سے فرصت نہیں ملتی اور رہی بڑی بہن تو انہیں دوسرے لڑکوں کے ساتھ گھومنے سے وقت نہیں۔ یہ تربیت ہو رہی ہے اب اسے کیا کہا جائے۔

انسانیت کی ترقی — یا پستی۔؟

جن بچوں کی پرورش جانور کریں، شراب کرے، کرائے کے اسکولوں کی عورتوں کا ظلم کرے تو ان بچوں کا تو بس خدا ہی حافظ ہے۔

خدارا — آپ سے التجا ہے کہ مجالس میں جائیں کہ ان مجالس سے ہماری خود کی' ہماری خواتین کی اور ہمارے بچوں کی کتنی اصلاح ہوتی ہے' کتنی تربیت ہوتی ہے۔

لاکھوں میں ایک کیس ہوتا ہے کہ کسی بچے کو محبت کا نہ ملنا بچے کو ذہین بنادیتا ہے مگر اس کا یہ مقصد نہیں کہ آپ بھی اپنے بچوں پر اپنے پیار و محبت بند کریں کیونکہ ایسا کیس لاکھوں کروڑوں میں ایک ہوتا ہے۔ بچپن کی سختیاں' ناانصافیاں اور ظلم اسے محنت کرنے پر مجبور کرتے ہیں مثلاً نیوٹن سائنسدان کی تاریخ کو لیجئے۔ کہا جاتا ہے کہ "اس کو بالکل محبت نہیں ملی۔ وہ ننگے پاؤں اسکول جاتا تھا تو تمام طالب علم اس کا مذاق اڑاتے تھے اور یہی مذاق کا اڑانا اسے سخت محنت پر مجبور کرتا اور یہاں تک کہ وہ مشہور سائنسدان بنا"۔

اس حدیث نبی کا دوسرا جملہ یہ ہے کہ — تمہارا بچہ سات (۷) سال سے چودہ (۱۴) سال تک تمہارا غلام ہے — لہٰذا اس سے کام لو تاکہ اسکی صلاحیتوں کو زنگ نہ لگ جائے وہ سست نہ ہو جائے بلکہ کام لے کر اسے محنتی بناؤ اور تیسرا جملہ — چودہ (۱۴) سال سے اکیس (۲۱) سال تک وہ تمہارا وزیر ہے — لہٰذا اس سے مشورہ لو۔

اگر ہم ان سنہری اقوال، تعلیمات قرآن و اہلبیت علیہم اسلام پر عمل کریں تو یقیناً ہمارے گھر جنت بن جائیں گے اور معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

دشمن نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ جو یتیم ہو اس پر ظلم کرکے اسے گمراہ بنائے۔ خدا قرآن میں فرمارہا ہے کہ "وہ بے دین ہے 'دین کو' خدا کے قوانین کو جھٹلانے والا ہے' جو

Presented by www.ziaraat.com

یتیم کو دھکے دے اور یتیم کی عزت نہیں کرے"۔ اب دشمنان اہلبیتؑ کی یہ کوشش رہی کہ ظلم کرکے لوگوں کو گمراہ اور بے دین بنایا جائے مگر ہزاروں درود ہوں ان کی عظیم ماؤں پر جنہوں نے اپنے بچوں کی تربیت قرآن واسلام کے اصولوں، اہلبیتؑ کے فرمانوں کے مطابق کی۔ ذرا آگے دیکھئے مسلم بن عقیلؑ بن علیؑ کے لخت جگروں کو۔ اللہ اکبر کیسی شاندار اسلامی تربیت کی ہے۔ ہاں علیؑ والے ہیں نا یہ لوگ لہٰذا تربیت بھی علیؑ جیسی کی ہے اگر آپ بھی علیؑ والے ہیں تو پھر مسلمؑ کے بچوں جیسی اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ عباسؑ و علی اکبرؑ و قاسمؑ جیسی تربیت کریں۔ مسلمؑ کے یتیموں پر ظلم وستم کیا جارہا ہے بے دین مسلمانوں نے، بے دین معاشرے نے ان یتیمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ خدا کہہ رہا ہے کہ جو یتیم کو دھکے دے وہ بے دین ہے۔ ارے یہ تو دنیا کا قانون ہے یہ تو رسم دینا ہے کہ یتیم کو دیکھ کر اسے پیار کیا جاتا ہے۔ محبت کی جاتی ہے۔ سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا جاتا ہے کیوں؟ ارے اس کے ماں باپ نہیں ہیں۔ ان کو پیار دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ یتیم ہے شاید ہمارے پیار و محبت سے اس کی دل جوئی ہو جائے۔ یتیم کو پاس بلایا جاتا ہے پیار و محبت کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ مگر ہائے کربلا کے یتیمان حسینیؑ۔ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ کیا سکینہؑ کے ساتھ پیار و محبت کا برتاؤ کیا گیا۔ ہائے یتیمان مسلم بن عقیلؑ ان کے ساتھ کیا ظلم نہیں کیا گیا۔ مگر ذرا تربیت تو دیکھئے۔ آخری وقت میں بھی مہلت نماز طلب کر رہے ہیں۔ یہ ہے تربیت مگر ان ظالموں کو ذرہ برابر بھی رحم نہ آیا اور دونوں یتیمان کو شہید کردیا اور فاطمہؑ کے جگر کو زخمی کیا اور رسولؐ کو رلایا۔

خداوند عالم ہم سب کو اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے بچے قرآن، اسلام اور محمدؐ و آل محمدؐ کے عاشق اور شیدائی بن سکیں، عزاداری حسینؑ مظلوم کی حفاظت کر سکیں۔

"خدایا، خدایا ــــ تا انقلاب مہدیؑ ــــ از نہضت خمینی (سلام اللہ علیہ) محافظت بفرما"

چوتھی مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۝

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَ مَنۡ اَحۡیَاہَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ

ــــ "جس نے ایک نفس کو بے گناہ قتل کیا یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا ــــ" (المائدہ ۳۲)

ــــ معزز سامعین ــــ یہ قرآنی اصول ہیں اور قرآن نور ہے۔ قرآن حق ہے، حق کی طرف سے حق کی جانب نازل ہوا ہے اور حق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ قرآن میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ وَمَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا جس نے ایک نفس کو قتل کیا ــــ ایک انسان کو گمراہ کیا، خدا کے راستے "صراط مستقیم" سے دور کردیا، عزاداری امام حسین سے دور کردیا اور وہ اور گناہ کرنے لگا۔ تو اب اسکا گناہ کتنا ہے؟ اسکا گناہ اتنا ہے کہ ـ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ۔ گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ تم نے ایک شخص کو خدا کے راستے سے دور کیا تو گویا تم نے پوری انسانیت کو گمراہ کردیا تو تمام انسانوں کو قتل کردیا۔ تم قرآن کی نگاہ میں تمام انسانیت کے قاتل ہو۔ پھر فرمایا کہ ـ وَمَنۡ اَحۡیَا جس نے ایک نفس کو زندہ کیا ــ زندہ کرنے سے مراد ــ ایک مردہ دل آدمی کو ہدایت کرنا ہے، خدا والا بناتا ہے، نیک و فرماں بردار بناتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اب اس کا ثواب کتنا ہے اس کا ثواب اتنا ہے کہ "فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا" گویا
آپ نے پوری انسانیت کو زندہ کردیا۔ پوری انسانیت کو ہدایت کرنے اور خدا والا
بنانے کا سہرا آپ کے سر ہو گا۔ کسی کو قتل کرنا، اللہ کے راستے سے دور کرنا گناہ عظیم
ہے اور کسی کو زندہ کرنا، ہدایت کرنا یہ اجر عظیم ہے۔ قرآن حق ہے اور حقیقت کو
بیان کررہا ہے۔ اب جس کے پاس نور ہدایت نہیں ہے وہ خود کو مردہ سمجھے۔ کیونکہ وہ
ابھی تک شیطان کی پیروی میں گرفتار ہے، نفسانی خواہشات کا اسیر ہے "گناہوں کی
تاریکی میں اسے کچھ نظر نہیں آرہا ہے لہٰذا وہ مردہ ہے۔ اب وہ زندہ کیسے ہو گا؟
جب وہ اپنے آپ کو نور الٰہی اور نور ہدایت سے متمسک کرے گا، شیطان کی پیروی
سے بغاوت کرے گا، نفسانی خواہشات سے دشمنی کرے گا، اور گناہوں کی تاریکی میں
اطاعت خدا کا اجالا کرے گا۔

--- ہدایت ہی حیات ہے اور ہدایت ہی نور لہٰذا جو اس نور الٰہی میں داخل ہو گیا اور
ذلت بھری زندگی سے نجات حاصل کرلی تو ایسا بندہ حقیقتاً زندہ ہے۔ وہ قوم اللہ کی نظر
میں زندہ ہے جسمیں انقلاب پیدا ہو گیا، جس نے خود کو گناہوں کی ذلت سے نکال لیا
، وہ معاشرہ حقیقت میں زندہ ہے کہ جس میں اسلامی قوانین کا عملی نمونہ ہو اور اسمیں
انقلاب پیدا ہو چکا ہو۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

یعنی ...
خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا۔ (سورۃ الرعد۔۱۱)

وہ معاشرہ مردہ ہے جہاں گناہ کو گناہ اور خدا کی نافرمانی تصور ہی نہیں کیا جاتا بلکہ گناہ کو
زمانے کے تقاضے اور ماڈرن زندگی کے اصول و قوانین کہا جاتا ہے۔

فساد کیا ہے ---؟

ہم نے پچھلی تقاریر میں عرض کیا تھا کہ عالم کفر کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ہم
سے ہمارے مقصد حیات کو چھین لے۔ حیات کے جوہر اصلی --- "ہدایت" کو چھین
لے"، اس نور الٰہی کو بجھادے اور اسکے ذریعے سے ہم پر حکمرانی کرے اور وہ جو چاہیں
ہم سے کام کروائیں۔ آپ نے آیت میں غور کیا کہ جو کسی کو بے گناہ قتل کرے یا
زمین میں فساد کرے۔ ان کا گناہ پوری انسانیت کو نابود کرنے کے گناہ کے برابر ہے۔
اب قاتل ہو یا فسادی۔ دونوں کا گناہ برابر ہے۔ دونوں انسانیت کے دشمن ہیں۔ اب
دشمن فساد کرکے ہمیں اپنا غلام بنائے گا۔ اپنی شیطانی، غیر اخلاقی، بے غیرتی اور
انسانیت سے گری ثقافت ہم پر مسلط کرے گا اور ہمیں ذہنی غلام بنائے گا۔ عربی زبان
میں فساد کے معنٰی کا دائرہ بہت وسیع ہے اب اگر کوئی میاں بیوی کے درمیان فساد برپا
کررہا ہے تو اسکا گناہ بھی قاتل کے گناہ کے برابر ہے۔ اگر کوئی بھائی کو بھائی سے
لڑانے کی کوشش کرے تو یہ کوشش بھی فساد ہی ہوگی۔ کوئی دو خاندانوں کو لڑانے کے
منصوبے بنائے گا تو یہ منصوبہ بھی فساد ہی کے دائرے میں آئے گا۔

اَلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

"--- فتنے اور فساد کا گناہ --- قتل کے گناہ سے بڑھ کر ہے ---"

دو گھرانوں میں عداوت و دشمنی پیدا کرنا، لگائی بجھائی کرنا اور ایک دوسرے کے
خلاف بھڑکانا۔ یہ سب قتل سے بڑھ کر ہے۔ قتل کے بعد، جسم کے مردہ ہونے کے بعد
انسان کے اعمال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اب انسان نہ اچھائی کرسکتا ہے اور نہ
کوئی برا عمل انجام دے سکتا ہے لیکن فساد و فتنے سے ایک دوسرے کی غیبت کرنے
سے، لگائی بجھائی اور عداوت و دشمنی سے انسان کے نامہ اعمال میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

Presented by www.ziaraat.com

عذاب لکھا جا سکتا ہے۔ انسان ان اعمال کے ذریعے سے اپنی مکمل تباہی اور معاشرے کی مکمل نابودی کے مکمل اسباب فراہم کر سکتا ہے۔

غیبت کا گناہ---

غیبت کیا ہے اور اسکا گناہ کتنا ہے--؟ مولا علی فرماتے ہیں کہ

يَا نَوْفَل۔ اِجْتَنَبِ الْغِيْبَةَ فانها اداب كلاب النّار
ثم قال يا نوفل كذب من زعم ولد من حلال
وهو ياكل لحوم النّاس بالغيبة

مولا علیؑ فرماتے ہیں۔

--- "اے نوفل -- غیبت کرنے سے بچو۔ بے شک یہ جہنم کے کتوں کا سالن ہے پھر فرمایا کہ اے نوفل وہ جھوٹا ہے جو یہ دعوی کرے کہ وہ حلالی (جائز پیدائش) ہے جبکہ وہ غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھا رہا ہے"---

پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا کہ

---- "غیبت اتنا بد ترین گناہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والا کتے کی شکل میں حاضر کیا جائے گا اور اس کی زبان اتنی لمبی کردی جائیگی کہ اہل قیامت اس کی زبان کے اوپر چلیں گے۔"

-- "غیبت یہ ہے کہ ہم کسی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کریں اور اسے تکلیف ہو، مثلاً کسی کو کالا کہنا، چھوٹے قد والا کہنا اور کسی محفل میں غائب شخص کا تذکرہ اسطرح کرنا کہ حاضرین میں اس کی بے عزتی اور توہین ہو۔" اب ان عذاب کے تذکرے کے بعد بھی ہم غیبت کریں گے تو یہ ہماری جہالت ہے، ہم اپنے لئے خود عذاب تیار کر رہے ہیں اور خود اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ذرا سی دنیاوی ذلت کا تو سامنا نہیں کر سکتے ہیں تو خیال کیجئے کہ وہاں تو اولین و آخرین کا مجمع ہو گا، سب دوست، رشتہ دار اہل

محلہ، تمام ائمہؑ اور انبیاءؑ جمع ہونگے اور ان کے سامنے ہم اپنی اصلی شکل کتے کی شکل میں لائے جائیں گے۔ سب ہماری اصلیت و حقیقت سے واقف ہو جائیں گے۔

غیبت کا اتنا گناہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ فساد برپا کرتی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ -- "کیا لوگ روز قیامت زبان کی زیادتیوں کے علاوہ بھی کسی اور وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔" تمام آفتیں، بلائیں، فتنہ اور فساد اسی آلہ شیطانی کے پیدا کردہ ہیں۔ یہ زبان بہت فساد کرتی ہے لہٰذا اسکی بہت مذمت کی گئی ہے۔ اس کا ذکر تو خدا نے قرآن میں کیا کہ---

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ
لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۚ

--- "اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم کو اس سے گھن آتی ہے۔" (سورۃ الحجرات ۱۲)

منافقت کی کیوں مذمت کی گئی ہے کہ انسان دل میں کچھ رکھے اور ظاہر میں کچھ۔

منافقت سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ قرآن میں ارشاد الٰہی ہو رہا ہے کہ۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

--- "دھوکا دیتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو اور یہ صرف اپنے نفسوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اسکا شعور نہیں ہے--" (البقرہ ۹)

یہ معاشرے میں فساد کر کے اپنے لئے آگ تیار کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

عقیدے کی تباہی۔ معاشرے کی تباہی ہے۔

بے پردگی، بے حیائی، رشوت کا عام ہونا۔ یہ سب فساد کے دائرے میں آتا ہے۔

اب قرآن کی نگاہ میں وہ معاشرہ فاسد ہے جو بے حیائی و بے پردگی کو عام کرتا ہے،

Presented by www.ziaraat.com

رشوت ' سود کو عام کرتا ہے ' خراب کو خراب نہیں کہتا بلکہ برائی کو تعریفی نظروں سے دیکھتا ہے -- یہ سب فساد ہے لیکن ایک فساد یہ بھی ہے کہ کسی ملت کے عقیدے کو بگاڑ دیا جائے اور خراب کردیا جائے - یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے - (اب اگر ریل کی پٹڑی ہی بدل دی جائے تو اس حالت میں بھی ٹرین چلے گی لیکن اپنی اصلی منزل تک نہیں پہنچ سکے گی -) اب کسی ملت کا عقیدہ بگاڑ دیا جائے تو پورا معاشرہ خراب و برباد ہو جائے گا کسی معاشرے میں برائیاں ہیں ' شراب ' جوا ' زنا ' رشوت سب عام ہے لیکن اگر عقیدہ درست ہے اور پختہ ہے تو یہ تمام برائیاں بھی ختم ہو سکتی ہیں لیکن اگر ان برائیوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی عقیدہ بھی خراب ہے تو ان برائیوں کے خاتمے کا ذرا بھی امکان نہیں ہے - اب اگر کسی بھی معاشرے کا عقیدہ خراب کردیا گیا تو وہ معاشرہ جیتے جاگتے مردہ ہو جائے گا - ظاہراً تو اسمیں کاروبار زندگی جاری ہو گا اور زندگی کے آثار نمایاں ہوں گے لیکن قرآن اور "حق و حقیقت" کی نگاہ میں اسے مردہ ہی تصور کیا جائے گا -

عالم کفر نے ہم مسلمانوں پر چاروں جانب سے حملہ تو کیا ہی کیا اس کے ساتھ ساتھ ہمارے عقیدے کو بھی فاسد کہا ' ہمارے معاشرے کو بھی فاسد کہا ' اداروں کو بھی فاسد کہا ' پاکستان تو بن گیا ' چہرے تو بدل گے لیکن نظام نہیں بدلا ' نظام وہی انگریزوں کا ہے - پاکستان وجود میں آیا تھا اسلام کے لئے لیکن یہاں اسلامی نظام کے بجائے ' انگریزی نظام اور یہودی نظام نافذ ہے - ان کا مقصد معاشرے اور پوری ملت اسلامیہ کو فاسد کرنا ہے ' مسلمانوں کی تباہی اور نابودی انکی زندگی کا بڑا مقصد ہے لہٰذا اپنے مذموم عزائم کو عملی شکل دینے کے لئے مسلمانوں کی آئیڈیالوجی ' نظریے اور عقیدے کو فاسد کیا ' اب دیکھیے پورا معاشرہ گناہوں سے بھر چکا ہے - اب یہاں انصاف بکتا ہے ' دولت والا ہو تو اسے انصاف مل جاتا ہے اور غریب کا حق مارا جاتا ہے ' اس سے حق چھین لیا جاتا ہے -- اب یہیں سے دوسری برائیں بھی جنم لیتی ہیں - انہوں نے

صرف عقیدے کو بگاڑا اور خراب کیا اور دوسری برائیاں خود بخود انجام پا رہی ہیں - اب عالم یہودیت کو بار بار ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اب تو ان کے نمائندے یہاں موجود ہیں - اب دوسری برائیں خود بخود جنم لے رہی ہیں - اب غریب اپنا حق لینے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کرتا ہے وہ بھی دوسرے کی حق تلفی کرتا ہے ' دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور دوسرے کے حق کو چھینتا ہے جبکہ امیر طاقت کا ناجائز استعمال کرتا ہے - مسلمان ذہنی غلام بن چکے ہیں اور ان کے جسم آزاد ہیں ' لیکن ان کی فکر ' خیالات اور سوچ سب یہودیت اور عیسائیت کی غلام ہے - اب چونکہ دنیا پروپیگنڈے کے زیر اثر ہے پروپیگنڈے ہی کی تمام باتیں مانتی ہے لہٰذا اب سلمان رشدی کا پروپیگنڈا کیا گیا - ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوریہ کے قیام کے بعد امریکہ اور عالم کفر کو زبردست شکست کا سامنا ہوا اور انہیں پوری دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا - پھر انہوں نے صدام کو ورغلا کر ایران پر جنگ تھوپی تاکہ ایران کا سارا زور انقلاب کی تشہیر کے بجائے عراق کے ساتھ جنگ میں استعمال ہو - مگر امام خمینی سلام اللہ علیہ کی عارفانہ اور مدبرانہ قیادت نے عالم کفر کے تمام عزائم کو خاک میں ملا دیا اور ایران کی صلح خود دشمنان کے گلے کا پھندہ بن گئی - جب یہ حربہ بھی ناکام رہا تو اب چونکہ میڈیا اور تمام ذرائع یہودیت کے زیر اثر ہیں اور انہی کے قبضہ میں ہیں لہٰذا اب سلمان رشدی کا شوشا چھوڑا گیا تاکہ عام لوگ ' نادان لوگ گمراہ ہو جائیں مگر اسلامی جمہوریہ ایران نے اس وقت کتنا زبردست اسٹینڈ لیا - ان دشمنان کا ہدف ہمارے نظریات اور ہمارا عقیدہ ہے اور وہ ہم سے ہدایت کا نور چھین لینا چاہتے ہیں اور ہدایت کا مرکز پیغمبر اسلامؐ کی ذات مقدس ہے - یہی وہ ذات ہے جہاں سارا عالم اسلام متحد و متفق ہے - یہاں آکر تمام اختلافات ختم ہو جاتے ہیں باہمی عداوتیں نابود ہو جاتی ہیں - پیار و محبت اور الفت و یگانگت کے پھول کھلنے لگتے ہیں - اگر کسی کا دل عشق رسولؐ سے خالی ہے ' اس کا دل محبت رسولؐ

Presented by www.ziaraat.com

سے منور نہیں، اس کی سانسوں میں یا نبیؐ یا نبیؐ کی صدائیں نہیں اسکے خیالوں میں مدینے کی فضائیں نہیں ——— تو ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔ اب سلمان رشدی ملعون کی کتاب کے ذریعے سے ہمارے نظریات کو گمراہ کیا جارہا ہے۔

اب پیغمبر اسلامؐ کی ذات پر حملے ہو رہے ہیں۔ علی مرتضیٰؑ اور اہلبیتؑ کے خلاف جھوٹی باتیں بیان کی جارہی ہیں۔ عقیدہ وہ بنیاد ہے جس پر ایمان کی عمارت کھڑی ہے۔ لہٰذا اگر عقیدہ کی بنیاد کو خراب کردیا جائے تو ایمان و عشق کی عمارت خود ہی گر پڑے گی ——— پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ ——— "بھائی رسولؐ تو تمہاری ہی طرح کے ایک انسان تھے ——— مرگئے اور ختم ہوگئے"۔ ہاں انسان تو تھے لیکن وہ انسان کی شکل میں، انسانی بدن میں نورانی مخلوق تھے۔ (اور نورانی مخلوق ہیں) عالم کفر صرف مادیت ہی تک محدود ہے لہٰذا سمجھتا ہے کہ جسم ختم تو روح بھی ختم ——— نہیں ایسا نہیں ہے انسان کی حقیقی زندگی تو وہاں شروع ہوتی ہے جب وہ مرتا ہے۔ قبر میں اتارا جاتا ہے امام جعفر صادقؑ نے ایک قبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ ——— "کتنی فکر کرنی چاہیں اس (آخرت کی ہمیشہ رہنے والی) زندگی کے لئے جسکا ابتدائی دن یہ (قبر میں اترنا ہے) اور اپنا دل پھیر لینا چاہئے اس (دنیا کی ختم ہوجانے والی) زندگی سے جسکا آخری دن یہ (قبر میں اترنا اور مادیت کا خاتمہ) ہے ——— "

بقول شاعر فنا کا راز کھلا ہے بقا کی منزل پر۔
میرے کمال کا نکتہ میرے زوال میں تھا

روپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ "ان کے وسیلے سے دعائیں مانگنا شرک و بدعت ہے۔ سب جان رہے ہیں کہ عشق رسولؐ ہی اصل طاقت ہے۔ یہی وہ طاقت ہے جس نے آج تک ملت اسلامیہ کا دفاع کیا اور حفاظت کی۔ یہی وہ طاقت ہے جس نے آج تک مسلمانوں کو متحد رکھا ہے۔ یہی روحانی طاقت ہے جو ایٹم بم کی طاقت سے زیادہ طاقت ور ہے۔ ایسی طاقت نہ عیسائیوں کے پاس ہے اور نہ یہودیوں کے پاس۔

آپ تھوڑا سا غور کریں ——— نبی کریمؐ کے روضہ مبارک کو دیکھیے۔ لاکھوں آتے ہیں

کیوں؟ عشق ہے۔ عشق روحانی۔ یہاں نورانیت ہے یہ انبیائے خدا کے گزرنے کا اور فرشتوں کے اترنے کا مقام ہے۔ یہیں سے انقلاب اور اتحاد کا درس ملتا ہے۔ روحانی پیاس یہیں سے بجھتی ہے، علوم کے دریا یہیں سے شروع ہو کر یہیں ختم ہوتے ہیں، ہدایت کا سورج یہیں سے طلوع ہوتا ہے، جہاد کی تلوار یہیں سے بلند ہوتی ہے، یہیں سے شہادت کا درس ملتا ہے، ظلم کے خلاف احتجاج اور بغاوت کا علم یہیں سے بلند ہوتا ہے، سوالوں کے جواب یہیں سے ملتے ہیں، مظلوموں کی حمایت یہیں سے کی جاتی ہے، قیادت یہیں ہے، مرجعیت و رہبریت کے تمغے یہیں سے عطا کئے جاتے ہیں، جود و سخاوت کے چشمے یہیں سے ابلتے ہیں، عبادت الٰہی کا عملی نمونہ یہیں نظر آئیگا، دین یہیں ہے، سیاست یہیں ہے اور آخرت کی فکر یہیں سے ملتی ہے۔ اب سازش کا نہایت باریک جال بنا گیا۔ سوچ بچار کے بعد حملہ کیا گیا کہ قبروں پر جانا شرک ہے، سورۃ فاتحہ اور نذر بدعت ہے۔ خمس و زکوٰۃ کے خلاف تبلیغ کی گئی۔ ارے یہ تو تمہارے خون پسینے کی کمائی ہے یہ تو مولوی کھا جائیں گے ان کو نہ دینا کیونکہ دیکھ رہے تھے کہ لاکھوں روپیہ خمس مجتہد دین کی حفاظت اور اشاعت کے لئے خرچ کرتا ہے، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کی جاتی ہے اور چودہ سو (۱۴۰۰) سال کے بعد جب ظاہراً ہادیؑ نہ رہے اور زمانے کا رہبر ظاہراً غائب ہے تو دین کو کمزور ہونا چاہیے، لیکن لوگوں کی تعداد تو کم ہونے کے بجائے زیادہ ہو رہی ہے اب رہبریت، مرجعیت اور نظام ولایت فقیہہ کے خلاف تبلیغات کی گئیں لیکن دیکھیے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔

——— "پھر ان کو زلزلے نے پکڑا اور وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ——— (الاعراف ۷۸)

جب حضرت صالحؑ واپس آئے تو زلزلہ دیکھا اور بولے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

——— اے میری قوم میں تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور میں نے تمہاری بھلائی چاہی لیکن تم بھلائی چاہنے والوں سے محبت نہیں کرتے ہو" ——— (الاعراف ۷۹)

جب جناب صالحؑ پلٹ کر آئے اور یہ حالت دیکھی تو کہا کس نے کہا اس قوم سے جو مردہ ہے۔ زلزلے میں دفن ہوگئی ہے وَقَالَ يٰقَوْمِ اے میری قوم "لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ میں نے تم تک اپنے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ اور

Presented by www.ziaraat.com

تمہارا بھلا چاہا مگر تم اچھائی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے 'انکی بات نہیں سنتے اور ان سے دشمنی کرتے ہو۔ خدا کا نبی کس سے باتیں کر رہا ہے۔ جو مردہ ہیں نبی کا فعل غلط نہیں ہو سکتا۔ قرآن حق ہے 'حق کی طرف دعوت دیتا ہے' اور حق باتیں بتاتا ہے 'یہ واقعہ نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ روح انسان متوجہ ہوتی ہے سنتی ہے قرآن نبی کی مردہ کافروں سے گفتگو نقل کر رہا ہے۔ سورۃ الاعراف میں آگے ارشاد ہوا کہ

——"پھر ان کو پکڑا زلزلے نے اور وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور وہ لوگ جنھوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تو زلزلے نے ان کو ایسا کر دیا گویا وہ کبھی وہاں تھے ہی نہیں اور جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ نقصان والے ہیں۔ پس جب شعیبؑ واپس آئے اور کہا کہ اے میری قوم۔ میں نے تم تک اپنے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہارا بھلا چاہا۔ اسکے بعد کا جملہ سنئے۔

فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ

تو اب میں قوم کافر کے مرنے پر کیا غم کروں؟ (سورۃ الاعراف ۹۱ ۹۲ ۹۳)

ہم موت کو فنا خیال کر رہے ہیں۔ موت تو ایک پل ہے جو دنیا اور آخرت کا رشتہ جوڑتی ہے۔ اور آدمی موت کا پل پار کر کی آخرت کی ہمیشہ رہنے والی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے۔ نبی مردوں سے بات کر رہا ہے تو جب مسلمان نبیؐ سے باتیں کریں تو وہ کیوں نہیں سنیں گے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

ہم قبر میں وقت دفن مردے کو تلقین کرتے ہیں کہ ۔"بے شک موت حق ہے" حق کو کبھی فنا نہیں ہے۔ حق کبھی مر نہیں سکتا ہے۔ حق کے راستے پر حق کے لئے جان دینا شہادت ہے۔ لہٰذا خدا نے کہا کہ خبردار انہیں مردہ نہ کہنا جو خدا کی راہ میں قتل ہو جائے ۔ وہ شہید ہے زندہ و جاوید ہے وہ بقا کی منزل پر ہے تم اسکی "زندگی" کی حقیقت نہیں پا سکتے یہ شیطان ہے جو دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ موت کے بعد تو سب ختم ہو جائے گا 'موت تو خاتمے اور فنا کا نام ہے۔

امام معصومؑ کا ارشاد ہے کہ

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے"

یہی محبت موت کے پاکیزہ مقصد اور مطلب کو تبدیل کر دیتی ہے موت کے چہرے کو مسخ کر دیتی ہے قرآن کہہ رہا ہے کہ نبیؑ مردوں سے بات کر رہا ہے۔ جب کافر مرنے کے بعد نبی کی بات سن سکتا ہے تو پھر نبی قبر میں جا کر ہماری بات کیوں نہیں سن سکتا ہے؟

لہٰذا ضروری ہے کہ دنیا کی محبت سے دل کو پاک کیا جائے ورنہ ہم آخرت کی زندگی سے غافل ہو جائیں گے اور اپنے بچوں کی تربیت بھی ایسی کرنی چاہیے کہ وہ موت سے خوف زدہ ہونے کے بجائے موت سے محبت کریں۔

قرآن کا انداز نصیحت۔

عزیزان گرامی —— کل ہم بات کر رہے تھے کہ "قرآن کا انداز نصیحت کیسا ہے؟"۔

قرآن کیسے اور کن باتوں سے نصیحت کرتا ہے آج کل ہم نے بتایا تھا کہ قرآن اگر کسی کو برا کام نہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے تو اس کی دلیل دیتا ہے 'وجہ بتاتا ہے اور نقصانات گنواتا ہے اور اگر کسی کام کی تعریف کرتا ہے 'کسی کام کو کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسکے فائدے بتاتا ہے اور دلیل دیتا ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ نصیحت کرو تو پیار و محبت سے کرو۔ بچے کو محبت دو۔ اسے ذہنی مریض نہ بناؤ اب دیکھئے اسلام کے پاس تمام مسائل کا حل ہے مگر ہم رجوع نہیں کرتے ہیں۔ قرآن بتا رہا ہے مگر ہم ترجمہ پڑھتے ہی نہیں جبکہ ترجمہ پڑھنا بہت ہی ضروری ہے اسکا ثواب بہت زیادہ ہے۔ قرآن میں ہے کہ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ "تم عقل استعمال کیوں نہیں کرتے ہو"——؟

حدیث ہے کہ صرف وہی قرءات قرآن فائدہ دینے والی ہے 'ثواب صرف اسی کا ہے جسمیں غور و فکر بھی ہو اور جسکے ساتھ ترجمہ بھی پڑھا گیا ہو——"

آیئے قرآن سے رجوع کرتے ہیں۔ قرآن اٹھائیے قرآن بتا رہا ہے کہ اگر بچہ بد تمیز ہو سخت دل ہو تو اسے نصیحت کرنے کے کیا طریقے ہیں۔ اسکی تربیت کے کیا اصول ہیں؟

قرآن نے مثال دی—— "خدا نے حضرت موسیٰؑ کو جنھوں نے خدا سے کلام کیا 'حکم دیا کہ "اے موسیٰ جاو فرعون کے پاس جس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے 'اسے نصیحت

Presented by www.ziaraat.com

کرو' اس سے نرم بات کرو شاید اس کا دل نرم ہو جائے' وہ سوچے اور خدا کو یاد کرے۔ یا اسمیں خوف خدا پیدا ہو" ــــ (طٰہٰ ۴۳ ۴۴) یعنی فرعون جیسے ظالم شخص سے بھی سختی سے بات نہ کرنا نصیحت نرم زبان میں کرنا۔ کیونکہ نرمی کی نصیحت اثر کرتی ہے۔
ہماری اولاد تو فرعون سے زیادہ بری تو نہیں کہ ہم انہیں دو تھپیڑ لگا کر کہیں کہ "ابے چل یہ کام کر" رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ "اپنے بچوں کی عزت کرو اور انکا احترام کرو" موسیٰ فرعون کو دیکھ کر غصہ نہ کرنا۔ پیار اور نرمی سے بات کرنا۔ کہنا کہ مالک

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾

ــــ میرے مالک میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں ــــ (سورۃ طٰہٰ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸)
میرے مالک ــــ جب میں نصیحت کروں تو شیطان غالب نہ آئے۔ غصہ نہ آئے۔
اگر شیطان غالب آگیا تو میں ہدایت جیسا پاکیزہ اور ثواب والا کام نہیں کر سکوں گا۔ مجھے قوت دے کہ میں شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کر سکوں۔ عربی میں "شرح صدر" ــــ کے معنی بہت وسیع ہیں۔ یعنی سینے کا کھلنا۔ شرح صدر والا انسان "دریا دل" ہوتا ہے ہدایت کرنے والے کا دل بہت وسیع ہوتا ہے کہ وہ ہر طرح کی بری اور کڑوی کسیلی باتوں کو پی جاتا ہے اپنے دریا میں چھپا لیتا ہے۔ کوئی نجس بھی آئے تو اسے پاک کر دیتا ہے۔ لہٰذا والدین کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ "شرح صدر" کی دعا کریں۔ میرے مالک گندے خیالات سے نجات دے۔ میرے مالک غصے سے نجات دے۔ میرے مالک زبان میں ایسی تاثیر دے کہ بچے پر نصیحت کا اثر ہو سکے۔

غصہ۔ برائیوں کی چابی ہے۔

مثلاً مولانا کسی گاؤں میں تبلیغ کرنے گئے تاکہ لوگوں کو نیکی کی ہدایت کریں' برائیوں سے روکیں۔ بڑی مشکلات کا سامنا کر کے خاک دھول میں اٹے ہوئے مولانا گاؤں پہنچے۔ حالت بری' پیاس سے زبان باہر' پسینے کی بدبو' سر پر سوا نیزے کا سورج اور گاؤں کی گرم ہوا۔ اب بیچارے گاؤں والے ہیں ان پڑھ جاہل۔ اب وہ عزت کیا جانیں؟ مولانا کی عزت و احترام جیسے اُن کے خود کے خیال میں خاک تھا ــــ اسکے مطابق نہیں ہوئی سخت

برہم ہوئے۔ ارے بھئی تبلیغ کرنے آئے ہیں فوراً خیال آیا چپ رہے۔ دل پر پتھر رکھ لیا خیر صاحب مہمان ہوئے نہائے دھوئے۔ تیار ہوئے۔ دوپہر کا کھانا آیا ارے یہ چنے کی دال اور سبزی ــــ ارے ہم تو مرغی کھاتے ہیں۔ مرچ اتنی زیادہ۔ ارے کم از کم پانی تو ٹھنڈا لاؤ۔ مولانا تبلیغی دورے پر نکلے ہیں' قوم کو ہدایت کریں گے۔ غصہ ناک کی نوک پر ہے ایسے میں کیا ہدایت کریں گے اور جو کچھ کہیں گے لوگوں پر اسکا کیا اثر ہو گا غصہ پینے کا حکم دیں گے جبکہ لوگ خود انکے غصہ کا حال دیکھ رہے ہیں۔ مولانا گئے تھے کہ ثواب کما کر لائیں گے مگر الٹا گناہ کے بوجھ پیٹھ پر لاد کر لے آئے۔
آپ نے اندازہ لگایا کہ اگر غصہ ہے تو مولانا ہدایت نہیں کر سکتے۔ ماں باپ تربیت نہیں کر سکتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ

الغضب مفتاح کل شر — غصہ تمام برائیوں کی چابی ہے

غصے کی حالت میں انسان پر شیطان اور نفسانی خواہشات کا غلبہ اور حکمرانی ہوتی ہے انسان اپنے خود کے کنٹرول سے باہر ہوتا ہے' لوگوں کی توہین کرتا ہے' بے عزتی کرتا ہے' گناہ کرتا ہے' غیبت کرتا ہے' تہمت لگاتا ہے' قتل کرتا ہے' زنا کرتا ہے' جھوٹ بولتا ہے' ظلم کرتا ہے اور یہاں تک کہ خدا' انبیاء اور ائمہ دینؑ کا انکار کرتا ہے۔ ذرا غصہ کیا تو بس گناہوں کی بارش شروع۔ شیطان کے کمرے کا دروازہ کھل جاتا ہے' بند کھل جاتا ہے' سیلاب آجاتا ہے' اور انسان گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ چند منٹ کا غصہ اور احسان جتانا سالوں کی عبادت اور ریاضت کو ضائع کر دیتا ہے۔ مثلاً آپ نے یتیم کو پالا۔ اب کسی بات پر غصہ آگیا تو کہا "ارے میں نے تم کو (۳) تین سال پالا پوسا ہے اور تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو"۔ آپ نے ادھر یہ جملے ادا کئے اور آپکی محنت اور عبادت ضائع ہو گئی۔ امام کا قول مبارک ہے کہ ــــ "کسی یتیم کی پرورش کرنا عظیم عبادت ہے لیکن کسی یتیم محمدؐ و آل محمدؐ جس تک ہماری ہدایت نہ پہنچی ہو ــــ ہماری باتیں اور ہدایت پہنچانا بہت ہی عظیم عبادت ہے" کسی کے ماں باپ مرجائیں اور اسکی پرورش کی جائے تو یہ عبادت عظیم ہے ہی لیکن وہ یتیم جس تک محمدؐ و آل محمدؐ کی ہدایت نہیں پہنچی اس تک ہدایت پہنچائی جائے تو یہ اس سے عظیم عبادت ہے۔ حقیقتاً وہ یتیم وہی ہے جو ہدایت یافتہ نہیں۔ اسلام ہماری توجہ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی طرف روح کی طرف' حقیقت کی طرف اور اصلی جوہر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ قرآن احسان

Presented by www.ziaraat.com

جتانے کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى

ـــــ" اے ایمان والو۔ اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت کر کے ضایع مت کرو"

(البقرہ ٢٦٤)

نہ کسی کو جسمانی اذیت دو اور نہ روحانی ـــ آپ نے وہ جملہ تو سنا ہو گا کہ "تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا ہے ـــــ" کیونکہ روح کو زخم لگتا ہے' دل زخمی ہوتا ہے' کسی کا دل نہ دکھائیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس عمل سے انسان کے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ خدا کہہ رہا ہے کہ لاتبطلوا۔ باطل نہ کرو۔ ضایع مت کرو۔ اپنے کئے کرائے پر پانی مت پھیرو۔ اگر اعمال ضایع ہو گئے تو بس خاک ہی اڑاتے رہو گے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

احسان جتانے کا انجام

کہتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں ایک بہت عبادت گزار شخص تھا' رات رات بھر عبادت کرتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ مغرور تھا۔ یعنی عبادت صرف ظاہری اور نام کی کرتا تھا۔ "وہ عبادت جو انسان کو غرور میں مبتلا کر دے' وہ عبادت جس کو بجالانے کے بعد انسان دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے وہ عبادت نہیں بلکہ شیطان کی خدمت ہے۔ وہ اپنے آپ کو بہلا رہا ہے وہ سراب کو حقیقت سمجھ رہا ہے" وہ شخص جتنی عبادت کرتا تھا اتنا ہی متکبر ہوتا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ خدا پر احسان رکھتا تھا۔ اے خدا میں تیری عبادت کرتا ہوں لہٰذا مجھ پر اپنی رحمتیں زیادہ کر۔ میں تیرا حقیقی عبادت والا بندہ ہوں لہٰذا مجھے عزت دے۔

اس قسم کے شیطانی خیالات اس کے ذہن میں تھے۔ اب خدا نے اسکا امتحان لینا چاہا اور چاہا کہ یہ اپنی حرکات سے باز آجائے ایک مرتبہ وہ صحرا سے گزر رہا تھا راستے میں جتنا پانی ساتھ تھا وہ سب ختم ہو گیا۔ صحرا کی شدید گرمی میں چلتے چلتے اس کا برا حال ہو گیا اور گر پڑا۔ خدا نے ایک فرشتے کو انسان کی شکل میں بھیجا۔ اس فرشتے کے پاس مشکیزہ تھا۔ اب جو اس عابد نے پانی والے کو دیکھا تو کہا "مجھے پانی پلا دو میں مرنے والا ہوں"۔ اس فرشتے نے کہا ـــ "اس پانی کی قیمت دو گے؟" اس عابد نے کہا کہ ـــــ "میں تمہیں

اپنی زندگی کی آدھی عبادت بخشتا ہوں مگر مجھے ایک گلاس پانی دے دو"۔ اس فرشتے نے اس عابد کو ایک گلاس پانی پلا دیا اور چلا گیا۔ پانی پی کر اسکی جان میں جان آئی اور اس نے سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ پیاس سے اسکا برا حال ہو گیا اور یہ گرمی کی وجہ سے گر پڑا۔ اب دوبارہ وہی فرشتہ نظر آیا تو اس عابد نے وہی التجا کی۔ فرشتے نے جو انسانی شکل میں تھا' کہا کہ "اس پانی کی کیا قیمت دو گے؟" اس متکبر اور احسان جتانے والے عابد نے کہا کہ ـــــ "بقیہ عبادت بھی دیتا ہوں مگر ایک گلاس پانی پلا دو"۔ اس نے ایک گلاس پانی پلا دیا۔ جب یہ پانی پی چکا فرشتے نے کہا کہ "ہائے افسوس تجھ پر اور تیری عبادت پر ـــــ کہ تیری عبادت کی قیمت صرف دو (٢) گلاس پانی ہے اور تو ان حقیر عبادات کی وجہ سے غرور کرتا ہے اور خدا پر احسان رکھتا ہے"۔ یہ کہہ کر فرشتہ غائب ہو گیا۔

عزیزان گرامی ـــ آپ نے دیکھا کہ احسان جتانا کتنا بڑا گناہ ہے انسان کے سارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں' ہتھیلی پر رکھی مٹی کی مانند۔ جسکے اڑنے کے بعد ہتھیلی میں کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔ لہٰذا احسان جتا کر اپنے اعمال کو ضایع مت کریں بلکہ خدا سے ہمیشہ ـــ "اور" ـــ کی خواہش کریں۔ اپنی عبادات کو بھول کر اپنی غلطیوں اور گناہوں کو یاد رکھیں۔ رسول اسلامؐ نے شمعون نامی شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ۔ "اے شمعون تمہارے پاس شیطان آکر کہے گا کہ تمہاری عبادات تو بہت زیادہ ہیں اور اسطرح تم کو غرور میں مبتلا کرے گا تو تم شیطان سے کہنا کہ میری عبادات سے زیادہ میرے گناہ اور غلطیاں ہیں ـــ" آپ دعا کریں کہ خداوندا ـــ ہماری غلطیاں اور گناہوں کو ہماری اولاد میں منتقل ہونے نہ دے"

جس طرح اذیت اور احسان جتانا عبادت کو ضایع کرتا ہے اور تربیت اولاد میں مانع ہے اسی طرح اگر مزاج میں غصہ ہے تو ماں باپ اولاد کی تربیت صحیح انداز سے نہیں کر سکتے۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ـ "جب انسان کو غصہ آتا ہے تو شیطان انسان کی رگوں میں داخل ہو جاتا ہے" غصے کی حالت میں انسان کا اپنے اعضاء سے کنٹرول ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارا کنٹرول روم "دماغ" شیطان کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ اور جب شیطان کسی کو کنٹرول کرے تو بس اس کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ آپ خود بتایئے کہ غصے کی حالت میں انسان اپنی اولاد کو کیا نصیحت کرے گا؟ لہٰذا جب آپ نارمل ہو جائیں تب نصیحت کریں۔ جب غصہ آئے تو سمجھ جایئے کہ خطرہ کی گھنٹی بج رہی ہے لہٰذا خاموش ہو جایئے اور نصیحت

Presented by www.ziaraat.com

نہ کریں۔ غصے سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

غصہ کا علاج

مجتہدین عظام اس بات کے قائل ہیں کہ حالت غصہ میں ذکر خدا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا جب بھی غصہ آئے تو ذکر خدا فوراً شروع کر دیں۔ خدا سے معافی طلب کریں۔ خدا کی بڑائی بیان کریں۔ خدا کے غصے اور آخرت کے عذاب کو یاد کریں۔ امام ؑ نے ایک طریقہ بتایا کہ "جب بھی تم کو غصہ آئے تو اپنے آپ کو زمین سے مس کر دو۔ فوراً سجدے میں چلے جاؤ۔ کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ لیٹ جاؤ۔ دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ دو" اگر کوئی محرم ہے عورت ہو یا مرد ان کو ہاتھ لگانے سے غصہ ختم ہو جاتا ہے۔

عملی تربیت زیادہ موثر ہے

کل ہم نے آپ کو پیغمبر اسلام ؐ کی ایک بہت ہی نورانی حدیث بیان کی تھی —— پیغمبر اسلام (ص) نے ارشاد فرمایا کہ — "پہلے سال سے سات سال تک بچہ تمہارا سردار ہے سات سال سے چودہ سال تک بچہ تمہارا غلام اور چودہ سال سے اکیس سال تک بچہ تمہارا وزیر ہے"۔

ابھی ہم نے عرض کیا تھا کہ —— جس طرح آپ کو بچے کی خوراک اور لباس کی فکر ہوتی ہے اسی طرح اپ کو بچے کی روح کی غذا کی فکر ہونی چاہیے۔ پہلے سال سے سات سال تک تربیت کے دو طریقے ہیں۔ (۱) زبان سے۔ (۲) عمل سے۔

زبان کی نصیحت سے اتنا فائدہ نہیں ہو گا جتنا کہ عمل سے نصیحت کی جائے۔ مثلاً ایک بچہ ایک سبق زبانی یاد کرتا ہے تو اسے وہ یاد ہو جائے گا لیکن اگر وہی سبق بچے کو ڈرامے کی شکل میں عملی انداز میں دکھایا جائے گا تو وہ سبق اس کے ذہن پر نقش ہو جائے گا۔ عمل سے نصیحت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے اگر ماں باپردہ رہتی ہے 'عزیزوں کے سامنے بھی پردے کا خیال رکھتی ہے' نامحرموں سے فالتو بات نہیں کرتی ہے تو یہ اولاد کے لئے بہترین تربیت ہے۔ شوہر کی خدمت کرتی ہے یہ بہترین تربیت ہے۔

تاریخ میں ایک بہت سخی انسان گزرے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ "آپ سخی

کیسے بنے"؟ اس سخی نے جواب دیا کہ — "ماں کی وجہ سے۔ جب میں مدرسے جاتا تھا تو مجھے دو درہم دے کر کہتی کہ "ایک درہم تیرے لئے اور ایک درہم فقیر کے لئے —— اسطرح مجھے سخاوت کی عادت ہوئی"۔ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا کہ ——

السخی قریب من اللہ و قریب الجنۃ البخیل بعید من اللہ

—— سخی انسان اللہ اور جنت دونوں سے نزدیک ہے جبکہ کنجوس (بخیل) انسان اللہ سے بہت دور" —— ایک حدیث کے مطابق —— "دنیا کے سردار سخی ہیں اور آخرت کے سردار اہل تقویٰ ہیں ——"

اگر ہماری تربیت سے ہمارے بچے میں سخاوت پیدا ہو جائے تو دیکھئے اللہ کی نگاہ میں اس کا رتبہ کتنا بلند ہے۔

پیغمبر اسلام ؐ نے حاتم طائی کی بیٹی کا احترام کیا جبکہ وہ مسلمان نہیں تھی اور نہ اس کا باپ۔ فقط باپ کی سخاوت کی وجہ سے اس کا احترام کیا لیکن اگر کوئی خاتون غیبت کر رہی ہے جیسا کہ عموماً خواتین میں عادت ہوتی ہے کہ دوسری خواتین کی کثرت سے غیبت کرتی ہیں اور لگائی بجھائی میں ایکسپرٹ (ماہر) ہوتی ہیں۔ (ارے بھائی یہ ہنسنے کا مقام نہیں رونے کا مقام ہے۔ ہم ابھی مردوں کی طرف بھی آتے ہیں)۔ اب اگر بیٹی کے سامنے ماں غیبت کر رہی ہے تو بچی کی غلط تربیت ہو رہی ہے۔ مثلاً آپ اپنے بچے کو انسان کا گوشت کھلائیں اور خون پلائیں تو بچہ ایک آدم خور درندہ بنے گا۔ ماں اولاد کے سامنے غیبت کر کے اسے وحشی درندہ بنا رہی ہے۔ لیکن غیبت کی محفل میں سے ماں اٹھ کر چلی جائے تو یہ عمل بچی کے ذہن پر نقش ہو جائے گا۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ ؑ خواتین کے ساتھ بیٹھیں تھیں۔ خواتین نے غیبت شروع کی تو حضرت فاطمہ ؑ وہاں سے اٹھ گئیں —— "اگر یہ واقعہ بتایا جائے تو اب بچی غیبت نہیں کرے گی۔ دلیل دیں۔ نقصانات بتائیں۔ عذاب بتائیں (ہم نے ایک کتاب میں پڑھا کہ اب ایران کے اسکولوں میں اب ڈرائینگ کے مضمون میں صرف پھول' پھل اور پتیاں نہیں بنوائی جاتیں بلکہ بچوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ خاردار تاروں میں گھرا ہوا القدس (قبلہ اول) بنائیں۔ باپردہ لڑکی کی تصویر بنائیں۔ کربلا کے راستے پر جاتا ہوا سپاہی بنائیں۔ مسجدیں بنائیں۔ اب مائیں اپنے بچوں کو لوریاں نہیں دیتیں بلکہ انقلابی مائیں اپنے بچوں کو داستان کربلا سناتی ہیں۔ علی اصغر' قاسم' عون و محمد اور سکینہ اور مسلم بن عقیل کے یتیموں کے واقعات سناتی

Presented by www.ziaraat.com

ہیں۔ ٹارزن کی کہانی کے بجائے حضرت علیؑ، حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی بہادری کے بے مثال قصے سناتی ہیں)۔ ماں کا ہر عمل اولاد کے لئے تربیت ہے۔ اب اس کے بچے نے دیکھا کہ ماں ہر کام سے زیادہ نماز کو اہمیت دیتی ہے اور جب وقت نماز آتا ہے تو سب کام چھوڑ دیتی ہے۔

اگر باپ خود دن بھر سگریٹ پیتا ہے تو یہ بچے کے لئے ناسور ہے جسمانی اور روحانی دونوں طور پر۔ ایک تو بچے کو فضول خرچی کی عادت ہو گی دوسرے دھوئیں سے اس کا بھی جسمانی نقصان ہو گا۔ اب اگر باپ آدھی رات تک وی۔ سی۔ آر پر فلمیں دیکھ رہا ہے، گانے سن رہا ہے اور نتیجتاً اخلاق خراب ہو رہے ہیں اور صبح کی نماز قضاء ہو رہی ہے تو یہ بچے کے لئے زہر قاتل ہے۔ لیکن اگر باپ نماز فجر کی پابندی کرتا ہے، بیوی بچوں سے پیار کا سلوک کرتا ہے تو یہ بچے کی بہترین تربیت ہو گی۔ والدین اگر بچے کی صحیح تربیت کرتے ہیں تو تاریخ کے مطابق۔ جناب زہراؑ ان کو اپنا بچہ کہتی ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ ایک بہت بڑے عالم بزرگ گذرے ہیں۔ ایک رات عالم خواب میں انھوں نے دیکھا کہ کالی چادر میں ایک عورت ہے اور کہتی ہے کہ "اے شیخ۔ میں نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ ہوں" شیخ مفید نے یہ سنا اور احترام میں کھڑے ہو گئے۔ حضرت فاطمہؑ کے دونوں جانب بچے ہیں جنکا انھوں نے ہاتھ تھام رکھا ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ۔ "یہ بچے لیکر آئی ہوں ان کو قرآن و اہلبیتؑ کا علم سکھاو"۔

اب شیخ مفید کی آنکھ کھل گئی اور وہ رونے لگے۔ اب جو رات خواب میں واقعہ دیکھا وہی صبح ہوا۔ کالی چادر میں ایک خاتون دو (۲) بچوں کو لے کر آئی جیسے حضرت فاطمہ لے کر آئیں تھیں اور کہا کہ — "یہ میرے بچے ہیں ان کو قرآن و اہلبیتؑ کا علم سکھادو"—— یہ دو (۲) بچے کون تھے؟"۔ ایک سید رضی دوسرے سید مرتضیٰ۔ جناب سیدہ ان دونوں کو اپنا بچہ کہہ رہی ہیں۔ بہترین تربیت صرف کردار ہی سے ممکن ہے۔ آپکی بہترین تربیت کی وجہ سے حضرت فاطمہؑ آپکے بچوں کو اپنے بچے کہہ دیں تو اس سے بڑھ کر کسی مومن کے لئے کوئی اور خوشی نہیں ہے۔ اگر ہم بچے کے سامنے گناہ کر رہے ہیں تو ہم دراصل بچے کی تباہی کے اسباب فراہم کر رہے ہیں۔ اسے ڈوبنے کے لئے سمندر دے رہے ہیں لیکن اگر یہی ماں باپ اولاد کے سامنے نیک اعمال انجام دے رہے ہیں، اولاد امانت الٰہی ہے اس میں خیانت گناہ عظیم ہے اور ناقابل معافی جرم ہے۔ آج جو معاشرہ گناہ اور تباہی و بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے، فساد کی جانب گامزن ہے، شیطان کے راستے پر رواں دواں ہے،

آج گناہ فیشن ہے، لڑکیوں کو چھیڑنا اور تنگ کرنا مشغلہ ہے، داڑھی مونڈھنا فیشن ہے، داڑھی والے جوان کو بوڑھا کہا جاتا ہے، معاشرے کی رسم و رواج سب غیر اسلامی ہیں۔ ان کی واحد وجہ تربیت اولاد کا صحیح نہ ہونا ہے۔ اگر باپ بھی فیشن کی دلدل میں ہے تو بیٹا بھی وہی کرے گا، بے پردہ ماں میک اپ کر کے گھومتی ہے اب اسکی بیٹی حضرت زینبؑ کی ماننے والی تو نہیں بنے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا معاشرہ اسلامی معاشرہ ہو اور زمانے سے برائیوں کا خاتمہ ہو جائے تو سب ملکر جہاد کریں، جدوجہد کریں، محنت کریں اور اپنے بچوں کی تربیت اسلامی انداز سے کریں۔

جب امام خمینی سلام اللہ علیہ کو گرفتار کیا گیا تو شاہ ایران نے امام خمینی سے کہا کہ "آپ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں تو آپکی فوج کہاں ہے، سپاہی کہاں ہیں"؟۔ امام خمینی نے اس وقت بہت نورانی جملہ کہا کہ — "میرے سپاہی ماوٴں کی گودوں میں دودھ پی رہے ہیں"—— انکی تربیت ہو رہی ہے۔ وہ بعد میں اسلام کے لئے جہاد کریں گے۔

اسلامی تربیت کے سیاسی فوائد

ہم نے جو گناہ عظیم کیا ہے اور نسلیں برباد کی ہیں پوری صدی (سو ۱۰۰ سال) برباد نہیں کی بلکہ آنے والی تمام نسلوں کے قاتل ہم ہیں۔ لیکن اب جو بچہ آپکی گود میں ہے۔ اسے اچھا یا برا بنانا۔ حسینی یا یزیدی بنانا آپ کی تربیت پر منحصر ہے لیکن ماں باپ کا اچھا یا برا ہونا بچے کو اچھائی یا برائی کی طرف مائل کرتا ہے مجبور نہیں۔ اگر ہم نے ان بچوں پر توجہ دی تو پوری نسل کی تربیت اسلامی ہو گی، حسینیؑ ہو گی، علی اکبر و قاسم کی جیسی ہو گی تو ملک سے فتنہ و فساد ختم ہو سکتا ہے، اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے، امریکہ اور امریکی نوکروں، خدمت گزاروں اور ایجنٹوں کو ملک سے باہر نکالا جا سکتا ہے، معاشرے سے برائیاں ختم کی جا سکتی ہیں۔ ملک و ملت کا سودا کرنے والے سیاستدانوں کو قتل کیا جا سکتا ہے، قوم پرستی کا نعرہ لگا کر ملک و ملت کے حصے بخرے کرنے والوں کی گرفت کی جا سکتی ہے۔ نیک اور متقی سیاست دان مل سکتے ہیں، ملک کا مستقبل دکھائی نہیں دیتا ہے۔ لہٰذا اگر ملک کو بچانا ہے، اپنی آخرت بنانی ہے تو اپنی اولاد پر توجہ دیجئے۔ ان کی تربیت اسلامی احکام کے مطابق کریئے۔ ہر سیاستدان یہ کوشش کر رہا ہے کہ میں امریکہ کی تعریف میں بیان دوں، امریکی مفادات کا تحفظ کروں۔ ہماری سوچ کیوں بدل گئی۔ انگریزوں نے ایشیا میں آکر یہ مسلمانوں کی برین واشنگ کیوں کی۔ اس کے کیا مقاصد

Presented by www.ziaraat.com

تھے ؟۔ اس لئے کہ ہم اسلام حقیقی سے دور ہو جائیں ۔ ان سالوں میں جب برطانیہ کا حکم چلتا تھا برہ صغیر پر تو اسلام کے حقیقی چہرے کو مسخ کیا گیا۔ اسلامی تعلیمات اس انداز سے پیش کی گئیں اسلام کا معاشرے اور اس کی ہدایت سے کوئی تعلق نہیں۔

قرآن کا ہدایت ' سیاست اور حکومت اسلامی سے کوئی رشتہ نہیں۔ اہلبیت تو اللہ والے بندے تھے ان کا گھر تھا۔ انہیں سیاست سے کیا کام؟ اسلام حقیقی کو اتنا بگاڑ کر پیش کیا کہ اگر کبھی اسلام اصلی چہرے میں آئے تو مسلمان اسے پہچان نہ سکیں۔ تقوٰی کا تصور ہی ختم کر دیا گیا۔ جو متقی ہو وہ ہی سیاست اور حکومت کرنے کے قابل ہے لیکن چونکہ تقوٰی کو ختم کر دیا گیا جسے چاہو ووٹ دو ـــــ امریکہ میں تو گدھوں کو بھی ووٹ دیا جاتا ہے ـــــ قرآن کہہ رہا ہے کہ

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ـــــ زمین پر مالک میرے نیک بندے ہونگے " (الانبیاء ۱۰۵)

خدا کہہ رہا ہے کہ حکومت کا حق صرف خدا کے نیک بندوں کو ہی ہے۔ اب اگر آپ نے کسی ظالم کو ووٹ دیا اور وہ منتخب ہونے کے بعد جتنے گناہ کرے گا ان سب میں آپ شریک ہوں گے۔

ظالم کا ساتھ دینے والا اس کے ظلم میں برابر کا شریک ہے۔

آیت اللہ مرتضٰی مطہری شہید اپنی کتاب داستان راستان ' (سچی کہانیاں) میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ـــ امام موسیٰ کاظمؑ کے زمانے میں ایک عاشق امام کی خدمت میں پہنچا تو امام نے اس سے اچھے طریقے سے ملاقات نہیں کی۔ پوچھا "مولا کیوں ناراض ہیں " ـ کہا۔ "تو ظالم کا ساتھی ہے تو ہارون رشید کا ساتھی ہے لہٰذا تیرا ٹھکانہ بھی وہیں ہو گا جہاں ہارون کا ٹھکانہ ہو گا" ـــ اس شخص نے جس کا نام غالباً صفوان جمال ہے ' امام سے پوچھا کہ "مولا میری کیا خطا ہے ؟" ـــ "تو نے ہارون کی مدد کی ہے تو نے اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر دیئے ہیں" وہ شخص اونٹوں کو کرائے پر دینے کا کاروبار کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ

ـــ "مولا میں نے ہارون کو اونٹ کسی برے کام کے لئے نہیں دیئے بلکہ وہ حج پر جا رہا تھا اس لئے میں نے اونٹ دئے ہیں " ـــ امامؑ نے پوچھا کہ ـــ "کیا ہارون نے رقم پوری ادا کی ہے یا آدھی " اس شخص نے جواب دیا کہ ـــ "مولا رقم آدھی دی ہے اور آدھی رقم حج کے بعد واپسی پر ادا کرنے کو کہا ہے " ـــ امامؑ نے کہا کہ ـــ "تیری آدھی رقم ہارون کے پاس ہے ۔ اب تیرے ذہن میں یہ خیال تو آتا ہو گا کہ ہارون خیریت سے آجائے تو بقیہ رقم بھی مل جائے گی " ـــ اس شخص نے کہا کہ ۔ "ہاں مولا آتا تو ہے " ۔ اب امامؑ نے فوراً کہا کہ ظالم کے لئے اتنا سوچنا کہ وہ خیریت سے واپس آجائے تو یہ بھی اس کے ظلم میں برابر کا شریک ہونا ہے " ۔ چند لمحات کے لئے ظالم کی خیریت کی تمنا کرنا یہ بھی بڑا ظلم ہے ۔ مگر ہم تو ملک و ملت کے دشمنوں کو ووٹ دے رہے ہیں ' انکی حمایت کر رہے ہیں ' اگر ہم نے غیر متقی انسان کو ووٹ دیا تو ہم اسکے گناہ میں شریک ہیں ۔ قرآن کہتا ہے کہ

"اور جو کوئی اللہ کے قانون کے مطابق حکومت نہ کرے ۔ پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں" ۔

(سورۃ المائدہ ۴۴)

۴۵ ویں آیت میں هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور ۴۷ ویں آیت میں هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

اب جو کوئی بھی امریکہ یا روس کے نظام کے مطابق حکومت کرے تو وہی کافر ظالم اور فاسق ہے ۔ جو صاحب اقتدار ہو اور اسلامی نظام کو نافذ نہ کرے بلکہ برطانیہ کا نظام چلائے انگریزوں کی عدالت کے مطابق فیصلے دے تو ایسے ہی لوگ کافر ' ظالم اور فاسق ہیں ۔ اگر ہم اپنی لیڈری شہرت اور دنیاوی فائدے کی وجہ سے ووٹ دے رہے ہیں گناہگار لوگوں کو تو ہم ان کے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں ۔ بس وہ ہماری پارٹی کا حامی ہے ۔ وہ میرا گہرا دوست ہے ہم تو اسی کو ووٹ دیں گے اگر اس کی پارٹی برسراقتدار آگئی تو کیا ہمارے بچوں کی اسلامی تربیت کرے گی ؟ کیا ملت کو گناہوں سے بچائے گی ؟ کیا وہ آکر رشوت کم کرے گی ؟ کیا معاشرے سے بدکاری اور بے پردگی کا خاتمہ کرے گی ؟ کیا دنیا کے ساتھ ہماری آخرت بھی بہتر کرے گی ؟ افسوس ہم نے ووٹ دیتے وقت آخرت اور قیامت کے پہلو کو نہیں دیکھا۔

یہی انگریز چاہتا ہے ' یہی یہود چاہتا ہے کہ ہم صرف دنیا پر نظر رکھیں ' دنیاوی فائدوں کی فکر کریں اور قبر و قیامت کو بھول جائیں ۔ جو آخرت کے لئے کام کرتا ہے خدا اسے دنیا

Presented by www.ziaraat.com

بھی دیتا ہے اور آخرت بھی۔ مولا علیؑ نے فرمایا کہ —— "تم آخرت کی فکر کرو دنیا خود بخود ذلیل ہو کر تمہارے پاس آئے گی" —— اور جو دنیا کے لئے فکر کرتا ہے اسے نہ دنیا ملتی ہے اور نہ آخرت اور حدیث کے مطابق —— "خدا اس کے تمام کام بگاڑ دیتا ہے۔"

حسینؑ کربلا میں آکر بتا رہے ہیں اے انسانوں دیکھو اپنی آخرت کی بھی شدید فکر کرنا۔ حسینؑ نے بتایا کہ یزیدی صفات رکھنے والے انسان کو حکومت کا حق نہیں ہے بلکہ اللہ کے نیک بندے کو ہی حکومت کا حق ہے۔ حسینؑ کسی ظلم کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

بڑھتے بڑھتے بات جب اصول دین تک آگئی
اور یزیدیت کی شکل میں عروج پا گئی
بڑھ کے پھر دلیر نے، شیر حق کے شیر نے
بخدا حسین —— دین کو بچا لیا

حسینؑ کا قیام فقط اللہ کے لئے تھا آخرت کے لئے تھا لہٰذا تا قیامت دنیا ذلیل ہو کر حسینؑ کے پاس رہے گی، حسین کے در پر دنیا بھیک مانگے گی۔ اب قیامت تک حسینؑ کا تذکرہ ہو گا اور وہاں یزیدی فوج جس نے دنیا کے لئے، مال و دولت کے لئے، دنیاوی شہرت کے لئے، ابن زیاد اور یزید کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حسینؑ سے، اللہ کے نمائندے اور حجت خدا سے جنگ کی۔ اسے شہید کیا جسے فاطمہ زہراؑ نے محنت کر کے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا۔ جس کی رگوں میں علی مرتضیٰؑ کا خون دوڑ رہا تھا۔ ہاں مظلوم کی مظلومانہ شہادت پر نبیؐ نے گریہ کیا ہو گا، علیؑ غمگین ہوئے ہونگے اور فاطمہ زہراؑ کا جگر زخمی ہوا ہو گا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

خداوند عالم ہم سب کو اولاد کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ دنیا کے ساتھ دین کی بھی فکر کریں اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے ملک کو امریکی ایجنٹوں سے پاک کر سکیں۔ خداوندا عزاداری حسینؑ کی حفاظت فرما۔

—— "خدایا —— خدایا —— تا انقلاب مہدیؑ —— از نہضت خمینی —— محافظت بفرما۔"

پانچویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

—— جس نے ایک نفس کو بے گناہ قتل کیا یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا ——

(المائدہ ۳۲)

معزز سامعین —— قرآن ایک عظیم الٰہی کتاب ہے خود قرآن کا ارشاد ہے کہ

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾

"اور نہ کوئی تر ہے اور نہ کوئی خشک جو اس کھلی (واضح) کتاب میں نہیں ہے ——" (الانعام ۵۹)

قرآن ہدایت ہے

امام خمینی سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ —— "قرآن انسان ساز کتاب ہے —— "قرآن انسان بنانے کا کارخانہ ہے یہ ایک ایسی فیکٹری ہے جو انسان تیار کرتی ہے۔ انسانی صفات، انسانی اقدار اور انسانی خصوصیات پیدا کرتی ہے پیدا کرنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صفات اور اقدار انسان میں نہیں ہیں بعد میں پیدا ہوئیں نہیں بلکہ خداوند عالم نے تمام صفات انسانی فطرت میں رکھی ہیں۔ قرآن کا کام چونکہ ہدایت ہے لہٰذا وہ ہدایت کے ذریعے انسانی فطرت کو پالش کرتا ہے اور اسے چمکاتا ہے تاکہ انسانی صفات ابھر کے سامنے

Presented by www.ziaraat.com

آئیں اور وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ قرآن فقط مسلمانوں کے لئے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ یہ تمام انسانوں کے لئے، عالم انسانیت کے لئے، اور تمام اہل زمین کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ قرآن میں ارشاد رب العزت ہوتا ہے کہ

الۤرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

——"الرٰ — یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں۔" (الابراھیم ۱)

خود قرآن گواہ ہے کہ "قرآن کا مقصد لوگوں کو اندھیروں، گمراہی، مادیت پرستی، دنیاداری، اور شیطان کی پیروی سے نکال کر نور، ہدایت، خداپرستی اور فکر آخرت کی طرف لے جائے۔ قرآن ہر انسان کے لئے پیغام الٰہی ہے۔ یہ خدا کا خط ہے جو ہر بندے کے نام ہے۔ قرآن کی باتیں نورانی اصول ہیں۔ قرآن کیا کہہ رہا ہے اور شاید ہی قرآن نے کسی اور گناہ کے بارے میں اتنا سخت لہجہ استعمال کیا ہو۔ قرآن نے کیا کہا۔ جس نے ایک نفس کو بے گناہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانیت کو زندہ کیا۔ کسی پر ہدایت کے دروازے بند کرنا —— حقیقتاً اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور اگر کسی شخص نے کسی انسان کو ہدایت کی، صحیح راستہ دکھایا تو حقیقتاً اس نے اس پر زندگی کے دروازے کو کھول دیا۔ اس گفتگو سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ قرآن کی نگاہ میں گمراہی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر کسی کو گمراہ کر دیا جائے تو اب اسے باقاعدہ پیچھے سے ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب وہ خود ہی فساد برپا کرے گا، قتل کرے گا، برائیاں کرے گا، اس میں چابی بھر دی گئی اب خود کام کرے گا۔

یہودیوں کی قوم پرستی

قرآن بیان کرتا ہے کہ یہودی اور عیسائی پہلے حق پر تھے۔ یہودیوں کا تعلق بنی

اسرائیل سے تھا جن پر حضرت موسیٰؑ نازل ہوئے اور عیسائیوں کا تعلق حضرت عیسیٰ بن مریمؑ سے ہے یہ دونوں حق پر تھے۔ لیکن دنیاوی لالچ کی وجہ سے اپنے مذہب سے پھر گئے۔ یہ پہلے خود رسولؐ اللہ کا انتظار کرتے تھے۔ قرآن خود کہتا ہے کہ

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

——"اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے رسول بن کر تمہاری طرف آیا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے آگے ہے یعنی توریت اور خوش خبری سناتا ہوں تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ ہے۔"[19]

(سورۃ الصف ۶)

عرب تو جاہل بت پرست اور وحشی تھے۔ اپنی اولاد کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ الغرض یہ کہ انسانیت سے بہت دور تھے مگر یہ یہودی پڑھے لکھے تھے۔ تجارت کرتے تھے یہ عرب قبائل کو آپس میں لڑواتے تھے کیونکہ ان کا اسلحہ بکتا تھا اور فائدہ ہوتا تھا۔ یہودی ان قبائل کی آپس کی لڑائیوں سے نفع حاصل کرتے تھے۔ کل بھی ان کا یہی دھندا تھا اور آج بھی یہی کام کرتے ہیں۔ دنیا والوں کو آپس میں لڑواتے ہیں، مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرواتے ہیں۔ یہودی عربوں کو باہم لڑواتے تھے اور وہ اتنے جاہل تھے کہ لڑتے رہتے تھے۔ یہ یہودی عربوں سے کہتے تھے کہ "ہماری مقدس کتاب توریت میں لکھا ہے کہ ایک نبی جو اس سرزمین پر نازل ہوگا، جس کا نام احمدؐ (محمدؐ) ہوگا اور وہ تمہارے سارے بتوں کو توڑ دے گا"۔ اس بات پر عرب بہت بگڑتے اور ناراض ہوتے اور کہتے کہ "تم غلط کہتے ہو"۔ یہودی ان کے جواب میں کہتے کہ "ہم غلط نہیں کہتے ہیں کیونکہ یہ بات ہماری مقدس کتاب میں لکھی ہے" یہودی بہت قوم پرست واقع ہوئے ہیں کہ وہ فرد جو ان کی قوم کا نہ ہو اسے اپنا ہم مذہب نہیں سمجھتے۔ یہودیوں کے ہاں تبلیغ جائز نہیں ہے۔ وہ دلائل اور تبلیغ سے دوسروں کو یہودی نہیں بناتے ہیں۔ یہودیوں کے مطابق ان کی

Presented by www.ziaraat.com

قوم سب سے اعلیٰ قوم ہے باقی جو مخلوق ہے وہ سب بھیڑ بکری ہیں' وہ سب خاک ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ان باقی مخلوق کا خون بھی اُن پر جائز ہے اور ان کا مال بھی حلال ہے۔ یہ ہے یہودیوں کے عقیدے اور مذہب کی بنیاد۔ ان کے عقیدے کے مطابق پوری کائنات میں بس وہی افضل ہیں اور حکومت کا حق انہی کو ہے۔ اب جس نے بھی یہودیوں کے ان حقائق سے پردہ اٹھایا' ان کے راز افشاں کئے یا کتاب لکھی تو اسے قتل کردیا گیا۔ یہ ہے ان کی قوم پرستی اور قوم پرستی بھی ایسی کہ کسی غیر قوم کے فرد کو بھی اپنے مذہب میں داخل نہیں کریں گے۔ لہٰذا اب جو پیغمبر اسلامؐ نے ظہور کیا تو انھوں نے توریت میں دیکھا کہ جس کی نشانیاں یہ ہیں' پیدا ہو کر آگ بجھائے گا اور بت گریں گے"۔ اب جو رسول کو دیکھا' اب یہودیوں کے دل میں رسول اسلامؐ کے لئے بغض آیا' دشمنی پیدا ہوئی اور قوم پرستی نے جوش مارا کہ اگر یہ ہماری قوم سے ہوتا تو ہم اسے تسلیم کرتے۔ یہ ہماری قوم کا نہیں ہے لہٰذا مخالفت کی' یہ قوم پرستی بہت خراب ہے' دنیا' ایمان اور آخرت سب خراب کردیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جب امام زمانہؑ آئیں تو ہم ان سے کہیں کہ آپ ہماری قوم سے ہیں یا نہیں اگر آپ عرب ہیں تو بس خدا حافظ ہم آپکی بات نہیں مانیں گے۔ کیونکہ آپکی قوم الگ ہے اور ہماری قوم الگ۔ لہٰذا قوم پرستی سے بچئے' اس کی مخالفت کیجئے کہیں یہ آپ کے ایمان اور آخرت کو تباہ و برباد نہ کردے ۶

یہودی اسی لئے پیغمبرؐ کے دشمن بن گئے تھے کہ یہ عربوں میں کیوں آیا۔ جبکہ حقیقت میں رسول اللہؐ عربوں کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوئے۔ سب کے لئے پیغام الٰہی لیکر آئے اور پوری دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اب یہودی دشمن

---

۶ (یہی قوم پرستی تھی جس نے ولی فقیہہ امام خمینی کے نمائندے اور شیعان پاکستان کے قائد مولانا عارف حسین الحسینی شہید کو تنہا چھوڑ دیا صرف یہ کہہ کر کہ ــــ "یہ ہماری قوم کا نہیں ہے۔ یہ پٹھان ہے' پہاڑوں سے آیا ہے' قیادت مہاجروں سے ہونی چاہیے۔ یہ قوم پرستی تھی جس نے قائد شہید جیسے عظیم رہبر کو یکتا و تنہا چھوڑ دیا)

ہو گئے لہٰذا یہیں سے فتنہ فساد شروع ہوا۔ یہودیت کے نظریے کے مطابق کسی کو تبلیغ کر کے یہودی تو نہیں بنایا جا سکتا ہے لہٰذا اب قادیانی مذہب ایجاد کیا۔ بہائی مذہب ایجاد کیا۔ تاریخ میں رسول اللہ کے خلاف جتنی سازشیں ہوئیں ہیں ان میں سے اکثر کی بنیاد یہودیوں نے رکھی۔ "وہابیت" ہی کو لیجئیے۔ اس کی بنیاد بھی یہودیوں نے رکھی۔ اب پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ رسول اللہؐ تھے اور ختم ہو گئے۔ قبروں پر جانا شرک ہے۔ فاتحہ خوانی اور نذر وغیرہ سب بدعت ہے۔ وسیلہ سے دعائیں نہ مانگو۔ ثبوت ہم فراہم کرتے ہیں ــــ " ہمفرے کے اعترافات " نامی کتاب ہمفرے نامی برطانوی جاسوسی کی داستان ہے۔ وہ مسلمانوں کا روپ دھار کر مسلمانوں میں گھس گیا اور غلط تبلیغات کرنے لگا' اس نے اپنی پوری کہانی لکھی ہے کہ کہاں سے احکامات جاری ہوتے تھے۔ اور کام کرنے کے انداز بتائے جاتے تھے۔ اس کا کام یہ تھا کہ مسلمانوں میں سے روح قرآن کو نکال دے۔ روح اسلام کو ان مسلمانوں سے دور کردیا جائے اور حکومت برطانیہ نے اسے بیس (۲۰) پچیس (۲۵) نکات کی ایک فہرست دی کہ ان تمام باتوں کو مسلمان ممالک سے نابود کرنا ہے اور ان میں سب سے اہم ترین نکتہ یہ تھا کہ مسلمانوں کا پیغمبر اسلامؐ کی ذات پر جو عقیدہ ہے' اسے نابود کیا جائے مثلاً حدیث ہے کہ

اَلنَّظَافَةُ نِصْفُ الْاِیْمَان صفائی نصف ایمان ہے۔

مگر مسلمانوں کے گھروں' محلوں اور شہروں میں کوڑا کرکٹ اور کیچڑ ہونی چاہئے یہ ہے انکا عقیدہ اور مقصد جو کہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اللہ پاک کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

مثال کے طور پر خدا فرماتا ہے کہ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ زمین میں فساد مت کرو۔ (البقرہ ۱۱)۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو خوب لڑائیں اور اتنی فرقے بازی کریں کہ مسلمان باہم الجھ کر رہ جائیں مسلمانوں میں نفرت پیدا ہو جائے تو ہماری حکومت مضبوط ہو جائے گی۔ روضۂ نبی ہی ان کے لئے خطرہ نہیں ہے بلکہ محرم کی مجالس کے یہ عظیم الشان

Presented by www.ziaraat.com

اجتماعات' یہ عاشورہ کے جلوس اور روح عزاداری ان کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے۔ حضرت امام خمینی سلام اللہ علیہ نے ہمیں عزاداری کی روح سے آگاہ کیا اور فلسفہ' عزاداری سے آشنا اور ملت ایران کو آگاہ کیا تو دیکھا کہ نہ شاہ رہا اور نہ ڈھائی ہزار سالہ شہنشائیت۔ بقول شاعر

ہے آرہی یہ صدا کربلا کے ذروں سے
یزیدیت سے ابھی انتقام لینا ہے

خطرناک سازش

شہید محراب آیت اللہ دستیغب اپنی ایک کتاب میں واقعہ نقل کرتے ہیں اور نجف کے علماء نے یہ طے کیا کہ برطانیہ کی حکومت کے خلاف جہاد کیا جائے کیونکہ برطانوی حکومت وہاں مسلط تھی۔ جہاد تو قوت اور طاقت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جب شیعہ سنی ایک مسلمان ملت بن جائیں گے تو ایک قوت بنے گی اور اگر شیعہ سنی متحد نہ ہوئے تو ایسے ہی غلام رہیں گے۔ شیعہ سنی علما متحد ہو گئے اور یہ طے کیا کہ کہ آج کے بعد سے منبر سے کوئی بھی اختلافی روایت بیان نہیں کی جائے گی جس سے ہمارے بھائیوں میں نفرت ہو لہذا اگر ہم متحد نہیں ہوئے تو ہم ہمیشہ ان ظالم شرابیوں کے غلام رہیں گے۔ سب نے ان باتوں پر اتفاق کیا اور مشترکہ جہاد پر راضی ہو گئے۔ شب جمعہ روضہ امام حسینؑ پر بڑی مجلس ہوتی تھی۔ اس زمانے کا مشہور ذاکر مصائب میں ایک ہی روایت پڑھتا تھا جو کہ شیعہ اور سنی کو لڑانے کے لئے کافی تھی۔ ایک شب روایت پڑھی گئی۔ سب نے کہا کہ غلطی ہو گئی' دوسری شب جمعہ بھی وہی روایت پڑھی گئی۔ آخر کار اس ذاکر کو بلایا گیا وہاں کے ذاکر حسینؑ ایسے نہیں تھے کہ مجتہد کی بات نہ مانیں۔ فوراً چلے آئے۔ اس ذاکر سے کہا کہ "ہم شیعہ سنی علما نے یہ طے کیا ہے کہ انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے متحد ہوں اور کوئی بھی اختلافی روایت نہیں پڑھی جائے۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ نے فلاں اختلافی روایت کیوں پڑھی"؟ کہا "مولانا۔ بات یہ ہے کہ جو سیٹھ صاحب مجھ سے

مجلس پڑھواتے ہیں پچاس (۵۰) درہم دیتے ہیں فقط اس روایت کو سننے کے لئے۔" ان سیٹھ صاحب کو بلایا گیا وہ ٹھیکیدار تھے۔ انہوں نے کہا۔ "مولانا جو مجھ سے بڑا سیٹھ ہے وہ مجھے سو (۱۰۰) درہم دیتا ہے اس روایت کو بیان کرنے کے لئے۔ پچاس (۵۰) درہم خود رکھتا ہوں اور پچاس ذاکر حسینؑ کو دیتا ہوں"۔ اب ان صاحب کو بلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ۔۔ "ہماری ایک وزیر (منسٹر) سے بات چیت اور واقفیت ہے وہ ہمیں اسطرح کا حکم دیتا ہے اب بات اوپر چلی اور کڑیاں سے کڑیاں ملتی گئیں۔ اب اس مسلمان وزیر کو بلایا گیا اور جب تحقیق کی گئی تو بات حکومت برطانیہ تک جا پہنچی کہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم آتے ہیں کہ اختلافی روایات پڑھی جائیں اور اختلافات کو ہوا دی جائے تاکہ مسلمان آپس میں لڑ کر اپنی طاقت کو ضایع کردیں۔ وہ ایک ہزار درہم ذاکر تک آتے آتے صرف پچاس (۵۰) رہ جاتے تھے۔ اسی طرح کے ہزاروں واقعات ہیں۔

سارا جھگڑا۔۔۔ انانیت اور شہرت کا ہے

پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ قبروں پر نہ جائیں۔ وہاں خاک ہے' وہاں خاک نہیں ہے بلکہ خاک شفا ہے' وہاں سے لوگوں کو شفاعت ملتی ہے' قرآن سے پوچھئے تو قرآن کہتا ہے کہ

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ

"موسیٰؑ نے کہا کہ۔۔۔ اے سامری تیری کیا حقیقت ہے۔" (طٰہٰ ۹۵)

موسیٰؑ جب کوہ طور سے پلٹے تو دیکھا کہ قوم گمراہ ہو چکی ہے اور قوم کی گمراہی کا سبب سامری ہے۔ سب لوگ گائے کے ایک بچھڑے کو سجدہ کرتے ہیں۔ اب حضرت موسیٰؑ نے سامری سے پوچھا کہ تو نے قوم کو کیسے گمراہ کیا ہے؟ اب سامری کا جواب قرآن نقل کر رہا ہے کہ

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا

Presented by www.ziaraat.com

ـــ "میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہیں دیکھا ـــ (طٰہٰ ۹۶)۔ اور میں نے بھیجے ہوئے جبرئیل کے گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے کی خاک اٹھالی اور اس بچھڑے میں ڈال دی۔ مجھ کو میرے دل نے یہی مشورہ دیا"۔ (طٰہٰ۔۹۶)

اس نے چاہا کہ قوم کو گمراہ کر دے دنیاوی فائدہ اور شہرت حاصل کرے۔ دنیا میں جو کچھ جھگڑے فساد ہیں جو فتنے ہیں سب یہی کرسی، حکومت، شہرت اور انانیت کے پیدا کردہ ہیں۔ ہمارے یہاں کوئی متقی سیاست دان نہیں ہے۔ ہمارے یہاں سیاست میں تقوٰی کا تصور نہیں ہے بلکہ ہمارے یہاں سیاست مکرو فریب کا نام ہے اور کہا جاتا ہے کہ بھائی سیاست تو گندگی کا مقام ہے' سیاست مکرو فریب ہے لہٰذا متقی اور نیک افراد کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے مگر امام حسینؑ فرمارہے ہیں کہ ـــ "خدا نے ہمیں اس لئے امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہم اللہ کے بندوں کو سیاست شیطان سے نجات دے کر سیاست الٰہیہؑ کی طرف لے آئیں"۔ دین اور سیاست جدا جدا نہیں ہے بلکہ دین اور سیاست ایک ہی ہے۔ مگر ہمارے سیاست دانوں کا مقصد یہ ہے کہ سیاست کے ذریعے سے دولت، کرسی اور شہرت حاصل کریں جیسا سامری نے چاہا کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ سے کہا کہ جب آپ چلے گئے تو میں نے جبرئیل کے گھوڑے کے قدموں کی خاک۔ اس بچھڑے میں ڈال دی اور اس خاک کا اثر یہ ہوا کہ یہ زندہ ہو گیا اور اسطرح میں نے قوم کو گمراہ کر دیا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ جبرئیل کے گھوڑے کے قدموں کے نیچے جو خاک آجائے تو وہ مردے کو زندہ بنا سکتی ہے تو پھر کیا حسینؑ کی قبر کی خاک۔ خاک شفا نہیں ہو سکتی؟

یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ نبی اور امام کی قبر پر مت جاؤ۔ وہاں خاک ہے تمہیں کیا ملے گا؟ قرآن آواز دے رہا ہے کہ جبرئیل کے گھوڑے کے نیچے جو خاک آجائے تو وہ خاک مردے کو زندہ بنا سکتی ہے تو پھر وہ خاک جس میں جبرئیل کے مولا کا جسم ہو اور جس خاک میں پیغمبر اسلامؐ کا جسم ہو تو کیا وہ خاک شفا نہیں ہو گی؟ دشمنان اسلام کا پہلا حملہ ہمیشہ ہمارے عقیدے پر ہوتا ہے تاکہ اسے فاسد کیا جائے۔ قرآن نے کہا کہ

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ "زمین میں فساد مت کرو"۔ (البقرہ ۱۱)

دشمن نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ فساد ہونا چاہیے۔ اسلام نے کہا کہ "موسیقی حرام ہے"۔ دشمن نے زیادہ سے زیادہ میوزک کے اسباب فراہم کئے۔ اسلام نے صفائی کا حکم دیا' دشمن نے چاہا کہ گندگی ہو۔ اسلام نے کہا کہ نشہ حرام ہے۔ دشمن نے ہمارے معاشرے کو زیادہ سے زیادہ ہیروین دی' وی' سی' آر اور گندی فلمیں دیں۔ یہ سامراجی طاقتیں مسلسل ہمارے معاشرے کو نابود کر رہی ہیں لیکن کیا ہم ہمیشہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے اسلام' معاشرے اور انسانیت کی نابودی کا تماشا دیکھتے رہیں گے یا اسلام ہمیں ان برائیوں کو روکنے کا حکم دیتا ہے کیا اسلام کے پاس ان تباہ کاریوں کا کوئی علاج بھی ہے؟۔ ہاں اسلام ان برائیوں کے خلاف جو اسلحہ اٹھانے کا حکم دیتا ہے وہ اولاد ہے وہ آنے والی نسل ہے وہ آنے والا کل اور طلوع ہونے والا سورج ہے۔ اگر ہم اولاد کی صحیح تربیت کریں تو یہ نسل پورے ملک کے نظام کو بدل سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت کریں۔

اولاد میں بری صفات پیدا نہ ہونے دیں

ہم نے پیغمبر اسلام کا ایک نورانی جملہ نقل کیا تھا کہ

الولد سید سبعہ سنین۔ وغلام سبعہ سنین۔
ووزیر سبعہ سنین۔

ـــ "پہلے سال سے سات (۷) سال تک بچہ تمہارا سردار ہے اور سات (۷) سال سے چودہ (۱۴) سال تک بچہ تمہارا غلام اور چودہ (۱۴) سال سے اکیس (۲۱) سال تک بچہ تمہارا وزیر ہے"۔

ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ تربیت کے دو (۲) طریقے ہیں۔ ایک زبان سے دوسرا کردار سے۔ بہترین تربیت کردار سے کی جاسکتی ہے۔ اگر ماں کا کردار اچھا ہے اور وہ نیک ہے تو یہ بچے کے لئے بہترین تربیت ہے۔ اگر بچہ میں کوئی صفت خبیثہ ہے اور کوئی صفت

Presented by www.ziaraat.com

شیطانی ہے تو اس بری صفت کو نکالنا بہت آسان ہے۔

ابھی جو لگایا گیا ہے درخت — وہ ایک آدمی سے اکھڑ جائیگا
مگر کچھ زمانہ گذر جو گیا — بہت سوں سے مل کر نہ ہل پائے گا ؎

والدین کے لئے بہت ضروری ہے کہ جس طرح وہ بچوں کا میڈیکل چیک اپ کراتے ہیں تاکہ بیماری کا علم ہو جائے تو انہیں چاہیے کہ اسی طرح بچوں کو چیک کرتے رہیں کہ بچے میں گندی عادات تو نہیں، اس کی روح میں اخلاقی اقدار کا فقدان تو نہیں اور روحانی بیماریاں اس کو روحانی طور پر بیمار تو نہیں کر رہی ہیں؟۔ اگر کسی بچے میں کوئی گندی اور خبیث صفت ہے تو شروع میں اس کا نکالنا بہت آسان ہے لیکن جیسے جیسے وہ پرانی ہوتی جائے گی اور اس کی جڑیں نفس (روح) میں مضبوطی سے جمتی جائیں گی تو اس خبیث صفت کا نکالنا بہت مشکل ہوتا جائے گا۔ مثلاً آپ گھر سے باہر نکلے۔ آپ نے راستے میں کانٹے دار جھاڑی دیکھی جو آپ کو، آپ کے گھر والوں اور راستہ چلنے والوں کو زخمی کر سکتی ہے۔ اگر آپ نے اس کانٹے دار جھاڑی کو فوراً نہیں نکالا تو اب جیسے جیسے دن گذرتے جائیں گے وہ جھاڑی بڑی ہوتی جائے گی اور اسی کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی جائیں گی اور بعد میں اس جھاڑی کو نکالنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جائے گا، اسے نکالنے میں زیادہ

؎ (امام خمینی سلام اللہ علیہ نے اخلاقی بیماریوں کے علاج کے لئے بہت زور دیا ہے کہ جسم کی بیماری کا درد ہوتا ہے تو انسان کو علم ہو جاتا ہے کہ فلاں جگہ بیماری ہے یا درد ہے تو انسان اس کا باآسانی علاج کرا لیتا ہے لیکن روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا کوئی درد نہیں ہوتا ہے اور نہ یہ جسمانی بیماریوں کی مانند ظاہر ہوتی ہیں لہٰذا آدمی ان بیماریوں کی جانب متوجہ نہیں ہوتا ہے اور وہ بیماریاں بڑھتی ہی رہتی ہیں لہٰذا ان بیماریوں کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے روحانی بیماریوں کے بڑھنے کے بعد ان کو جڑ سے اکھاڑنا مشکل ہوتا ہے جتنی جتنی بیماری بڑھتی ہے اس کا نکالنا اتنا ہی مشکل ہوتا جاتا ہے لہٰذا جب بھی اخلاقی و روحانی بیماری کا علم ہو تو انسان کو چاہیئے کہ اس کا فوراً علاج کرے)۔

وقت لگے گا اور زیادہ قوت صرف ہوگی جبکہ وہ جھاڑی کچی ہو اور اسکی جڑیں کمزور ہوں تو اسے نکالنا آسان ہوگا اور اس میں کم وقت اور کم طاقت صرف ہوگی۔ لہٰذا ماں باپ اولاد کے بارے میں بہت توجہ کریں کہ بچے میں کوئی بری صفت تو نہیں ـــ اب اگر خدانخواستہ بچے میں کوئی بری صفت یا خبیث عادت ہے تو اسے نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

بری صفات دور کرنے کا طریقہ

اگر بچے میں کوئی بری عادت ہے تو بچے کو علم عرفان یا فلسفہ و منطق پڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ بچے کو سمجھائیں۔ دلیل دیں، قرآنی دلیل، قرآن میں موجود انبیائے خدا کے قصے سنائیں۔ اگر بچے میں حسد ہے تو اسے حضرت یوسفؑ کا قصہ سنایئے کہ بیٹا حسد نہ کرنا۔ دوسروں کی دنیا، دولت اور مال و رتبہ دیکھ کر جلنا نہیں دیکھو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ان سے کتنا حسد کیا۔ کبھی کنویں میں پھینکا اور کبھی چور کہا مگر یہ اس کا انجام کیا ہوا؟۔ وہ ذلیل ہوئے اور حضرت یوسفؑ نے صبر سے کام لیا اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا اور اپنے بھائیوں سے جو ان کے جانی دشمن تھے، حسد نہیں کیا تو دیکھو خدا نے انہیں کتنی عزت دی۔ اتنی عزت دی کہ وہ مصر کے بادشاہ بن گئے اور دنیا ان کی غلام بن گئی۔ اگر بچہ تکبر کرتا ہے تو شیطان کا قصہ سنائیں کہ تکبر (غرور) کرنے والا بارگاہ خدا سے دور ہو جاتا ہے اور دیگر انبیاء خدا کے قصے سنائیں۔ آیت اللہ شہید دستغیب نے کہانیوں کی کتابیں لکھیں ہیں اسی طرح آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری نے کہانیوں کی کتاب لکھی ہے۔ (جس کا اردو میں ترجمہ سچی کہانیاں کے نام سے ہوا ہے)۔ آپ ان سے کہانیاں سنائیں، حکایات سنائیں اور اچھی باتوں اور صفات کے فوائد بتائیں اور بری باتوں اور گندی صفات کے نقصانات بتائیں تاکہ آپ کی اولاد کی تربیت ہو۔ کوشش کریں کہ بچے کے بالغ ہونے سے پہلے اسمیں نورانی صفات بیدار ہوں اور اگر آپ کی کوششوں سے آپ کے بچے میں نورانی صفات پیدا ہو گئیں تو یہ عظیم دولت اور بیش بہا قیمتی سرمایہ ہے۔ اپنی اولاد میں صفت ایثار ضرور پیدا کریں اور یہ بہترین دولت ہے جو ہم بچے کو دے رہے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

صفت ایثار

صفت ایثار ـــــ یعنی اپنی ذات پر دوسرے کو فوقیت دینا۔ اپنے آرام پر دوسرے کو فوقیت دینا۔ خود تکالیف اٹھائیں مگر دوسرا آرام سے رہے۔ آپ کا دوست بیمار ہے۔ رات جاگ کر اس کی عیادت کرنا۔ تیمارداری کرنا۔ بیوی بیمار ہے تو شوہر رات جاگ کر بیوی کی تیمارداری کر رہا ہے، اپنی بیوی کی خاطر اپنے آرام کو پس پشت ڈال دیتا ہے تاکہ بیوی کو آرام پہنچے۔ بچہ یہ دیکھ رہا ہے تو یہ کردار سے بچے کی بہترین تربیت ہو رہی ہے۔ بچے میں صفت ایثار کا جزبہ پیدا ہو رہا ہے۔ باپ آفس سے تھکا ہارا گھر آیا۔ بیوی اس کی خدمت کرتی ہے (حالانکہ وہ سارا دن گھر کا کام کرتی ہے لیکن شوہر کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ یہ ایثار ہے کہ اپنا آرام چھوڑ دیا اور دوسرے کے آرام کا خیال رکھا۔ بچہ روز یہ حالات دیکھ رہا ہے تو اب بچے میں بھی صفت ایثار پیدا ہو گی۔

صفت ایثار کا صلہ

نجف اشرف میں ایک بڑے عالم گزرے ہیں وہ وہاں درس دیا کرتے تھے جس میں کئی شاگرد شرکت کیا کرتے تھے۔ ان کا ایک شاگرد روزان سے پڑھتا تھا۔ ایک دن جب وہ شاگرد آیا تو وہ عالم اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے حالانکہ وہ کبھی احترام میں کھڑے نہیں ہوئے۔ یہ شاگرد بھی حیران ہوا اور بقیہ سب شاگرد بھی استاد کی اس عجیب حرکت پر بہت حیران ہوئے۔ ان عالم دین نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ۔ "بیٹا کل تم نے کون سا اچھا کام کیا تھا"۔ شاگرد نے جواب دیا کہ۔ "کوئی خاص کام نہیں کیا تھا"۔ استاد عالم دین نے کہا کہ سوچ کر بتاؤ"۔ شاگرد نے بہت سوچنے کے بعد کہا کہ۔ "شاید یہ کام اللہ کو پسند آیا ہو میں مدرسہ کے جس کمرے میں رہتا ہوں اس میں بہ مشکل تین (۳) آدمی رہ سکتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے دو (۲) زوار آئے ہوئے ہیں۔ پیدل آئے تھے اور غریب تھے اتنا پیسہ نہیں تھا کہ مسافر خانے کا کرایہ

دے سکیں لہٰذا میں نے ان سے کہا کہ ـــ آپ امام حسینؑ کے زوار ہیں لہٰذا میرے پاس ایک چھوٹا کمرہ ہے۔ ساتھ رہیں گے ساتھ کھانا کھائیں گے، میں نے ان کو کھانا دیا اور ہم سب سو گئے، آدھی رات کے وقت میری آنکھ کھلی، میں بھی مطالعہ کی تھکاوٹ کے بعد سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک زوار کا پاؤں میرے منہ کے قریب ہے۔ یہ مجھے بہت برا لگا۔ انسان کا نفس عبادت نہیں بلکہ آرام چاہتا ہے۔ آپ جو اسوقت بارہ بجے (۲) رات یہاں آئے ہیں یہ نفس کو بہت برا لگتا ہے۔ آپ یہاں نفس کو دبا کر بیٹھے ہیں ـــ اُس طالب علم نے کہا کہ مجھے یہ حالت بہت بری لگی اور میں نے چاہا کہ اس کا پاؤں اپنے سینے سے ہٹا کر آرام سے سو جاؤں لیکن ایک مرتبہ ضمیر کی آواز آئی کہ یہ امام حسینؑ کا زوار ہے، تیرے مولا کا عاشق ہے اور ایک رات کی بات ہے تھوڑی سی تکلیف برداشت کرلو۔ اگر تو نے اس کا پاؤں اپنے سینے سے ہٹا دیا تو اس زوار کی نیند خراب ہو جائے گی اور وہ سو نہیں سکے گا لہٰذا میں نے اس کے دونوں پاؤں کو اپنے سینے پر برداشت کیا نہ ہی اس سے اس واقعے کی اطلاع دی اور نہ ہی شکایت کی"۔ اتنا سننے کے بعد استاد نے آگے بڑھ کر اس شاگرد کی پیشانی کو چوم لیا اور کہا کہ۔ "کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے اور تو آرہا ہے اور تیرے چہرے سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں"۔

ایثار کا اجر آپ نے دیکھا۔ ہر انسان اپنے ہی لئے جیتا ہے حقیقتاً انسان وہی ہے جو دوسروں کے بھی کام آئے اسلام نے حکم دیا کہ چوبیس (۲۴) گھنٹے گزرنے کے بعد انسان سوچے کہ وہ کس کے کام آیا۔ حدیث میں ہے کہ ـــ "جو روزانہ اپنا حساب نہیں کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ لہٰذا انسان رات کو لیٹتے وقت ضرور سوچے کہ اس نے دن بھر میں کتنے اچھے کام کئے اور کتنے برے کام۔ اب اگر انسان نے کوئی اچھا کام نہیں کیا یا وہ کسی کے کام نہیں آیا تو حقیقتاً اس نے اپنا دن برباد کیا۔ اب اگر انسان کسی دوسرے انسان کام نہیں آیا تو اسے چاہیے کہ وہ جانور کو تلاش کرے۔ ۱؎

۱؎ حاشیہ [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

اگر انسان کو جانور نہ ملے تو انسان کسی درخت کو پانی دے۔ اگر انسان میں اور اسکی اولاد میں صفت ایثار کا نور منور ہو گیا تو یہ دولت دائمی اور ہمیشہ رہنے والی جنت ہے۔ اگر والدین نے اپنے کردار سے یہ نورانی صفت اولاد میں منتقل کی تو یہ وہی نورانی صفت ہے جو کہ علیؑ میں تھی کہ امیرالمومنینؑ رات کو تنہائی میں اپنی نیند و آرام چھوڑ کر بھاری بوریے کو اپنی پیٹھ پر لاد کر غریبوں تک کھانے کی اشیاء پہنچاتے تھے اور یتیموں کی خبر گیری کرتے تھے۔ امام محمد باقرؑ نے جب امام زین العابدینؑ کو غسل کے لئے لٹایا تو آپ نے دیکھا کہ امام چہارمؑ کی پشت مبارک سامان اٹھانے کی وجہ سے گٹھے پڑ گئے تھے۔ اگر یہ اماموں کی نورانی صفات آپکی اولاد میں منتقل ہو گئیں تو یہ تمام کائنات اور جو کچھ کائنات میں ہے اس سب سے افضل ہے۔

صفت تواضع

تواضع کیا ہے ؟ ——— تواضع تکبر کی ضد ہے۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ ——— "وہ شخص

حاشیہ ع۹۶ ص^ نجف کے ایک بزرگ عالم دین علی العجیؒ بازار سے ناشتہ لیکر گھر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں انہوں نے دیکھا دریا کے کنارے ایک کتیہ بھوک سے بے حال ہے اور اس کے بچے اس کا دودھ پی رہے ہیں لیکن کتیہ کی حالت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس میں دودھ نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر وہ آگے چلے گئے۔ انہیں خیال آیا کہ یہ کتیہ اور اسکے بچے بھوکے ہیں اور میرے پاس روپیہ ہے میں دوسرا سالن خرید لوں گا یہ سوچ کر وہ واپس پلٹے اور کتیہ کو وہ سارا سالن کھلا دیا اور اپنے برتن کو مٹی اور پانی سے پاک کر کے چلے آئے۔ چند دن بعد انہیں اطلاع ملی کے انہی کے گاؤں میں ایک امیر شخص نے وفات پائی اور ساری دولت انہی (عالم دین) کے نام کر دی۔ اب انہوں نے حساب لگایا تو وہ دن جب اس امیر نے وصیت کی اور جس دن کتیہ کو کھانا کھلایا ، ایک ہی تھا۔ اس کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لوگ ان کی بہت عزت کرنے لگے اور ان کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ ہونے لگا اور اعلمیت کی جانب ان کی شہرت ہونے لگی۔

ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرہ برابر غرور ہو گا"۔ جس طرح دن کی ضد رات ہے اسی طرح تکبر کی ضد ——— تواضع ہے۔ مثلاً خدا نہ کرے شوہر بداخلاق ہے تو تواضع کی صفت یہ بتاتی ہے کہ بداخلاقی کا جواب اخلاق کے ساتھ دیا جائے۔ بیوی شوہر سے بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرے۔

خواتین کا جہاد

پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں خواتین کا ایک وفد پہنچا۔ وہ خواتین کہنے لگیں کہ ——— "اللہ کے رسولؐ ہم نے کیا قصور کیا ہے۔ مرد اگر جہاد میں شہید ہو جائے تو اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں ہم اس شہادت و ثواب سے کیوں محروم ہیں؟" رسول اللہؐ نے جواب دیا کہ "اس لئے کہ خداوند عالم نے تمہیں کمزور خلق کیا ہے لہٰذا اللہ نے خواتین سے جہاد معاف کیا ہے لیکن تمہارے لئے دوسرا جہاد ہے اور وہ کرنے سے تمہیں شہادت کا ثواب ملے گا"۔ خواتین نے کہا کہ "وہ کیسے؟" رسول اللہ نے فرمایا کہ "اگر کوئی خاتون امور خانہ داری صحیح طور پر بجالائے یعنی بچے کی صحیح تربیت کرے اور شوہر سے اخلاق کا مظاہرہ کرے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد کو ملتا ہے"۔ یقیناً بچے کی صحیح تربیت کرنا یہ جہاد ہے۔ بچے کو اچھے اخلاق والا بنانا یہ جہاد ہے۔ اگر خاتون کو شوہر کی بداخلاقی پر غصہ بھی آئے تو اسے چاہیے کہ غصے کو پی لے اور شوہر کی بداخلاقی کا جواب اخلاق سے دے۔ یہی عورت کا جہاد اکبر ہے۔

عظیم عورت

ہارون رشید کا وزیر ایک مرتبہ جنگل میں راستہ بھٹک گیا اور چلتے چلتے ایک جھونپڑی کے پاس پہنچا۔ وہ جھونپڑی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت اندر بیٹھی ہے۔ وزیر نے کہا کہ مجھے پانی دو میں مر رہا ہوں۔ عورت نے کہا کہ "میں تم کو پانی نہیں دے سکتی کیونکہ میرا شوہر بہت دور سے پانی لے کر آتا ہے اور اس کی اجازت نہیں

Presented by www.ziaraat.com

ہے ہاں البتہ میرے حصے کا دودھ ہے وہ میں تم کو دے سکتی ہوں"۔ کچھ دیر بعد اس عورت کا شوہر آیا اور اس کو دیکھ کر وزیر بہت حیران ہوا کیونکہ وہ انتہائی بدصورت اور بوڑھا تھا اور اس نے آتے ہی عورت سے بداخلاقی شروع کردی۔ وزیر اس وقت بہت حیران ہوا جب اس بوڑھے کی خوبصورت بیوی نے اس کی بداخلاقی کا جواب نہایت اخلاق کے ساتھ دینا شروع کیا اور وہ جی جی سے جواب دینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا شوہر چلا گیا تو وزیر نے اس عورت سے کہا کہ ـــ "اے خاتون تیرا شوہر کتنا بداخلاق ہے "بس اتنا سننا تھا کہ وہ عورت غصے سے سرخ ہوگئی۔ کہنے لگی کہ۔ "میں نے تو تجھے انسان سمجھا تھا مگر تو تو شیطان نکلا۔ تو میرے شوہر کی غیبت کر رہا ہے"۔ یہ سن کر وزیر اور حیران ہوا کہ اس خاتون کی اتنی بے عزتی ہوئی اور وہ اپنے شوہر کے خلاف ایک لفظ سننے کو تیار نہیں ہے اور اس عورت نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر پانی تک نہیں دیا۔ وزیر نے کہا کہ۔ "تو اتنی خوب صورت ہے اس معمولی جھونپڑی میں کیوں پڑی ہے۔ کسی امیر سے شادی کرلے"۔

اس عورت نے کہا کہ۔ "تو بے دین معلوم ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کی حدیث سن

اَلْاِیْمَانُ نصف الصبر و نصف الشکر

ـــــ "ایمان آدھا صبر میں ہے اور آدھا شکر میں ـــــ"

دیکھ مجھے ایمان چاہیے۔ میرا شوہر جو میرے ساتھ زیادتی کر رہا ہے میں اس پر صبر کر رہی ہوں اور جو خدا نے خوب صورتی دی ہے اس پر شکر کر رہی ہوں۔"

والدین کے اعمال سے اولاد میں یہ صفت تواضع پیدا ہو جائے تو یہ ہمیشہ باقی رہنے والا سرمایہ ہے۔ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں کہ۔ "بیوی کی مدد کرنا عبادت ہے"۔ مگر ہمارا معاشرہ ایسا ہے کہ اگر کوئی بیوی کی مدد کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو بیوی کا غلام ہو گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ "پیغمبر خداؐ اپنے سارے کام خود کرتے تھے اپنے کپڑوں اور جوتوں کو سیتے تھے"۔ ایک دن پیغمبر خداؐ حضرت فاطمہؑ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کی گھر کے کاموں میں مدد کر رہے ہیں یہ دیکھ کر رسول خداؐ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ

"اے علیؑ میں تمہیں بتاؤں کہ جو شوہر گھر کے کاموں میں بیوی کی مدد کرتا ہے تو خدا اسے ایک ہزار (۱۰۰۰) حج و عمرے کا ثواب دیتا ہے"۔ بیوی کا غلام وہ نہیں ہے جو گھر کے کاموں میں بیوی کی مدد کرے بلکہ بیوی کا غلام وہ ہے جس کی بیوی کا حکم اس پر چلے اور شوہر بیوی کے کہنے پر چلے۔ بیوی کا غلام وہ ہے جس کی بیوی بے پردہ میک اپ کر کے بازاروں میں گھومے مجالس میں نئے نئے کپڑے پہن کر بے پردہ آئے۔ مکسنگ کی شادیوں میں جائے۔ جو بیوی کی مدد کر رہا ہے تو وہ ایثار بھی کر رہا ہے اور تواضع بھی۔

حضرت علیؑ نے راستے میں دیکھا کہ ایک آدمی بوری کو اٹھائے چلا آرہا ہے۔ اب جو اس نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو شرمانے لگا۔ اور کہا کہ۔ "مولا میں بڑا آدمی ہوں اور میرے کندھوں پر بوری ہے"۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ "اس میں شرمانے کی کیا بات ہے گھر کا کام کرنا اللہ کی عبادت ہے"۔

حقیقتاً ایسا ہو جائے کہ ہم اور ہماری اولاد نورانی صفات کی حامل ہو جائے تو یقیناً یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔

مولا علیؑ بتا رہے ہیں کہ اے عقیلؑ میں ایسی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہوں جو تقوے میں بے مثال ہو اور بہادر ہو نکاح کے بعد امّ البنین کی سواری فاطمہؑ کے گھر پر اتری۔ دروازے پر پہنچ کر مادرِ عباسؑ نے پہلا کام یہ کیا کہ دروازے کی چوکھٹ کو چوما کہ یہ فاطمہؑ زہرا کا دروازہ ہے 'یہ پاکیزہ دروازہ ہے اور یہ حسنؑ و حسینؑ کا گھر ہے۔ اندر داخل ہو کر شکر کا سجدہ ادا کیا کہ "خدا نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں فاطمہؑ کی اولاد کی خدمت کروں" آگے چل کر صحن میں بیٹھ گئیں۔ جناب زینبؑ نے کہا کہ اماں یہ کیا کیا؟ اور بازو سے پکڑ کر اٹھانا چاہا۔ جناب امّ البنین نے کہا کہ شہزادی مجھے ماں نہ کہو میں تمہاری نوکرانی اور خدمت گذار بن کر آئی ہوں۔ حسنؑ و حسینؑ نے کہا کہ " اماں یہ آپ کا گھر ہے "جناب امّ البنین نے کہا کہ " مجھے شرمندہ نہ کرو " میں تمہاری ماں بن کر نہیں بلکہ تمہاری خدمت کرنے آئی ہوں"۔ یہ ہے تواضع کہ کبھی عباسؑ نے حسینؑ کو بھائی نہیں کہا بلکہ

Presented by www.ziaraat.com

ہمیشہ آقا و سردار کہہ کر مخاطب کیا یہ ماں کی تربیت کا اثر ہے کہ عباسؑ حسینؑ کے پاس روز عاشورہ بار بار آتے ہیں کہ حسینؑ پر اپنی جان نثار کردیں۔ یہ ہے تربیت کہ عباسؑ نے اپنے دونوں بازوں کو قربان کردیا۔ یہ ہے ماں کی تربیت کا نتیجہ کہ "بیٹا عباسؑ تیرے ہوتے ہوئے تیرے آقا و مولا حسینؑ پر کوئی آنچ نہ آئے۔۔" اور یقیناً عباسؑ نے حق ادا کردیا اور عباسؑ وفا کا امام ٹھہرا۔۔۔۔

اَلَا لَعۡنَۃَ اللّٰہِ عَلَی قَوۡمِ الظَّالِمِیۡن

خدا ہم سب کو اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ اسلام و عزاداری کی حفاظت کرسکیں۔

۔ "خدایا خدایا ۔۔۔ تا انقلاب مہدیؑ از نہضت خمینی سلام اللہ علیہ ۔۔ محافظت بفرما"

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ:

نیک فرزندوں کی تربیت معاشرے کی سعادت کا باعث بنتی ہے

آپ کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے بچوں کو جو نوزاد ہیں اور جن کے نفوس تربیت کو جلد قبول کرتے ہیں، اچھائی اور برائی ان پر جلد اثر انداز ہوتی ہے اور یہ ابتداء ہی سے آپ کی گود میں پلتے ہیں، اچھی تربیت سے پروان چڑھائیں، آپ ہی ان کے افعال و اعمال کی ذمہ دار ہیں۔ اگر آپ ایک بچے کی اچھی تربیت کرتی ہیں تو ممکن ہے وہی ایک بچہ قوم کی سعادت کا باعث بنے اور اگر خدانخواستہ آپ کی گود میں کوئی برا بچہ پروان چڑھے تو ممکن ہے پورے معاشرے میں برائی پھیل جائے۔ آپ یہ نہ سوچئے کہ ایک بچہ ہے۔ ایک بچہ بعض اوقات جب معاشرے میں قدم رکھتا ہے اور قوم کی سربراہی اسے ملتی ہے تو اس بات کا امکان و احتمال ہوتا ہے کہ پورے معاشرے کو تباہی کی طرف لے جائے ۔۔۔۔۔ (۱۲)

اگر کہیں کسی صحیح حکومت کا قیام عمل میں آئے تو چونکہ لوگوں کی توجہ اس پر ہوتی ہے اس لئے وہ بھی درستی اختیار کرلیتے ہیں۔ اس کام کو بھی خواتین کی گود ہی سے شروع ہونا چاہئیے۔ یہ بات آپ کی گود سے شروع ہو کہ آپ بچوں کی تربیت کریں، ایک صحیح اسلامی تربیت۔ بچہ آپ کی گود میں ہوتا ہے، آپ کے ساتھ ہوتا ہے اس کی آنکھیں اور اس کے کان

Presented by www.ziaraat.com

آپ کے اقوال و فعل پر لگے ہوتے ہیں۔ اگر وہ آپ سے جھوٹ سنے گا تو دروغ گو ہو جائے گا۔ جب وہ دیکھے گا کہ ماں اور باپ دونوں جھوٹ بولتے ہیں تو وہ بھی جھوٹ بولنے لگے گا اور جب وہ دیکھے گا کہ ماں ایک صحیح عورت ہے اور باپ بھی ایک صحیح انسان ہے تو یہ بھی ایک صحیح اٹھان لے گا اور جب یہ صحیح پروان چڑھے گا تو آپ اسے مدرسہ میں داخل کردیں گے، مدرسہ میں پڑھانے والا اُستاد اگر صحیح ہوگا تو اسکول سے صحیح افراد باہر نکلیں گے اور ایک معاشرہ سنور جائے گا۔

آپ انشاءاللہ آئندہ میں اُستاد بنیں گی، فی الحال اگر ماں نہیں ہیں تو انشاءاللہ بعد میں ہوں گی۔ ماں بننے پر آپ کو اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہوگی۔ اُستاد بنیں گی تو وہاں بھی آپ کو درسِ اخلاق دینا ہوگا۔ آپ کو صحیح افراد معاشرے کے حوالے کرنے ہوں گے، آپ کی ذمّہ داری ہے کہ آپ ایک قوم کو سنواریں اور اگر خدانخواستہ اسکالٹ ہو گیا تو ان کی بُرائی بھی آپ کے حصّے میں آئے گی اسی طرح جس طرح کہ ان کے اچھے افعال اس بناء پر کہ آپ ان اچھے کاموں کا مبداء تھی آپ کے لئے بھی اچھائی پیدا کریں گے اور اس کا اَجر و ثواب آپ کو ملے گا۔ اگر خدانخواستہ آپ نے ایک بُرے طبقے کو معاشرے یا قوم کے حوالے کیا اور وہ برائیوں میں ملوث ہوئے تو آپ کی آنکھوں میں بھی اس کا دھواں جائے گا ——————— (۱۳)

۱۳/۶/۱۹۷۹ء

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝

اسلام کے حقیقی نظریات اور معارف کے ادراک اور آپ کے علمی، دینی اور روحانی ذوق کی تسکین کے لیے چند عالموں اور دانشوروں کی تحقیقی کاوشوں پر مبنی اور اپنے مواد کی صحت، دیدہ زیب کتابت، عمدہ کاغذ اور خوب صورت طباعت سے مزین ہونے کی بنا پر مندرجہ ذیل مطبوعات کتابوں کی دنیا میں یقیناً گراں بہا اضافہ ہیں۔

۱۔ توبہ آیت اللہ دستغیب شیرازی ــــــــ 15/-

۲۔ تربیت اولاد مولانا جان علی شاہ کاظمی پاکستان (۴۴ صفحات کا اضافہ) 25/-

۳۔ اولین موذن اسلام حضرت بلال سعید عین آبادی ایران ــــ 4/-

۴۔ جناب فضہ راحت حسین ناصری پاکستان ــــــــ 7/-

۵۔ مجالس عظیم ذاکر شام غریباں مولانا سید کلب عابد صاحب ــــ 25/-

۶۔ کائنات روش (مراثی) باقر علی خاں روش لکھنوی ــــــــ 20/-

۷۔ الخلفاء حصہ اول (جواب المرتضیٰ) محقق بصیر فروغ کاظمی ــــ 30/-

۸۔ الخلفاء ” دوم (” ”) ” ” ” زیر طبع ــــ

۹۔ تفسیر کربلا جواب، واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر، محقق بصیر فروغ کاظمی 60/-

۱۰۔ حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت محقق بصیر فروغ کاظمی زیر طبع ــــ

۱۱۔ قرآن اور سائنس ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب قبلہ زیر طبع ــــ

۱۲۔ درگاہ حضرت عباس لکھنؤ تاریخ کے آئینے میں مرتبہ حسنی لکھنوی زیر طبع ــــ

۱۳۔ راہنمایان اسلام کا ہندی ترجمہ سید علی نقی نقوی طاب ثراہ زیر طبع ــــ

۱۴۔ عرفان امامت (حالات امام زمانہؑ) محقق بصیر ظفر عباس کشمیری زیر طبع ــــ

۱۵۔ قرآن مجید مترجم مولانا فرمان علی صاحب کا ہندی ترجمہ، کنیز فاطمہ (قم) زیر طبع ــــ

اس کے علاوہ اور بھی بہت نادر و نایاب ذخائر پر مبنی چند کتابیں بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہیں

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

Presented by www.ziaraat.com